مغز نغز

یعنے

انتخاب مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ

از

مولانا حاجی ابوبکر محمد شیث صاحب جون پوری

ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

۱۳۴۹ھ ۱۹۳۱ء

مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں طبع ہوا

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
دیباچہ	۱	۱۲	تقدیر	۲۹
مختصر سوانح مولانا رومی	۹	۱۳	جبر و اختیار	۳۰
باب اوّل		۱۴	خیر و شر	۳۱
		۱۵	موت و معاد	۳۲
حمد	۱۹	۱۶	علم نافع	۳۵
نعت	۲۰	۱۷	مرتبہ قیاس بمقابلہ نص صریح	۳۶
منقبت اصحاب	۲۰	۱۸	تصوف و صوفی	۳۷
افتتاحیہ	۲۱	۱۹	وحدۃ الوجود	۳۹
صفتِ مثنوی	۲۳	۲۰	تخلیق عالم	۴۰
باب دوم		۲۱	عالم امر	۴۲
		۲۲	تخلیق انسان و مرتبہ آن و غرض	
مسائل و اصطلاحات تصوف	۲۵		تخلیق ازل	۴۲
ذات و صفات باری تعالیٰ	۲۵	۲۳	رابطہ خالق با خلق	۴۴
نبوت و وحی	۲۷	۲۴	تشبیہ و تمثیل ذات حق	۴۵
معجزہ	۲۸	۲۵	روح انسانی	۴۶

نمبر	مضمون	صفحہ
۲۶	تجدد امثال	۴۷
۲۷	فرق، جمع، جمع الجمع	۴۷
۲۸	فنا و بقا	۴۸
۲۹	ان لربکم نفحات	۵۰
۳۰	و ہو معکم اینما کنتم	۵۱
	باب سوئم	
۳۱	اشغال و تعلیمات	۵۲
۳۲	ایمان	۵۲
۳۳	توبۂ نصوح	۵۳
۳۴	فوائد صحبت	۵۵
۳۵	اجتناب از صحبت بد	۵۶
۳۶	ارادت و طلب	۵۶
۳۷	گرفتن پیر، علامت پیر کامل	۵۹
۳۸	من جد وجد	۶۰
۳۹	آداب المریدین	۶۱
۴۰	اجتناب از صوفیان مزورہ	۶۳
۴۱	مجاہدہ و ریاضت	۶۴

نمبر	مضمون	صفحہ
۴۲	ذکر و فکر و مراقبہ	۶۵
۴۳	تفرع و گریہ	۶۷
۴۴	فوائد خلوت	۶۸
۴۵	فوائد خاموشی و حفظ لسان	۶۹
۴۶	حفظ اسرار	۷۰
۴۷	نفس کشی و سلوک	۷۱
۴۸	فوائد جوع و احتما	۷۳
۴۹	اجتناب از معصیت	۷۴
۵۰	دعا	۷۵
۵۱	مناجات	۷۷
	باب چہارم	
۵۲	مقامات و احوال و اخلاق حسنہ	[illegible]
۵۳	فرق میان مقام و حال	۸۰
۵۴	عقل	۸۱
۵۵	مقام محبت و عشق	۸۱
۵۶	وجد	۸۵
۵۷	قرب و انس	۸۶

نمبر	مضمون	صفحہ
۵۸	تسلیم و رضا بالقضا و توکل	۸۷
۵۹	زہد و فقر	۸۸
۶۰	تقویٰ	۹۰
۶۱	خوف و رجا	۹۰
	صدق مقال و حسن گفتار	۹۱
۶۳	اخلاقِ حسنہ	۹۲
۶۴	صبر	۹۳
۶۵	قناعت	۹۴
۶۶	شکر	۹۵
۶۷	سخاوت	۹۵
۶۸	شفقت علی الخلق	۹۶
۶۹	حسنِ ظن	۹۷
۷۰	عدل	۹۸
	ادب	۹۸
۷۲	اخلاص	۹۹
	باب پنجم	
۷۳	بیانِ اخلاقِ رذیلہ و مضرت طریق	۱۰۰
۷۴	بیانِ اخلاق رذیلہ	۱۰۰
۷۵	کبر و عجب	۱۰۲
۷۶	ریا و نفاق	۱۰۳
۷۷	شہوت	۱۰۴
۷۸	حرص و طمع	۱۰۵
۷۹	حسد	۱۰۶
۸۰	خشم	۱۰۷
۸۱	ظلم	۱۰۸
۸۲	جاہ مناصب طلبِ شہرت	۱۰۸
۸۳	طلب دنیا	۱۱۰
	باب ششم	
۸۴	خلاصہ حکایات	۱۱۱
۸۵	حکایت بادشاہ و کنیزک رنجور	۱۱۱
۸۶	حکایت بادشاہ جہود و وزیر کیاد	۱۱۵
۸۷	حکایت اختلاف کردن در چگونگی شکل فیل	۱۱۷
۸۸	حکایت استن حنانہ	۱۱۸
۸۹	حکایت معجزہ سنگریزہ	۱۱۹

نمبر	مضمون	صفحه
۹۰	حکایت پیر چنگی	۱۲۰
۹۱	حکایت اصحاب اخدود	۱۲۲
۹۲	حکایت شیر و نخچیران	۱۲۳
۹۳	حکایت قاصد روم نزد امیر المومنین عمرؓ	۱۲۶
۹۴	حکایت شخصے که مولع بجماعت بود	۱۲۸
۹۵	حکایت اعرابی و زن او و پادشاه بغداد	۱۲۸
۹۶	حکایت متهم کردن لقمان را بمیوه خوردن	۱۳۱
۹۷	حکایت بازرگان و طوطی محبوس	۱۳۲
۹۸	حکایت رومیان و چینیان	۱۳۴
۹۹	حکایت نصوح	۱۳۵
۱۰۰	حکایت گله بان و موسی علیه السلام	۱۳۷
۱۰۱	حکایت شیر و گرگ و روباه	۱۳۹
۱۰۲	حکایت نامه خوندان عاشق پیش معشوق خود	۱۴۰
۱۰۳	حکایت گاو و لاغر	۱۴۰
۱۰۴	حکایت طوطی و بقال	۱۴۱
۱۰۵	حکایت قزوینی	۱۴۲
۱۰۶	حکایت آن یار که در یار بزد گفت کیست گفت منم	۱۴۳
۱۰۷	حکایت کر و رنجور	۱۴۴
۱۰۸	حکایت موذن بدآواز	۱۴۵
۱۰۹	حکایت امیر المومنین علیؓ	۱۴۶
۱۱۰	حکایت باز شاهی و کمپیرزن	۱۴۷
۱۱۱	حکایت باز و جغدان	۱۴۸
۱۱۲	حکایت روستائی و شیر	۱۴۹
۱۱۳	حکایت شیخ احمد خضرویه	۱۵۰
۱۱۴	حکایت لقمان علیه السلام	۱۵۱
۱۱۵	حکایت سنقر و امیر او	۱۵۲
۱۱۶	حکایت مارگیر و مار بیهوش	۱۵۳
۱۱۷	حکایت شخصے که مادر را بکشت	۱۵۴
۱۱۸	حکایت پشه دادخواه	۱۵۵
۱۱۹	حکایت دباغ و علاج او	۱۵۶
۱۲۰	قصه گم شدن آنحضرت بعهد طفلی	۱۵۷
۱۲۱	حکایت موسی علیه السلام در بیان توحید	۱۶۰

حکایت	مضمون	صفحہ
۱۲۲	حکایت مردے کہ با شمع در روز میگشت	۱۶۰
۱۲۳	حکایت موسیٰ علیہ السلام بتعریض عیادت رنجور	۱۶۱
۱۲۴	حکایت گبر و مسلمان	۱۶۱
۱۲۵	حکایت چہار کس جنگ کنندہ در نماز	۱۶۲
۱۲۶	حکایت ناسپاسی اہل سبا	۱۶۲
۱۲۷	حکایت زاہد گریاں	۱۶۴
۱۲۸	حکایت جوانے کہ ناگاہ محبوب را یافت	۱۶۴
۱۲۹	حکایت شعیب علیہ السلام و مرد گنہگار	۱۶۵
۱۳۰	حکایت مرد ابلہ و خرس	۱۶۶
۱۳۱	حکایت مرد لافی	۱۶۷
۱۳۲	حکایت باغبان و صوفی و فقیہ و علوی	۱۶۸
۱۳۳	حکایت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ با ابلیس	۱۷۰
۱۳۴	حکایت کرامت ابراہیم ادہم	۱۷۱
۱۳۵	حکایت ترک سلطنت ابراہیم ادہم	۱۷۲
۱۳۶	سوال معشوق و جواب عاشق	۱۷۳
۱۳۷	حکایت آں شغال کہ دعویٰ طاؤسی نمود	۱۷۳
۱۳۸	حکایت طاؤس و حکیم	۱۷۴
۱۳۹	حکایت مردے کہ دعاے رزق حلال می کرد	۱۷۵
۱۴۰	حکایت مندیل در تنور انداختن انس بن مالک رضی	۱۷۹
۱۴۱	حکایت دزد در عہد عمر رض	۱۷۹
۱۴۲	حکایت شخصے کہ زبان بہائم آموخت	۱۸۰
۱۴۳	حکایت آں زن کہ فرزندش نمی زیست	۱۸۲
۱۴۴	حکایت فقیہ با دستار بزرگ	۱۸۲
۱۴۵	قصہ وکیل صدر جہاں	۱۸۳

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۴۶	خشم کردن بادشاه بر ندیم و شفاعت کردن عماد الملک	۱۸۵
۱۴۷	حکایت آں عاشقِ خام که شب شد آمد و خفت	۱۸۶
۱۴۸	حکایت معلّم و شاگردان	۱۸۷
۱۴۹	حکایت مجنون و ناقه	۱۸۸
۱۵۰	حکایت لیلیٰ و خلیفهٔ بغداد	۱۹۰
۱۵۱	قصه نرگس و تخیل خام	۱۹۰
۱۵۲	حکایت مُرغ گرفتار	۱۹۱
۱۵۳	حکایت صیاد و سه ماهی عاقل و نیم عاقل و ابله	۱۹۲
۱۵۴	حکایت شاهزاده مسحور	۱۹۴
۱۵۵	حکایت کافر مهمان	۱۹۵
۱۵۶	حکایت صوفی بزدل	۱۹۶
۱۵۷	حکایت حضرت بلال رضی الله عنه	۱۹۹
۱۵۸	حکایت ترک گول و درزی	۲۰۱
۱۵۹	حکایت شیخ ابوالحسن خرقانی رح	۲۰۳
۱۶۰	حکایت بادشاه و دزدان	۲۰۴
۱۶۱	دزدیدن مارگیر مارے را از مارگیر دیگر	۲۰۶
۱۶۲	حکایت پیر و مرید	۲۰۷
۱۶۳	منازعت چهار کس برائے انگور	۲۰۷
۱۶۴	حکایت محمود و ایاز	۲۰۸
۱۶۵	حکایت بهلول دانا رح	۲۰۹
۱۶۶	حکایت مرد نحوی و کشتیبان	۲۱۱
۱۶۷	حکایت حضرت یوسف علیه السلام	۲۱۱
۱۶۸	مرتد شدن کاتب وحی	۲۱۲
۱۶۹	حکایت حضرت ذوالنون مصری	۲۱۴
۱۷۰	انکسار فلسفی در آیت- اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُکُمْ غَوْرًا	۲۱۵
۱۷۱	حکایت سائل نابینا عاقل	۲۱۶
۱۷۲	حکایت جالینوس	۲۱۷
۱۷۳	وحی کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیه السلام که چرا بعیادت من نیامدی	
۱۷۴	رفتن رسول خدا صلعم بعیادت صحابی	۲۱۸

نمبر شمار	مضمون	صفحه
۱۷۵	حکایت قاضی و نائب او	۲۱۹
۱۷۶	حکایت اعرابی و دانشمند فصیح	۲۲۰
۱۷۷	قصهٔ آن درخت که هر که میوهٔ او خورد هرگز نمیرد	۲۲۱
۱۷۸	حکایت معجزهٔ عیسیٰ علیه السلام	۲۲۲
۱۷۹	قصهٔ شهری و روستائی	۲۲۳
۰۸۱	قصهٔ زاهد کوهی	۲۲۵
۱۸۱	گویا شدن طفل شیرخوار بمعجزه رسول	۲۲۷
۲	حکایت حضرت حمزه رضی الله عنه	۲۲۷
۱۸۳	مکالمه جهود با علی رضی الله عنه	۲۲۸
۱۸۴	قصهٔ آن طفل که بر ناودان رفته بود	۲۲۹
۱۸۵	حکایت قبطی و سبطی	۲۳۰
۱۸۶	حکایت آهو در آخور خران	۲۳۱
۱۸۷	حکایت خر گرسنه	۲۳۱
۱۸۸	حکایت خر لاغر و روباه کیّاد و شیر خسته	۲۳۳
۱۹۰	حکایت درویش که غلامان عمید را آراسته دید	۲۳۶



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامدًا وّمُصلّیًا

دیباچہ

انسان اپنی زندگی میں مختلف دوروں سے گزرتا ہی اور ہر دور میں
ماص انقلاب رونما ہوتا ہی اسی کلیہ کے ماتحت میری زندگی کا ایک نیا دور
۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۵ھ سے شروع ہوتا ہی جب کہ میں مسلم یونیورسٹی
ل گڑھ میں ناظم دینیات اور پروفیسر مقرر ہو کر آتا ہوں۔ میری زندگی کا
پہلا دن ہی جب کہ میں سلسلۂ ملازمت میں داخل ہوتا ہوں اور گردن میں

طوقِ غلامی پڑتا ہے۔

یہاں آنے پر میرے متعلق علاوہ کارِ نظامت کے ایم اے فارسی
اسباق بھی ہوئے۔ دوسرے سال تصوف کا پرچہ میرے متعلق ہوا۔
یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ تصوف کے مضمون میں اب تک یہاں مثنوی مولا
داخلِ نصاب نہیں ہے۔

فنِ تصوف میں مثنوی مولانا روم کا پایہ جس قدر بلند ہے اور اس
کتاب کو جو شہرت و مقبولیت حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ باوجود اس
داخلِ نصاب نہ ہونے کا سبب سوا اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ
اس قدر ضخیم ہے کہ اگر اس کے چھ دفتروں میں سے صرف ایک دفتر
داخلِ نصاب کیا جائے تو دو سال میں بھی دوسری کتابوں کے ساتھ
پورا نصاب ختم نہیں ہو سکتا۔ میں نے شعبۂ فارسی کے چیرمین جناب حاجی حمید الدین خا
صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ کو توجہ دلائی اور انھوں نے مثنوی شریف کا
کچھ حصہ داخلِ نصاب فرما دیا۔ اس وقت مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مثنوی
شریف کا ایک عمدہ انتخاب کیا جائے جو اجمالی طور سے مہماتِ مسائلِ تصو

حاوی ہو تو یہی نہیں کہ وہ مجموعہ نصاب کے لئے کار آمد ہوگا بلکہ عام طور سے
اُن لوگوں کے لئے بھی جنہیں تصوف کا ذوق ہے بے حد مفید ہوگا۔
مثنوی شریف کے انتخابات پہلے بھی ہو چکے ہیں جن میں لباب المعنوی
مولفہ شیخ حسین ابن علی کاشفی الواعظ اور اس کا خلاصہ لبّ لباب اور
جزیرۃ المثنوی مولفہ مولانا یوسف سینہ چاک المتوفی ۹۵۳ھ بہت مشہور
ہیں۔ لبّ لباب ہندوستان میں طبع بھی ہو چکی ہے لیکن افسوس ہے کہ اب
وہ بازاروں میں اگر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ علاوہ بریں وہ انتخابات
دوسرے نقطۂ نظر سے کئے گئے تھے جو موجودہ نصاب میں داخل کئے جانے
کے لئے موزوں نہیں ہیں اور حکایات کا خلاصہ تو نہ لباب میں ہے
نہ لبّ لباب میں۔

اس انتخابِ جدید کو میں نے مثنوی شریف کے دفاتر ستہ کی مناسبت و
متابعت میں چھ بابوں پر تقسیم کیا ہے۔

(۱) بابِ اول کی حیثیت دیباچۂ کتاب کی ہے جس میں حمد و نعت و
مناقب وغیرہ مبادیات ہیں۔

باب دوم میں مختلف عنوانات قائم کر کے ایسے اشعار جمع کئے گئے ہیں جن میں ایسے مباحثِ علمیہ ہیں جن کا تعلق اعتقادیات، فلسفۂ تصوف، اصطلاحات تصوف کے ساتھ ہے۔

باب سوم میں فنِ تصوف کی تعلیمات اور اشغال کا بیان ہے۔

باب چہارم میں نتائج تعلیمات و اشغال یعنی مقامات و احوال و اخلاقِ حسنہ کا ذکر ہے۔

باب پنجم میں مضرات سلوک اور اُن اخلاقِ رذیلہ کا ذکر کیا گیا ہے جن کا تصفیہ ضروری ہے۔

باب ششم میں خلاصہ حکایات ہیں جن سے مفید نتائج نکلتے ہیں۔ یہ بابِ ششم واعظین اور صوفیانہ مذاق رکھنے والوں کے لئے بہت کار آمد ہے۔ نیز نیچے درجوں کی ادبیات اور اخلاقیات میں بھی ان حکایات کا پڑھانا موزوں اور مناسب ہوگا۔

اس مجموعہ میں کوشش کی گئی ہے کہ اشعارِ منتخبہ میں تسلسل اور تناسبِ معنوی قائم رہے اور ہر عنوان کے ضمن میں جو اشعار مختلف مقامات سے لئے

جستہ جستہ چن کر ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں ایسے معلوم ہوں کہ اس بحث پر
اسی سلسلے سے لکھے گئے ہیں، ملتقط نہیں ہیں۔ اسی طرح حکایات کے
خلاصہ کرنے میں بھی اس کا پورا لحاظ کیا گیا ہے کہ درمیانی اشعار حذف
کرنے میں اصل حکایت بے ربط نہ ہو جائے اور ہر حکایت کے ضمن میں نتیجۂ
حکایت بھی آجائے جو حکایت کی اصلی غرض ہے۔

شروع کتاب سے پہلے میں نے مولانا رومی علیہ الرحمۃ کا مختصر تذکرہ
لکھ دیا ہے تاکہ مولانا کے کچھ تاریخی حالات معلوم ہو جائیں اور اسی ضمن میں
مثنوی شریف کی کچھ خصوصیات بھی بتائی گئی ہیں تاکہ اس میں بصیرت و بصارت
حاصل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس مفید اور کار آمد مجموعہ کی
تالیف کی توفیق دی اور ماہ شوال سنہ ۱۳۴۷ ہجری میں شروع ہو کر اسی سال
ماہ ذی الحجہ مطابق مئی سنہ ۱۹۲۹ء میں مکمل ہو گیا۔ فللہ الحمد

اس انتخاب جدید کا نام مغز نغز مثنوی رکھتا ہوں میرا ارادہ
تھا اس انتخاب کے مقدمہ میں نفس تصوف پر ایک مستقل مضمون لکھوں

ابتدائے اسلام سے اس وقت تک جو ارتقا یا تنزل انقلابات و تغیرات
تصوف کے علمی و عملی پہلو میں پیدا ہوئے ہیں اُس کو بیان کروں خصوصیت
کے ساتھ مولانا کے خیالات اور اُن کا مسلک صوفیانہ بتاؤں لیکن یہ کام
کچھ وقت اور فرصت چاہتا ہے اور ممکن ہے اُس کے انتظار میں اصل چیز کی
اشاعت میں غیر معمولی توقف ہو جائے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ
اصل انتخاب ایک مختصر دیباچہ کے ساتھ شائع کردیا جائے اور اُس کا
مفصل مقدمہ جس وقت بتوفیق الٰہی تکمیل کو پہنچ جائے پیش کردیا جائے

ناچیز
ابو بکر محمد شیث فاروقی جون پوری عفی عنہ
ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مختصر تذکرہ مولانا جلال الدین رومیؒ

مختصر سوانح مولانا رومیؒ

آپ کا نام محمدؐ اور لقب جلال الدین تھا۔ عرفِ عام میں مولانائے رومی کے نام سے مشہور ہوئے۔ سنہ ۶۰۴ھ میں بمقام بلخ پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے۔ ان کے والد کا نام بہاء الدین ابن حسین بلخی ہے۔ محمد خوارزم شاہ المتوفی سنہ ۶۱۱ ہجری مولانا کا حقیقی نانا تھا۔

سنہ ۶۱۰ ہجری میں مولانا کے والد شیخ بہاء الدین بلخ چھوڑ کر نیشاپور گئے۔ حضرت خواجہ فریدالدین عطار سے ملنے آئے اُس وقت مولانا کی عمر چھ سال کی تھی اور اپنے والد کے ہمراہ تھے۔ حضرت خواجہ فریدالدین عطار نے اپنی مثنوی اسرار نامہ تبرکاً ہدیہ دی اور مولانا بہاء الدین سے فرمایا کہ اس جوہرِ قابل سے غافل نہ رہنا یہ ایک دن غلغلہ بلند کرے گا۔

مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ مولانا کے والد نے اپنے شاگردِ خاص و مریدِ با اختصاص مولانا برہان الدین کو ان کا اتالیق مقرر کیا۔ مولانا نے انھیں کی اتالیقی میں تربیت پائی اور اکثر علوم اُن سے حاصل کیے۔ ۱۸ سال کی

عمر میں مولانا کی شادی ہوئی اور اسی سال اپنے والد کے ہمراہ قونیہ میں آئے اور یہیں رہنے لگے۔

اپنے والد کے انتقال کے بعد ۲۵ سال کی عمر میں مولانا نے تکمیل علوم کے لئے شام کا سفر کیا۔ کچھ دن شہر حلب کے مدرسہ حلادیہ کے دارالاقامہ میں قیام کر کے کمال الدین بن عدیم سے فیض حاصل کیا۔ پھر سات سال تک دمشق میں تحصیل علوم و فنون کرتے رہے۔ تمام مذاہب سے واقف تھے علم کلام اور علم فقہ اور اختلافیات میں خاص ملکہ رکھتے تھے فلسفہ و حکمت و تصوف میں ان کا کوئی نظیر نہیں تھا۔ شیخ بہاء الدین کے انتقال کے بعد مولانا کے اتالیق سید برہان الدین نے نو سال تک علم باطن اور سلوک کی تعلیم بھی دی۔ اس کے بعد مولانا کی عمر تعلیم و تدریس میں گزرنے لگی۔

مولانا کی زندگی کا دوسرا دور

مولانا کی زندگی میں خاص انقلاب حضرت شمس تبریزؒ کی ملاقات سے شروع ہوتا ہے۔ شمس تبریز کیا بزرگ کے خاندان سے تھے جو فرقہ اسماعیلیہ کا امام تھا لیکن انھوں نے اپنا آبائی مذہب ترک کر کے علوم حاصل کئے اور بابا کمال الدین جندی کے مرید ہو گئے سوداگروں کی وضع میں شہروں کی سیاحت کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ دعا مانگی کہ الٰہی کوئی ایسا خاص بندہ ملتا جو میری صحبت کا متحمل ہوتا۔ بشارت ہوئی کہ روم جاؤ۔ اسی وقت چل کھڑے ہوئے اور قونیہ پہونچے برنج فروشوں کی سرا میں اترے سرا کے دروازہ پر ایک چبوترہ تھا اس پر اکثر تماشا بیٹھتے تھے وہیں مولانا اور شمس تبریز کی ملاقات ہوئی اور اکثر صحبت رہنے لگی۔ مولانا کی حالت میں نمایاں تغیر پیدا ہوا۔ پہلے سماع سے

احتراز رکھتے تھے اور اب سماع بغیر چارہ نہ تھا۔ درس تدریس، وعظ و پند کے اشغال
چھوڑ دیئے۔ حضرت شمس تبریز کی صحبت سے دم بھر کے لئے جدا نہیں ہوتے تھے۔ تمام
شہر میں ایک شورش مچ گئی۔ شمس تبریز فتنہ کے خوف سے چپکے دمشق چل دیئے۔ مولانا کو
بے حد صدمہ ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد مولانا کی بے چینی دیکھ کر لوگ جا کر شمس تبریز کو واپس
لائے۔ لیکن تھوڑے دنوں رہ کر پھر شمس تبریز کہیں غائب ہو گئے اور باوجود تلاش کے
اُن کا پتا نہ چلا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ حضرت شمس تبریز کو کسی نے شہید کر ڈالا۔
شمس تبریز کی غیبت کے بعد مولانا کو سخت بے چینی ہوئی اسی اضطراب میں ایک دن
صلاح الدین زرکوب کی دوکان کے پاس سے گزرے وہ ورق کوٹ رہے تھے مولانا پر
خاص حالت طاری ہو گئی۔ صلاح الدین زرکوب نے ہاتھ نہیں روکا اور بہت سا ورق
ضائع ہو گیا۔ بالآخر صلاح الدین نے کھڑے کھڑے دوکان لٹا دی اور مولانا کے ہمراہ
ہو لئے اور نو سال تک مولانا کی صحبت میں رہے مولانا کو بھی ان کی صحبت سے بہت تسلی ہوئی۔
بالآخر سنہ ۶۶۴ھ میں صلاح الدین نے انتقال فرمایا ان کی وفات کے بعد مولانا نے
اپنے مریدین میں سے حسام الدین چلپی کو اپنا ہمدم و ہمراز بنا لیا اور پھر جب تک زندہ رہے
اُن سے اپنے دل کو تسلی دیتے رہے۔ مولانا روم حسام الدین کا اس طرح ادب
کرتے تھے کہ لوگ ان کو مولانا کا پیر سمجھتے تھے۔ انہیں مولانا حسام الدین کی ترغیب پر
مولانا روم نے اپنی مشہور مثنوی شریف لکھی۔

مولانا کی علالت اور وفات

سنہ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں بڑے زور کا زلزلہ آیا اور چالیس دن تک اس کے جھٹکے

محسوس ہوتے ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے لقمۂ تر چاہتی ہے۔ چند ہی روز کے بعد مولانا علیل ہوئے۔ اکمل الدین اور غضنفر اطباے حاذق نے علاج کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ۵ جمادی الثانی روز یکشنبہ ۶۷۲ھ بوقت غروب آفتاب مولانا نے وفات فرمائی اور ہمیشہ کے لئے یہ آفتاب علم و فضل غروب ہو گیا۔[۱]

رات کو سامان کیا گیا اور صبح کو جنازہ اٹھا۔ بادشاہ سے لے کر فقیر و غریب تک سب ہمراہ تھے۔ لوگوں نے تابوت تک توڑ کر تبرکاً تقسیم کر لئے شام کو جنازہ قبرستان تک پہونچ سکا۔ شیخ صدرالدین شاگرد شیخ اکبر محی الدینؒ مع اپنے مریدین کے ہمراہ تھے۔ شیخ صدرالدین جنازہ کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے لیکن چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر قاضی سراج الدین نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مولانا کی وصیت کے مطابق حضرت حسام الدین چلپی مولانا کے خلیفہ بنائے گئے۔

مولانا نے دو فرزند چھوڑے ایک علاءالدین محمدؒ دوسرے سلطان ولد۔

حسام الدین چلپی نے ۶۸۳ھ میں انتقال کیا اُن کے بعد سلطان ولد مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔

مولانا کا سلسلہ اب تک قائم ہے اور یہ لوگ فرقۂ مولویہ کہلاتے ہیں۔

مولانا کی تصانیف

مولانا کی تصانیف میں مولانا کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ہے جس کا نام فیہ ما فیہ ہے[۲]

---

[۱] صاحب کشف الظنون نے مولانا کا سال وفات ۶۷۰ھ لکھا ہے ۱۲ [۲] مولانا عبدالماجد دریا بادی نے بڑے اہتمام سے مطبع معارف اعظم گڑھ میں ان ملفوظات کو چھپوایا ہے اور اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا ہے دیکھو معارف ۴ جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۱

اور پچاس ہزار اشعار کا ایک دیوان ہے جس کو بہت سے لوگ غلطی سے حضرت شمس تبریز کا دیوان سمجھتے ہیں۔ اس مغالطہ کی بنا یہ ہے کہ اکثر مقطع میں شمس تبریز کا نام ہے۔

تیسری چیز مثنوی ہے اور اسی کتاب سے مولانا کا نام زندہ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اختصار کے ساتھ مثنوی کی کچھ خصوصیات لکھدی جاویں تاکہ ایک بصیرت حاصل ہو جائے۔

خصوصیاتِ مثنوی

دولتِ غزنویہ کے آخر میں حکیم سنائی نے حدیقہ لکھی جو نظم میں تصوف پر پہلی کتاب ہے۔ حدیقہ کے بعد خواجہ فرید الدین عطار نے متعدد مثنویاں لکھیں جن میں سے منطق الطیر نے زیادہ شہرت حاصل کی ایک دن ایک خاص کیفیت میں مولانا کی زبان سے بیساختہ مثنوی کے ابتدائی اشعار نکل گئے پھر حسام الدین چلپی نے اصرار کیا کہ مثنوی پوری کی جائے چنانچہ مولانا نے پورے چھ دفتر لکھ ڈالے جس میں دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ اشعار ہیں۔ اگرچہ درمیان تصنیف میں وقفے اور فاصلے پڑتے گئے۔ چنانچہ مثنوی میں بہت کثرت سے ایسے اشعار پائے جاتے ہیں جن سے حسام الدین چلپی کا باعث تصنیف ہونا معلوم ہوتا ہے۔ بعض دفتروں میں مولانا نے تاخیر کے نہایت لطیف وجوہ بیان فرمائے ہیں مثلاً فرماتے ہیں کہ ؎

مدتے ایں مثنوی تاخیر شد | مہلتے بایست تا خوں شیر شد
تا نزاید بختِ تو فرزندِ نو | خوں نگردد شیرِ شیریں خوش شنو

یہ مثنوی سنہ ۶۶۲ھ میں شروع ہوئی ہے جو خود مثنوی کے ایک شعر سے ظاہر ہے ؎

مطلع تاریخ این سودا دود — سالِ ہجرت ششصد و شصت و دو بُود
۶۶۲

طرزِ تصنیف

علمی و اخلاقی تصانیف کا ایک طرز تو یہ ہے کہ ایک ایک مسئلہ کو علیحدہ علیحدہ ایک ایک باب میں بیان کیا جائے اور ایک قسم کے مضامین سب ایک جگہ جمع کر دیئے جائیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی افسانہ لکھا جائے اور علمی مسائل موقع موقع سے اس کے ضمن میں بیان کر دیئے جائیں۔ اس دوسرے طریقے میں فائدہ یہ ہے کہ مضامین ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور طبیعت اوکتاتی نہیں مثنوی میں مولانا نے اسی دوسرے طریقے کو اختیار کیا ہے یہی وجہ ہے کہ فرضی افسانے اور حکایات درج ہیں بلکہ ضعیف روایات تک درج کرنے میں مولانا نے پروا نہیں کی کیوں کہ غرض نتائج سے ہے نہ واقعات سے مولانا خود فرماتے ہیں۔

ای برادر قصہ چون پیمانہ ایست — معنی اندر وے بسانِ دانہ ایست
گفت نحوی زید عمرواً قد ضرب — گفت چونش کرد بے جرمے ادب
گفت این پیمانۂ معنے بود — گندمش بستان کہ پیمانہ ست رد
عمرو زید از بہر اعراب ست ساز — گر دروغست آن تو با اعراب ساز

بعض حکایتیں نہایت گندی اور بظاہر اخلاق و سنجیدگی سے گری ہوئی ہیں لیکن اس سے نتیجہ نہایت عمدہ نکالا ہے جس تک مولانا ہی کا ذہن پہونچ سکتا تھا۔ فارسی زبان میں جس قدر کتابیں اس فن پر لکھی گئیں کسی میں ایسے دقیق اور نازک مسائل و اسرار نہیں ملتے جن کی مثنوی میں بہتات و کثرت ہے۔ مثنوی نہ صرف تصوف اور اخلاق کی کتاب ہے بلکہ یہ عقائد اور کلام کی بھی بہترین تصنیف ہے۔

مسائل تصوف کے ہوں یا علم کلام کے اُن کو تمثیل اور تشبیہ سے اس طرح واضح اور ذہن نشین کیا ہی کہ اُن کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو اس صفائی اور ستھرائی سے سلجھا کر بیان فرمایا ہی کہ اُس کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں معلوم ہوتی۔ تصوف اور کلام کے مہماتِ مسائل میں سے کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہی جو نظر انداز ہوگیا ہو۔

شاعری کے اعتبار سے اگرچہ اس مثنوی میں بعض فروگزاشتیں پائی جاتی ہیں مثلاً فکِّ اضافت یا غرابت لیکن یہ باتیں اس کی دوسری خوبیوں کے مقابلہ میں کالعدم ہیں۔ یہ مثنوی بحر رمل مسدس محذوف میں ہی۔ وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار ہے۔

اس مثنوی کے الفاظ اور حروف میں جو موسیقیت اور طرز ادا میں جو ندرت اور ترکیب میں جو روانی اور سلاست ہی وہ بیان سے باہر ہی۔ ان سب باتوں کے ماسوا جو روحانی برکت اور اثر وجدانی و ذوقی لذت ہی وہ ان تمام باتوں سے بالاتر ہے

وللّٰہ دَرُّ مَا قَال : ؎

من چہ گویم وصفِ آں عالی جناب نیست پیغمبر و لے دارد کتاب

خلاصۂ تذکرہ

محمد جلال الدین مولانائے رومی ابن شیخ بہاء الدین بن حسین بلخی۔ جائے پیدائش بلخ سالِ ولادت سنہ ۶۰۴ھ۔ محمد خوارزم شاہ کے نواسے ۵ سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ بلخ سے ہجرت کی ۱۸ سال کی عمر میں بمقام لارندہ شادی ہوئی۔ اسی سال قونیہ آکر

متوطن ہوگئے۔ ۲۵ سال کی عمر میں بغرض تحصیل علم شام کا سفر کیا۔ سنہ ۶۴۲ھ میں بمقام قونیہ حضرت شمس تبریز کے مرید ہوئے۔ سنہ ۶۶۲ھ میں مثنوی شریف لکھی۔ ۵ جمادی الثانی یوم یک شنبہ کو بوقت غروب آفتاب سنہ ۶۷۲ھ میں انتقال فرمایا اور وہیں قونیہ میں دفن ہوئے ۶۸ سال کی عمر پائی۔ علاء الدین محمدؒ اور سلطان ولد دو بیٹے چھوڑے۔

منتخب گشته بآیینِ نوی
مثنویِّ مولویِّ معنوی
نام نیکش

مغز مغز

مثنوی

مغز مغزِ مثنویِ مولوی
چشم دل روشن کند گر بشنوی

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابِ اوّل

حمد

حمد لک والشکر لک یا ذوالمنن حاضری و ناظری بر حالِ من

واحد اندر ملک او را یار نے بندگانش را جز او سالار نے

صانعِ بے آلت و بے جارحہ واہبِ ایں ہدیہائے رابحہ

خالقِ افلاک و انجم بر علا مردم و دیو و پری و مرغ را

خالقِ دریا و دشت و کوہ و تیہ مملکت او بے حد و او بے شبیہ

شاہ ما بیدار و ہر دم ہوشیار می رساند روزیِ ہر مور و مار

کُلَّ یَومٍ ہُوَ فِی شَانٍ بخواں مرد را بے کار و بے فعلے مداں

او مبدل کردہ خاکے را بزر خاکِ دیگر را بکردہ بوالبشر

تا قیامت گر بگویم زیں کلام صد قیامت بگزرد ویں ناتمام

دست را اندر احد و احمد بزن اے برادر وا رہ از بوجہل تن

نعت

سیّد و سرور محمدؐ نورِ جاں　　بہتر و مہتر شفیعِ مجرماں

آں چناں گشتہ پُر از اجلالِ حق　　کہ درو ہم رہ نیابد آلِ حق

زاں محمدؐ شافعِ ہر داغ بود　　کہ ز سرمہ چشمِ او مازاغ بود

از الم نشرح دو چشمش سرمہ یافت　　دید آنچہ جبرئیل آں بر نتافت

مصطفےٰ را وعدہ کرد الطافِ حق　　گر بمیری تو نمیرد ایں سبق

من کتاب و معجزت را رافعم　　بیش و کم کن را ز قرآں دافعم

چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ　　دینِ تو گیرد ز ماہی تا بہ ماہ

تا قیامت باقیش داریم ما　　تو مترس از نسخِ دیں اے مصطفےٰ

گر بگویم تا قیامت نعتِ او　　ہیچ آں را مقطع و غایت مجو

منقبتِ اصحاب

بہرِ ایں فرمود پیغمبر کہ من　　ہمچو کشتی ام بطوفانِ زمن

ما و اصحابیم چوں کشتیِ نوح　　ہر کہ دست اندر زند یابد فتوح

مونسِ احمدؐ بہ مجلس چار یار　　مونسِ بوجہل عتبہ ذو الخمار

چشمِ احمدؐ بر ابوبکری زدہ　　وز یکے تصدیق صدیق آمدہ

مصطفےٰ زیں گفت با اسرار جو　　مردہ را خواہی کہ بینی زندہ تو

میرود چوں زندگاں بر خاکداں　　مردہ و جانش شدہ بر آسماں

مر ابوبکرِ تقی را تو ببیں — شد ز صدیقی امیر المومنیں
اندریں نشأت نگر صدیق را — تا بحشر افزوں کنی تصدیق را
چوں عمر شیدائے آں معشوق شد — حق و باطل را چو دل فاروق شد
زاں نہ شد فاروق را زہرے گزند — کہ بداں تریاق فاروقیش قند
چوں کہ عثماں آں جہاں را عین گشت — نور فایض بود ذی النورین گشت
و در عثماں آمد بالائے تخت — بر شد و بنشست آں محمود بخت
چوں ز رویش مرتضیٰ شد دُر فشاں — گشت او شیرِ خدا در مرج جاں
زیں سبب پیغمبر با اجتہاد — نام خویش و آں علی مولیٰ نہاد
گفت ہر کو را منم مولا و دوست — ابنِ عم من علی مولائے اوست

باد باشش اے بابِ رحمۃ تا ابد
بارگاہ ما لہٗ کفواً احد

افتتاحیہ

بشنو از نے چوں حکایت می کند — و ز جدائیہا شکایت می کند
کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند — از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق — تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق
ہر کسے کو دور ماند از اصلِ خویش — باز جوید روزگارِ وصلِ خویش
من بہر جمعیتے نالاں شدم — جفتِ خوشحالاں و بدحالاں شدم
ہر کسے از ظنِّ خود شد یارِ من — از درونِ من نجست اسرارِ من

سرِ من از نالهٔ من دور نیست　　لیک چشم و گوش را آن نور نیست
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست　　لیک کس را دیدِ جان دستور نیست
آتش ست این بانگِ نای و نیست باد　　هر که این آتش ندارد نیست باد
آتشِ عشق ست کاندر نے فتاد　　جوششِ عشق ست کاندر مے فتاد

نے حریفِ هر که از یارے برید　　پرده هایش پرده هاے ما درید
همچو نے زهرے و تریاقے که دید　　همچو نے دمساز و مشتاقے که دید
نے حدیثِ راهِ پر خوں می کند　　قصه هائے عشقِ مجنوں می کند
محرم ایں هوش جز بیهوش نیست　　مر زباں را مشتری جز گوش نیست

در غمِ ما روزها بیگاه شد　　روزها با سوزها همراه شد
روزها گر رفت گو رو باک نیست　　تو بماں اے آنکه چوں تو پاک نیست
هر که جز ماهی ز آبش سیر شد　　وانکه بے روزیست روزش دیر شد
بالبِ دمسازِ خود گر جفتمے　　همچو نے من گفتنیها گفتمے
هر که او از همزباں شد جدا　　بینوا شد گرچه دارد صد نوا
چونکه گل رفت و گلستاں در گذشت　　نشنوی زاں پس ز بلبل سرگذشت
سرِ پنهاں ست اندر زیر و بم　　فاش اگر گویم جهاں برهم زنم

در نیابد حالِ پخته هیچ خام
پس سخن کوتاه باید والسلام

صفت مثنوی

خربطے ناگاہ از خر خانۂ / سر برون آورد چوں طعانۂ

کین سخن پست ست یعنی مثنوی / قصۂ پیغمبر ست و پیروی

نیست ذکر و بحث اسرار بلند / کہ دوانند اولیا زاں سو سمند

از مقامات تبتل تا فنا / پایہ پایہ تا ملاقات خدا

جملہ سرتا سر فسانہ ست و فسوں / کودکانہ قصہ بیرون و دروں

چوں کتاب اللہ بیامد ہم براں / ہمچنیں طعنہ زدند آں کافراں

کہ اساطیر ست و افسانہ نژند / نیست تحقیقے و تعمیقے بلند

کودکان خرد فہمش می کنند / نیست جز امر پسند و ناپسند

ذکر اسماعیل و ذبح جبرئیل / ذکر قصد کعبہ و اصحاب فیل

ذکر بلقیس و سلیمان و سبا / ذکر داؤد و زبور و اوریا

گفت اگر آساں نماید ایں بتو / ایں چنیں آساں یکے سورہ بگو

ظاہرش دیدی ز معنے غافلی / باطنش را کن نگہ گر کاملی

حرف قرآں را بداں کہ ظاہر ست / زیر ظاہر باطنے ہم قاہر ست

زیر آں باطن یکے بطن دگر / خیرہ گردد اندر و فکر و نظر

ہمچنیں تا ہفت بطن اے بوالکرام / می شمر تو ایں حدیث معتصم

ہمچو قرآں مثنوی ، ز دل / ہادی بعضے و بعضے را مضل

گر شدی عطشان بحر معنوی / فرجۂ کن در جزیرہ مثنوی

فرجه کن چند آنکه اندر هر نفس — مثنوی را معنیے بینی و بس

نکتهائے بکر آید در بیان — هر یکے زایشان حجاب اندر جهان

بشنوید اے دوستان این داستان — خود حقیقت نقد حالِ ماست آن

نقد حالِ خویش را گر پے بریم — هم ز دنیا هم ز عقبیٰ برخوریم

فهم گر دارید جان را ره دهید — بعد ازاں از شوق پا در ره نهید

خوشتر آن باشد که سرِ دلبران — گفته آید در حدیثِ دیگران

مطلعِ تاریخ این سودا و سود — سالِ هجرت ششصد و شصت و دو بود ۶۶۲ھ

هر کس افسانه بخواند افسانه ایست — وانکه دیدش نقد خود مردانه ایست

باب دوم

مسائل و اصطلاحاتِ تصوّف

ذات و صفاتِ باری تعالیٰ

ہر چہ اندیشی پذیرائے فنا ست — واں کہ در اندیشہ ناید آں خدا ست

لاجرم ابصار ما لا تدرکہ — وہو یدرک بیں تو از موسیٰ و کہ

پس نہاں ہا بضد پیدا شود — چوں کہ حق را نیست ضد پنہاں بود

ہر کجا باشد ز سینہ فتحِ باب — او ز ہر ذرہ ببیند آفتاب

نورِ نورِ چشم خود نورِ دل ست — نورِ چشم از نورِ دلہا حاصل ست

باز نورِ نورِ دل نورِ خدا ست — کو ز نورِ عقل و حس پاک و جدا ست

حق پدید ست از میانِ دیگراں — ہمچو ماہ اندر میانِ اختراں

ذاتِ پاکش او مبرا از صفات — ہر زماں گیرد تجلی بے جہات

اے تو مخفی در ظہورِ خویشتن — وست رخشت پنہاں بنورِ خویشتن

تن به روی روشنش پیش آفتاب — فرط نور اوست رویش را حجاب

همچو استاره بپیش روی آفتاب — چند فروغ شمع و تیشه بی تاب

نیست هرگز مستقل تصویر خیال — در نیابد ذات او را بی مثال

این مثالها را دو ز بهر تصویر شد وجود — چیست ابلیس بر در خیبش جحود

گر چه آید رای تو بینی در نظر — فهم کن اما به اندازه بر اثر

چون نبیند عقل پیدا شده است — این که با جنبیده جنبان شده است

تن ز جان پنهان نی لیکن تن نهان — لیک از جنبیدن تن جان بدان

دست پنهان و قلم بین خط گزار — اسپ در جولان و ناپیدا سوار

تا که را بیند به بالا سلسبیل — باد را مشتی چه بر تصویر و ظلیل

تیر پیدا بین و ناپیدا کمان — جانها پیدا و پنهان جان جان

بوی آن گل دیدی که آنجا گل نبود — جوش مل دیدی که آنجا مل نبود

صورت دیوار و سقف هر مکان — سایهٔ اندیشهٔ معمار دان

خود نباشد آفتابی را دلیل — جز که نور آفتاب مستطیل

جسم ظاهر روح مخفی آمده است — جسم همچون آستین جان همچو دست

باز عقل از روح مخفی‌تر بود — حس بسوی روح زوتر ره برد

جنبشی بینی بدانی زنده است — این ندانی کو ز عقل آکنده است

تا که جنبشهای موزون سر کند — جنبش مس را به دانش زر کند

زان مناسب آمدن افعال دست — فهم آید مر ترا که عقل هست

این سخن و آواز از اندیشه خاست — تو ندانی بحر اندیشه کجاست

چون تو فہم می کنی تو نورِ ذات ذات نبود وصفِ اسماء و صفات
درگذر از ذات و بنگر در صفات تا صفاتت رہ نماید سوئے ذات
ظاہرست آثارِ نور در رحمتش لیک کس کے دید جنس او ماہیتش
نیست را بنمود ہست آن محتشم ہست را بنمود بر شکلِ عدم
ہر صفاتش را چنان دان اے پسر کز وے اندر وہم ناید جز اثر
ہیچ ماہیاتِ اوصافِ کمال کس نداند جز بآثار و مثال
پس اگر گوئی بداند دور نیست ور بگوئی کہ نداند زور نیست
صد ہزاران وصف اگر گوئی ویش جملہ وصفِ اوست او زین جملہ بیش
آنچہ دیدم من بچشمِ دل عیان نیست ممکن صد یکش گردد بیان
زانکہ نامحدود ناید در حدود بحرِ مطلق چون در آید در قیود

چون نہایت نیست این را لاجرم
لاف کم باید زدن بربستہ دم

نبوت و وحی

چون خدا اندر نیاید در عیان نائبِ حق اند این پیغمبران
نے غلط گفتم کہ نائب با منوب گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب
گفت طوبیٰ من رآنی مصطفیٰ والذی یبصر لمن وجہی رأی
نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور نورِ مہ ہم ز آفتابست اے پسر
ہذا نیکو دلیلِ پاکی ست گنجِ نور ست از طلسمش خاکی ست

اطلب المعنی من الفرقان و قل — لا نفرق بین احد من رسل
انبیا را در درون هم نغمه‌هاست — طالبان را زان حیات بی‌بهاست
باز غیر از عقل و جان آدمی — هست جانی در نبی و در ولی
او بتعلیم حق بداند هر چه هست — کشف گردد پیش او اسرار است
بی تعلم حق دهد او را علوم — علمهای برتر از درک فهوم
پنج حسے هست جز این پنج حس — آن چو زر سرخ و این حسها چو مس
آئینه دل چون شود صافی و پاک — نقشها بینی برون از آب و خاک
پس محل وحی گردد گوش جان — وحی چه بود گفتن از حس نهان
روح وحی از عقل پنهان‌تر بود — زانکه او غیب است او زان سر بود
فلسفی کو منکر حنانه است — از حواس انبیا بیگانه است
قابل تعلیم و فهم است این خرد — لیک صاحب وحی تعلیمش دهد
از پئے روپوش عامه در بیان — وحی دل گویند آنرا صوفیان
وحی دل گیرش که منظرگاه اوست
چون خطا باشد که دل آگاه اوست

معجزه

بر زند از جان کامل معجزات — بر ضمیر جان طالب چون حیات
در دل هر کس که از دانش مزه ست — روی و آواز پیمبر معجزه ست
معجزه کان بر جمادی کرد اثر — یا عصا یا بحر یا شق القمر

تا ازاں جامد اثر گیرد ضمیر　　جنبد آں ساں بے ہیولائے خمیر

معجزات از بہر قہر دشمن است　　بوئے جنسیت سوئے دل بردن است

موجب ایماں نہ باشد معجزات　　بوئے جنسیت کند جذب صفات

قہر گردد دشمن اما دوست نے　　دوست کے گردد بہ بستہ گردنے

سنت و عادت نہادہ با مزہ　　باز کردہ خرق عادت معجزہ

سنتے بنہادہ و اسباب و طرق　　طالباں را زیر ایں ازرق تتق

بیشتر احوال بر سنت رود　　گاہ قدرت خارق سنت شود

ہرچہ خواہد آں مسبب آورد　　قدرت مطلق سببہا بر درد

لیک اغلب بر سبب راند نفاذ　　تا بداند طالبے جستن مراد

ایں سببہا بر نظرہا پردہ ہاست　　کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزاست

ہست بر اسباب اسباب دگر　　در سبب منگر بداں افگن نظر

آں سببہا انبیا را رہبر است　　آں سببہا زیں سببہا برتر است

ایں سبب را محرم آمد عقلہا　　واں سببہا راست محرم انبیا

از سبب می رسد ہر خیر و شر
نیست اسباب و وسائط را اثر

تقدیر

من ہمی گویم بر وجہ جفت القلم　　زاں قلم بس سرنگوں گردد علم

اندریں شہر حوادث میر اوست　　در ممالک مالک تدبیر اوست

ہیچ برگے بر نیفتد از درخت | بے قضا و حکم آں سلطان تخت
از دہاں لقمہ نشد سوئے گلو | تا نگوید لقمہ را حق کادخلوا
در زمین و آسمانہا ذرّہ | بر نجنباند نگردد پرہ
صنع حق با جملہ اجزائے جہاں | چوں دم و حرفست از افسوں گراں
پیش قدرت خلق جملہ بارگہ | عاجزاں چوں پیش سوزن کارگہ
تو ز قرآں باز خواں تفسیر بیت | گفت ایزد ما رمیت اذ رمیت
گر بپرانیم تیراں نے ز ماست | ما کمان و تیر اندازش خداست
پس قلم بنوشت کہ ہر کار را | لایق آں ہست تاثیر و جزا
کج روی جف القلم کج آیدت | راستی آری سعادت زایدت
ظلم آری مدبری جف القلم | عدل آری برخوری جف القلم

معنے جف القلم کے ایں بود
کہ جفاہا با وفا یکساں شود

جبر و اختیار

جبریش گوید کہ امر و نہی لاست | اختیارے نیست ایں جملہ خطاست
منکر حق نیست آں مرد قدر | فعل حق حسی نباشد اے پسر
منکر فعل خداوند جلیل | ہست در انکار مدلول دلیل
آں بگوید دود ہست و نار نے | نور شمعی بے ز شمع روشنے
دیں ہمیں بیند معین نار را | نیست می بیند پے انکار را

وانکش سوزد بگوید نار نیست | جامه اش دوزد بگوید تار نیست
پس تسفسط آمد این دعوئے جبر | لاجرم بدتر بود زیں رو ز گبر
گبر گوید هست عالم نیست رب | یا ربے گوید که نبود مستحب
ایں همی گوید جہاں خود نیست ہیچ | ہست سوفسطائی اندر پیچ پیچ
جملۂ عالم مقر در اختیار | امر و نہی ایں بیار و آں میار
حس حیواں را مقرست ای رفیق | لیک ادراکِ دلیل آمد دقیق
زاں کہ محسوس ست ما را اختیار | خوب می آید برو تکلیف کار
گر نباشد فعل خلق اندر میاں | پس مگو کس را چرا کردی چناں
کردِ حق و کردِ ما ہر دو ببیں | کرد ما را ہست داں پیداست ایں
یک مثال ای دل پئے فرقے بیار | تا بدانی جبر را از اختیار
دست کو لرزاں بود از ارتعاش | وانکہ دستے را بلرزانی ز جاش
ہر دو جنبش آفریدۂ حق شناس | لیک نتواں کرد با آں ایں قیاس
زاں پشیمانی کہ دادی لرزہ اش | خود پشیماں نیست مرد مرتعش

بحث فعل ست ایں چہ عقل حیلہ گر
تا ضعیفے رہ برد آں جا مگر

خیر و شر

نیست باطل ہر چہ یزداں آفرید | از غضب وز حلم وز نصح و مکید
نیک و بد در یک دگر آمیختہ | ہر یکے زیں صد صلے انگیختہ

نفع و ضر خود هر یکی بر موقع است — علم ازین رو واجب است و نافع است

در زمانه هیچ زهر و قند نیست — که یکی را با دگر پیوند نیست

زهر ماران مار را باشد حیات — نسبتش با آدمی باشد ممات

خلق آبی را بود دریا چو باغ — خلق خاکی را بود آن مرگ و داغ

زید اندر حق آن شیطان بود — در حق شخص دگر سلطان بود

زید یک ذات است بر آن یک جنان — او برین دیگر همه رنج و زیان

صورت هر نعمتی و زحمتی — هست این را دوزخ آن را جنتی

پس بد مطلق نباشد در جهان — بد به نسبت باشد این را هم بدان

کفر هم نسبت بخالق حکمت است — چون بما نسبت کنی کفر آفت است

عیب شد نسبت بمخلوق جهول — نے بہ نسبت با خداوند قبول

موت و معاد

تو بدان کین تن بود همچو لباس — روح را او لباس آمد در قیاس

تن همی نازد بخوبی و جمال — روح پنهان کرده فر و پر و بال

گویدش کای مزبله تو کیستی — یک دو روز از پرتو من زیستی

غنج و نازت می‌نگنجد در جهان — باش تا که من شوم از تو جهان

مرگ هر یک ای پسر همرنگ اوست — پیش دشمن دشمن و بر دوست دوست

هر که یوسف دید جان کردش فدا — هر که گرگش دید برگشت از هدا

کشتن و مردن که بر نقش تن است — چون انار و سیب را بشکستن است

آنچه شیرینست او شد ناروانگ / وانکه پوسیدست نو و غیر پانگ
گفت موسی کاے خداوند حساب / نقش کردی باز چون کردی خراب
پس بفرمودش کسے دولت مآب / چون بپرسیدی بیا بشنو جواب
موسیا تخمے بکار اندر زمین / تا تو هم خود وادهی انصاف این
چونکه موسی کشت و کشتش شد تمام / خوشهایش یافت خوبی و نظام
داس بگرفت و مران را می برید / پس ندا از غیب در گوشش رسید
که چرا کشتی کنی و پروری / چون کمالے یافت آنرا می بری
گفت یارب زان کنم ویران و پست / که درین جا دانه هست و کاه هست
نیست حکمت این دو را آمیختن / فرق واجب می کند در بیختن
گفت این دانش ز که آموختی / که بدانش خرمنے اندوختی
گفت تمییزم تو دادی اے خدا / گفت پس تمییز چون نبود مرا
در خلایق روحهائے پاک هست / روحهائے تیره و گلناک هست
این صدفها نیست در یک مرتبه / در یکے درست و در دیگر شبه
واجبست اظهار این نیک و تباه / همچنان کاظهار گندمها ز کاه
بهر اظهارست این مرگ اے شهان / تا نماند گنج حکمتها نهان
جانهائے بسته اندر آب و گل / چون رهند از آب و گلها شاد دل
در هوائے عشق حق رقصان شوند / همچو قرص بدر بے نقصان شوند
اولیا را چون بوصل افتد نظر / وانکه ایشان را اجل باشد شکر
آن قفس که هست عین باغ در / مرغ می بیند گلستان و شجر

چون که مرغان از برون گرد قفس / خوش همی خوانند ز آزادی قصص

مرغ را اندر قفس زان سبزه زار / نه خوشی مانده است نه صبر و قرار

سر ز هر سوراخ بیرون می‌کند / تا بود کاین بند از پا بر کند

چون دل و جانش چنین بیرون بود / آن قفس را در گشایی چون بود

جان مجرد گشته از غوغای تن / می‌پرد با پر دل بی پای تن

هین ز پی معلوم کرد این ز بعث / بعث را جو کم کن اندر بعث بحث

هست ما را خواب و بیداری ما / بر نشان مرگ و محشر دو گوا

اسپ جان را می‌کند عاری ز زین / سر النوم اخ الموت است این

فالق الاصباح اسرافیل وار / جمله را در صورت آرد زان دیار

میل هر جانی بسوی تن شود / هر تنی از روح آبستن شود

چون شود از خواب بیدار و سحر / باز آید سوی او آن خیر و شر

آن چنان که جان بپرد سوی طین / نامه پرد از یسار و از یمین

در کفش بنهند نامهٔ بخل و جود / فسق و تقوی آنچه او خود کرده بود

شرط روز بعث اول مردن است / زانکه بعث از مرده زنده کردن است

چشم بگشا حشر را پیدا ببین / تا نماند شبهات در یوم دین

در سحر کاین چشم را خاک آگند / هست آنچه کور را روشن کند

روز کشتن روز پنهان کردن است / تخم در خاک پریشان کردن است

وقت بدرودن گه منجل زدن / روز پاداش آمد و پیدا شدن

هیچ کشتی آنچه می‌آید بکار / تا نباشی در درو شرمسار

عالم اول برائے امتحاں — عالم ثانی جزائے این و آں

وقت محشر ہر عرض را صورتیست — صورت ہر یک عرض را نوبتیست

سیرتے کاں بود در وجودت غالبی — ہم بداں تصویر حشرت واجب ست

پیشہا و خلقہا ہمچو جہیز — سوئے خصم آیند روز رستخیز

تو ازاں روزے کہ در ہست آمدی — آتشی یا خاک یا بادے بدی

از جمادی بے خبر سوئے نما — وز نما سوئے حیات و ابتلا

باز سوئے عقل و تمییزات خوش — باز سوئے خارج این پنج و شش

ہمچنیں تا صد ہزاراں ہستہا — بعد یک دیگر دوم بہ ز ابتدا

صد ہزاراں حشر دیدی اے عنود — تاکنوں ہر لحظہ از بدو وجود

مرگ اصغر مرگ اکبر را زدود — حشر اصغر حشر اکبر را نمود

روز محشر ہر نہاں پیدا شود — ہم ز خود ہر مجرمے رسوا شود

دست و پا بدہد گواہی با بیاں — بر فساد او بہ پیش مستعاں

دست گوید من چنیں دزدیدہ ام — لب بگوید من چنیں بوسیدہ ام

پائے گوید من شدستم تا منی — فرج گوید من بکردستم زنا

چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام — گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام

گر ہمی خواہی سلامت از ضرر — چشم ز اول بند و پایاں را نگر

علم نافع

خاتم ملک سلیماں ست علم — جملہ عالم صورت و جاں ست علم

آدم خاکی ز حق آموخت علم
تا بہفتم آسماں افروخت علم

نام و ناموس ملک را در شکست
کوری آں کس کہ در حق در شکست

بوالبشر چوں علم الاسمار گست
صد ہزاراں علمش اندر ہر رگست

ہیں بکش تو بہر ہوا ایں بار علم
تا شوی راکب تو بر رہوار علم

علمہائے اہل دل حمال شاں
علمہائے اہل تن احمال شاں

علم چوں بر دل زنی یارے شود
علم چوں بر تن زنی بارے شود

گفت ایزد یحمل اسفاره
بار باشد علم کاں نبود ز ہو

علم کاں نبود ز ہو بے واسطہ
آں نپاید ہمچو رنگ ماشطہ

لیک چوں ایں بار را نیکو کشی
بار برگیرند و بخشندت خوشی

ہیں بکش بہر ہوا آں بار علم
تا ببینی اندروں انبار علم

بینی اندر دل علوم انبیا
بے کتاب و بے معید و اوستا

بے صحیحین و احادیث و روات
بلکہ اندر مشرب آب حیات

علم دریائیست بے حد و کنار
طالب علم ست غواص بحار

دانشے باید کہ اصلش زاں سرست
زانکہ ہر فرعے باصلش رہبرست

حکمت دنیا فزاید ظن و شک
حکمت دینی برد فوق فلک

در کنی خدمت بخوانی یک کتیب
علمہائے نادرہ یابی ز جیب

جان جملہ علمہا ایں ست ایں
کہ بدانی من کیم در یوم دیں

مرتبهٔ قیاس بمقابلهٔ نصّ صریح

مجتهد هرگه که باشد نص شناس — اندر آن صورت نیندیشد قیاس
چون نیابد نص اندر صورتی — از قیاس آنجا نماید عبرتی
اول آنکس کو قیاسکها نمود — پیش انوار خدا ابلیس بود
گفت نار از خاک بی شک بهتر است — من ز نار و او ز خاک اکدر است
پس قیاس فرع بر اصلش کنیم — او ز ظلمت ما ز نور روشنیم
گفت حق نی بل که لا انساب شد — زهد و تقوی فضل را محراب شد
زادهٔ خاکی منور شد چو ماه — زادهٔ آتش توئی رو رو سیاه
این قیاسات و تحری روز ابر — یا بشب مر قبله را کردست حبر
لیک با خورشید و کعبه پیش رو — این قیاسات و تحری را مجو
نص وحی روح قدسی دان یقین — وان قیاس عقل جزوی تحت این

تصوّف و صوفی

کار درویشی ورای فهم تست — سوی درویشی بمنگر سست سست
زانکه درویشی ورای کارهاست — دم بدم از حق مر ایشان را عطاست
فقر و فخری نز گزافست و مجاز — صد هزاران عز پنهانیست و ناز
دفتر صوفی سواد و حرف نیست — جز دل اسپید همچون برف نیست
خویش را صافی کن از اوصاف خود — تا ببینی ذات پاک صاف خود

بینی اندر دل علوم انبیا / بی کتاب و بی معید و اوستا
علم کان نبود ز هو بی واسطه / آن نپاید همچو رنگ ماشطه
صورت بی صورت بی حد غیب / ز آینهٔ دل ~~تافت بر موسی ز جیب~~
راست گفتست آن شه شیرین زبان / چشم گردد مو بموی عارفان
پس بدان که چون که رستی از بدن / گوش و بینی چشم می باید شدن
علت دیدن مدان پیه ای پسر / ورنه خواب اندر ندیدی کس صور
نور را با پیه خود نسبت نبود / نسبتش بخشید خلاق ودود
گر تن خاکی غلیظ و تیره هست / صیقلش کن زانکه صیقل گیره هست
پس چو آهن گرچه تیره هیکلی / صیقلی کن صیقلی کن صیقلی
صیقل عقلت بدان دادست حق / که بدان روشن شود دل را ورق
آینهٔ دل چون شود صافی و پاک / نقشها بینی برون از آب و خاک
هان بیا ای جان جان صد رهیا / خوش غنیمت دار وقت این زمان
صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق / نیست فردا گفتن از شرط طریق
تو مگر خود مرد صوفی نیستی / نقد را از نسیه خیزد نیستی
هر که عاشق گشت رست از وقت و حال / غرقه شد در بحر شوق ذوالجلال
غرق آن نوری که او لم یلد است / لم یلد لم یولد آن خود ابدست
بندگان خاص علام الغیوب / در جهان جان جواسیس القلوب
با ازل خویش با اجل خوش شاد کام / فارغ از تشنیع و گفت خاص و عام
کار ایشان هست زان سوی پری / گر دوست روشن چو گردد بری

نور حق ظاهر بود اندر ولی
نیک بین باشی اگر اهل دلی

کان گروهی که رسیدند از وجود
چرخ و مهر و ماه شان آرد سجود

هر که مرد اندر تن او نفس گبر
مر ورا فرمان برد خورشید و ابر

چون دلش آموخت شمع افروختن
آفتاب او را نیارد سوختن

اولیا را هست قدرت از اله
تیر جسته باز گرداند ز راه

چون قبول حق بود آن مرد راست
دست او در کارها دست خداست

جهل آید پیش او دانش شود
جهل شد علمی که در ناقص رود

کاسه گر خاک گیرد زر شود
ناقص ار زر برد خاکستر شود

هر چه گیرد علتی علت شود
کفر گیرد کاملی ملت شود

گر ولی زهری خورد نوشی شود
ور خورد طالب سیه هوشی شود

پس بهر دوری ولی قائم است
تا قیامت آزمایش دائم است

وحدة الوجود

دو مگو و دو مدان و دو مخوان
بنده را در خواجه خود محو دان

گر هزاران اند یک کس بیش نیست
جز خیالات عدد اندیش نیست

جز وجود اصلست حقیقت نیز نیست
گر همه ماهیت موج بحر نیست

غیر دریا گر نماید موج آب
عین دریا دان تو امواج و حباب

گر تو هستی در جهان صاحب نظر
در جهان منگر بدست او نگر

نیست اندر جبر شرک پیچ پیچ — لیک با احول چه گویم هیچ هیچ

اصل بیند دیده چون اکمل بود — دو همی بیند چو مرد احول بود

چون که جفت احولانیم ای شمن — لازم آید مشرکانه دم زدن

این دوئی اوصاف دید احول ست — ورنه اول آخر آخر اول ست

کل شیء ما خلا الله باطل — ان فضل الله غیم هاطل

جمله با تو من به پیش او نهید — ملک ملک اوست ملک او را دهید

ملک ملک اوست او خود مالک ست — غیر ذاتش کل شیء هالک ست

تا نه اندر غیر او در کارگاه — من علیها فان برین باشد گواه

گر دو چشم حق شناس آمد ترا — دوست بین در عرصه هر دو سرا

گر همی خواهی که بفروزی چو روز — هستی همچون شب خود را بسوز

چیست توحید خدا آموختن
خویشتن را پیش واحد سوختن

تخلیق عالم

شد جهان آئینه رخسار دوست — هر دو عالم در حقیقت عکس اوست

مهر رویش بر همه ذره بتافت — هر یکی در خورد خود بهره یافت

یافت از نورش جماد افتادگی — گرد از مهرش نبات استادگی

یافت حیوان بهره از وی حیات — گشت از ایشان ظاهر انواع صفات

باز هر سه نتیجه از وی نوع دگر — یافته فیضی ز شاه دادگر

گرچه این خور بر همه یکسان بتافت　　لیک هر یک در خور خود نور یافت

در درون خانه نور آفتاب　　هم بقدر روزنه افگنده تاب

نیست را بنمود هست آن محتشم　　هست را بنمود بر شکل عدم

بحر را پوشید و کف کرد آشکار　　باد را بنمود و پوشید اعتبار

جنبش کفها ز دریا روز و شب　　کف همی بینی نه دریا ای عجب

گر دو چشم حق شناس آمد ترا　　دوست پر بین عرصهٔ هر دو سرا

صورت از بی صورت آمد در وجود　　همچنان کز آتشی زاد ست دود

حیرت محض آورد بی صورتی　　زاده صد گون آلت از بی آلتی

هست بی رنگی اصول رنگها　　صلحها باشد اصول جنگها

چون که بی رنگی اسیر رنگ شد　　موسی با موسی در جنگ شد

چون به بی رنگی رسی کان داشتی　　موسی و فرعون دارند آشتی

زاید از صورت دوئی ای بی هنر　　از دوئی نگذر یکی حق را نگر

منکران گویند خود هست این قدیم　　این سرا بنیاد پرورد رب کریم

صد هزاران اهل تقلید و نشان　　افگنده‌شان نیم وهمی در گمان

پای استدلالیان چوبین بود　　پای چوبین سخت بی تمکین بود

با عصا کوران اگر ره دیده‌اند　　در پناه آن خلق روشن دیده‌اند

کوری ایشان درون دوستان　　حق برد یابند باغ و بوستان

هر گلی کاندر درون بویا بود　　آن گل از اسرار کل گویا بود

بوی ایشان رغم انف منکران　　گرد عالم می رود پرده دران

شکاریان همچون جعل تا ان بوی گل — یا چو بازک مضطرب با تاب دل

خویشتن مشغول می سازند غرق — چشم می دوزند از لمعان برق

عالم امر

بی جهت دان عالم امر و صفات — عالم خلق است سمت و جهات

بی جهت دان عالم امر ای صنم — بی جهت تر باشد آمر لاجرم

این جهان نیست چون هستان شده — وان جهان هست بس پنهان شده

مرغ بر بالا پران و سایه اش — می رود بر خاک پران مرغ وش

ابلهی صیاد آن سایه شود — می دود چندان که بی مایه شود

بی خبر کان عکس آن مرغ هواست — بی خبر که اصل آن سایه کجاست

غیب را ابری و آبی دیگرست — آسمان و آفتابی دیگرست

هست با را نها جزین باران لب — می نه بیند این دو را جز چشم جان

تخلیق انسان و مرتبهٔ آن و غرض آن

وجه آدم آئینه اسما کند — عکس خود در صورتش پیدا کند

از رهِ صورت نماید غیر دوست — چون نظر کردی معنی جلوه اوست

چون بدانی تو کماهی خویش را — علم عالم حاصل آید مر ترا

گر همی خواهی که باشی حق شناس — خویش را بشناس نه راهِ قیاس

بل تراره کشف و تحقیق و یقین — عارفِ خود شو که حق این ست این

جملہ عالم ہست حاجتمند تو　　تو گدا یا نہ چہ گردی کو بکو

تو بمعنے جان جملہ عالمے　　جملہ عالم خود توئی بنگر دمے

نسخہ نقش الٰہی خود توئی　　عارف اشیار کماہی خود توئی

جملہ عالم چون تن و انسان دلست　　ہر چہ می جوئی ز انسان حاصلست

ہست انسان مرکز دور جہان　　نیست بے انسان مدار آسمان

ہر دو عالم گشتہ است اجزائے او　　برتر از کون و مکان ماوائے او

در ہمہ کس قالب نماید او عیان　　ہر چہ ہست و بود باشد در جہان

از کمال قدرتش بین بے شکے　　کون دو عالم می نماید در یکے

لامکان اندر مکان کردہ مکان　　بے نشان گشتہ مقید در نشان

صد ہزاران بحر در قطرہ نہان　　ذرہ گشتہ جہان اندر جہان

این ابد عین ازل آمد یقین　　باطن این جا عین ظاہر شد ببین

منبسط بودیم و یک جوہر ہمہ　　بے سر و بے پا بدیم آن سر ہمہ

یک گہر بودیم ہمچو آفتاب　　بے گرہ بودیم و صافی ہمچو آب

چون بصورت آمد آن نور سرہ　　شد عدد چون سایہائے کنگرہ

چون بامر اہبطوا بندی شدند　　حبس خشم و حرص و خورسندی شدند

او از آن روزے کہ در ہست آمدہ　　آتشے یا خاک یا بادے شدہ

از جمادی بے خبر سوئے نما　　وز نما سوئے حیات و ابتلا

باز سوئے عقل و تمیزات خوش　　باز سوئے خارج این پنج و شش

ہمچنین تسلیم تا تسلیم رفت　　تا شد اکنون عاقل و دانا و زفت

عقلہائے اولیش یاد نیست | ہم ازیں عقلش تحول کرد نیست
تا رہد زیں عقل پر حرص و طلب | صد ہزاران عقل بیند بوالعجب
ہیچ نقاشے نگارد زیں نقش | بے امید نفع بہرِ عین نقش
بلکہ بہر میہمانان و کساں | کہ بہ فرجہ وا رہند از اندہاں
ہیچ کوزہ گر کند کوزہ شتاب | بہرِ عین کوزہ نے از بہر آب
ہیچ کاسہ گر کند کاسہ تمام | بہرِ عین کاسہ نے بہرِ طعام
ہیچ نبود منکرے گر بنگری | منکری اش بہرِ عین منکری
بل برائے قہر خصم اندر حسد | یا فزونی جستن و اظہار خود
پس نقوشِ آسمان و ہم زمیں | نیست حکمت کہ بود بہرِ ہمیں
آدمی را ہست در ہر کار دست | لیک از و مقصود ایں خدمت بدست
ما خلقت الجن والانس ایں بخواں | جز عبادت نیست مقصود از جہاں

رابطۂ خالق با خلق

اتصالے بے تکیف بے قیاس | ہست رب الناس را با جانِ ناس
بے تعلق نیست مخلوقے بہ او | آں تعلق ہست بیچوں اے عمو
زاں کہ فصل و وصل نبود در میاں | غیر فصل و وصل نندیشد گماں
ایں تعلق را خرد چوں پے برد | بستۂ فصل ست و وصل ست ایں خرد
آخر ایں جاں با بدن پیوستہ است | ہیچ ایں جاں با بدن مانند ست
تابِ نورِ چشم با پیہ ست جفت | نورِ دل در قطرۂ خونے نہفت

رایحه در الف منطق در لسان — لیو در نفس و شجاعت در جنان

شادی اندر گرده و غم در جگر — عقل چون شمع درون مغز سر

این تعلقها نه بی کیفست و چون — عقلها در دانشش چونی زبون

قرب بی چون ست عقلت را بتو — نیست از پیش و پس و سفل و علو

نیست آن جنبش که در اصبع تراست — پیش اصبع یا پسش یا چپ و راست

جان تو نزدیک تو دوری ازو — قرب حق را چون بدانی ای عمو

آنکه حق هست اقرب از حبل الورید — تو فگندی تیر فکرت را بعید

نحن اقرب از کتاب حق بخوان — نسبت خود را ز حق نیکو بدان

هست حق از ما بما نزدیک تر — ما ز دوری گشته حیران دربدر

تشبیه و تمثیل ذات حق

ای برون از وهم و قال و قیل من — خاک بر فرق من و تمثیل من

کی رسند تا این مثلها سا خلق — سوی آن درگاه پاک اند اخلق

آن مثل اندرون آن حضرت نیست — کز تعلم سر و جهر او آیت ست

تو چه دانی سر چیزیست تا تو کل — تا بزلف و یا برخ آری مثل

موسی آن را که عصا دید و نبود — اژدها بد سر او لب بر کشود

چون چنان شاهی نداند سر چوب — تو چه دانی سر این دام و حبوب

تا مثل آورد ابلیس لعین — تا کشد ملعون حق تا یوم دین

روحِ انسانی

غیر فہم و جاں کہ در گاو خر است — آدمی را عقل و جانِ دیگر است

جانِ ما از جانِ حیواں بیشتر — از چہ رو زاں رو کہ فزوں دارد ہنر

تفرقہ در روحِ حیوانی بود — نفس واحد روحِ انسانی بود

گر خورد ایں ناں نگردد سیر آں — ور کشد بار ایں نگردد آں گراں

جانِ گرگان و سگاں ہر یک جداست — متحد جانہائے شیرانِ خداست

جاں چہ باشد با خبر از خیر و شر — شاد از احساں و گریاں از ضرر

اقتضائے جاں چو اے دل آگہیست — ہر کہ آگہ تر بود جانش قویست

جاش بُد تو بردنی زیں جہاں — ہم بوقتِ زندگی ہم بعدِ آں

در ہوائے غیب مرغے می پرد — سایۂ او بر زمیں می گسترد

مرد خفتہ روحِ او چوں آفتاب — در فلک تابان و در تن جامہ خواب

جاں ہمہ نور است و تن رنگست و بو — رنگ و بو بگذار و دیگر آں مجو

رنگ دیگر شد و لیکن جانِ پاک — فارغ از رنگ ست و از ارکانِ خاک

مرد اول بستۂ خواب و خور است — آخر الامر از ملائک برتر است

ایں ہمہ بہرِ ترقیہائے روح — تا رسد خوش خوش بمیدانِ فتوح

جسم را نبود ازاں عز بسرہ — جسم پیشِ بحرِ جاں چوں قطرہ

جسم از جاں روز افزوں می شود — چوں رود جاں جسم بیں چوں می شود

حدِ جسمت یک دو گز خود بیش نیست — جانِ تو تا آسماں جولاں کنیست

[illegible] / [illegible]

[illegible]

[illegible]

تجدد امثال

چشمه باران عطا باران شده / تا بدان آن بحر در افشان شده

هر چه باشد [illegible] نفس خبیر / عاقلان را کرده قهر او ضریر

آن عطا و از لطف چون پایان ندید / زهر چه قهر [illegible]

پس ترا هر لحظه مرگ و رجعتیست / مصطفی فرمود دنیا ساعتیست

هر نفس نو می‌شود دنیا و ما / بی‌خبر از نو شدن اندر بقا

عمر همچون جوی نو نو می‌رسد / مستمری می‌نماید در جسد

آن ز تیزی مستمر شکل آمدست / چون شرر کش تیز جنبانی بدست

شاخ آتش را بجنبانی بساز / در نظر آتش نماید بس دراز

فرق جمع . جمع الجمع

فرق چه بود علم غیر اشکال حق / جمع غیرش را عدم پیدا شدن

صاحب تعطیل اهل فرق دان / کو ندید از حق درین عالم نشان

هر که گوید نیست کل هیچ غیر / در یقین او هست [illegible]

صاحب جمعست و شیشه نیست فرق / جان او در بحر وحدت گشته غرق

جمع جمع ست آن که حق بیند عیان — در مرایائے همه فاش و نهان

صاحب این مرتبه کامل بود — زانکه این آن هر دو را شامل بود

بهر دیده روشنان یزدان فرد — شش جهت را مظهر آیات کرد

بهر این فرمود با آن نیک خو — حیث ولّیتم فثم وجهه

از عطش گر در قدح آبے خورم — در درون آب حق را ناظرم

آن یکے ماہے ہمی بیند عیان — وان یکے تاریک می بیند جہان

وان یکے سه ماه می بیند بہم — این سه کس بنشسته یک موضع نعم

چشم هر سه باز و گوش هر سه تیز — در تو آویزان و از من در گریز

سحر عین ست این عجب لطف خفی ست — بر تو نقش گرگ و بر من یوسفی ست

عالم ار هیجده هزار ست و فزون
هر نظر را نیست این هیجده زبون

فنا و بقا

هفتمین وادی فقر ست این فنا — بعد ازین روی روش نبود ترا

در کشش افتی روش گم گرددت — گر بود یک قطره قلزم گرددت

گرچه آن وصلت بقا اندر فنا ست — لیک اول آن بقا اندر فنا ست

آنکه هستی پیر باشد نیستی — نیستی بگزین گر اہل ہستی

هست خود در هستی آن هستی بباز — همچو مس در کیمیا اندر گداز

هر که او از هستی خود در رشد — منتهائے کار او مسرور شد

کل شیء هالک جز وجه او — چون نه در وجه او هستی مجو

هر که اندر وجه او باشد فنا — کل شیء هالک نبود جزا

زانکه در الاست او از لا گذشت — هر که در الاست او فانی نگشت

سایهای که بود جویای نور — نیست گردد چون کند نورش ظهور

نور خواهی مستعد نور شو — دور خواهی خویش بین و دور شو

چون ز خود رستی همه برهان شدی — چون که بنده نیستی سلطان شدی

چون انا بنده لاشد از وجود — پس چه باشد تو بیندیش ای جحود

چون بمردم از حواس بوالبشر — حق مرا شد سمع و ادراک و بصر

طالب است و غالب است آن کردگار — که ز هستیها برون آرد دمار

تا نماند غیر او در کارگاه — مَن عَلَیها فان برین باشد گواه

آن که سبحانی همی گفت آن زمان — این معانی گشته بود او را عیان

هم ازین رو گفت آن بحر صفا — نیست اندر جبه ام غیر خدا

آن انا الحق کشف این معنی نمود — گر بصورت پیش تو دعوی نمود

چون نماند از تویی با تو اثر — بی گمان یابی ازین معنی خبر

شرح این در آینهٔ اعمال جو — که نیابی فهم آن در گفتگو

چون پری غالب شود بر آدمی — گم شود از مرد وصف مردمی

هر چه گوید آن پری گفته بود — زین سری نه زان سری گفته بود

چون که او رفته پری خود او شده — ترک بی الهام تازی گو شده

چون بخود آید نداند یک لغت — چون پری را هست این ذات و صفت

پس خدا او نه پری نه آدمی | از پری کی باشدش آن خستگی
رنگ آهن محو رنگ آتش است | ز آتشی می لافد و خامش وش است
چون به سرخی گشت همچون زرّ کان | پس انا النار است لافش بی زبان
آتشم من گر ترا شک است و ظن | آزمون کن دست را بر من بزن
چون شنیدی شرح کیفیتی | گوش دارم تا بیابی بهر هستی
راه فانی گشته راه دیگر است | زانکه هشیاری گناه دیگر است
هست هشیاری ز یاد ما مضی | ماضی و مستقبلت پرده خدا
مرده شو تا مخرج الحی الصمد | زنده زین مرده بیرون آورد
منتهای سیر سالک شد فنا | نیستی از خود بود عین البقا
هست از روی بقا آن ذات او | نیست گشته وصف او در وصف او
چون زبانه شمع پیش آفتاب | نیست باشد هست باشد در حساب
هست باشد ذات او تا تو اگر | بر نهی پنبه بسوزد زان شرر
نیست باشد روشنی ندهد ترا | کرده باشد آفتاب او را فنا

إنّ لربّکم نفحات

گفت پیغمبر که نفحتهای حق | اندرین ایام می آرد سبق
گوش هش دارید این اوقات را | در ربایید این چنین نفحات را
نفحه آمد مر شما را دید و رفت | هر که را می خواست جان بخشید و رفت

نغمهٔ دیگر بپیدا آگاه باش | تا ازین هم وا نمانی خواجه تاش
جان آتش یافت ازاں آتش کنے | بال مرده یافت در خود جنبشے
تازگی و جنبش طوبے ست ایں | همچو جنبشهائے حیوان نیست ایں
دوش دیگر گو ترا ایں صیاد دوست | لقمهٔ دیگر بسر آمد در پیوست
هر لقمه گشت لقمانے گرو | وقت لقمانست اے لقمه برو
از بهائے لقمه ایں خار خار | از کف لقمان برون آرید خار
در کف او خار و سایش نیز نیست | لیک تان از حرص آن تمییز نیست
خار دان آن را که خرما دیده | زانکه بس نان کور و بس نادیده
جان لقمان که گلستان خداست | پائے جانش خستهٔ خارے چرا
اشتر آمد اینگی بر پشت است | کو نهیمش در تو در گلزار رست

میل تو سوئے مغیلان ست و ریگ
تا چه گل چینی ز خارے مرده ریگ

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

حق محیط جمله آمد اے پسر | وا ندارد کارش از کار دگر
گر بجهل آئیم آن زندان اوست | ور بعلم آئیم آن ایوان اوست
گر بخواب آئیم مستان وئیم | ور به بیداری بدستان وئیم
ور بگرئیم ابر پر زرق وئیم | ور بخندیم آن زمان برق وئیم
ور بخشم و جنگ عکس قهر اوست | ور بصلح و عذر عکس مهر اوست

ما کہ ایم اندر جہاں پیچ پیچ — چوں الف او خود چہ دارد ہیچ ہیچ
یک سبد پر نانِ ترا بر فرقِ سر — تو ہمی جوئی لبِ ناں در بدر
تا بزانوئے میان آب جو — غافل از خود زیں و آں تو آبجو
بر سرت تاں است در پایت اندر آب — وز عطش وز جوع گشتستی خراب
اسپ زیرِ ران و فارس اسپ جو — چیست گفت ایں اسپ لیکن اسپ کو

باب سوئم

اشغال و تعلیمات

ایمان

یؤمنون بالغیب می باید مرا — زاں ببستم روزنِ فانی سرا
گرچہ ہست اظہار کردن خود کمال — می رہاند جانہا را از خیال
لیک یک در صد بود ایمان بغیب — نیک داں دیگر را ز تزویر و ریب
بندگی در غیب آمد خوب و کش — حفظ غیب آمد در استعباد خوش
غائب از شہ در کنار ثغرہا — ہمچو حاضر گو نگہدارد وفا
پیش شہ او بہ بود از دیگراں — کہ بحضرت حاضراند و جانفشاں
پس بغیبت نیم ذرہ حفظ کار — بہ کہ اندر حاضری زاں صد ہزار

طاعت و ایماں کنوں محمود شد
بعد مرگ اندر عیاں مردود شد

مصطفیٰ فرمود از گفت جحیم
کو ز مومن لابہ گر گردد ز بیم

گویدش بگذر ز من اے شاہ زود
ہیں کہ نورت سوز نارم را ربود

پس ہلاک نار نور مومن ست
زاں کہ بے ضد دفع ضد لا یمکن ست

گر ہمی خواہی تو دفع شر نار
آب رحمت بر دل آتش گمار

مومن آں باشد کہ اندر نیک و بد
کافر از ایمان او حسرت خورد

تا ہوا تازہ ست ایماں تازہ نیست
کیں ہوا جز قفل ایں دروازہ نیست

ہر کہ خود را از ہوا خو باز کرد
گوش خود را آشنائے راز کرد

ہست ایمان شما زرق و مجاز
راہ زن ہمچو آں بانگ نماز

پس عیاں کن فعل کاں خود بے زباں
باشد اشہد گفتن و عین و عیاں

رفتن بندہ پئے خواجہ گواست
کہ منم بندہ و ایں مولائے ماست

توبۂ نصوح

توبہ کن مردانہ سر آور بره
کہ فمن یعمل بمثقال یره

وز پدر آموز کادم در گناه
خوش فرود آمد بسوئے پایگاه

چوں بدید او عالم اسرار را
بر دو پا استاد استغفار را

ربنا انا ظلمنا گفت و بس
چوں کہ جاں داداں بدید از پیش و پس

توبہ را از جانب مشرق درے
تا قیامت باز باشد بر درے

تا ز مغرب بر زند سر آفتاب
باز باشد آں در از وے رو متاب

هست جنت را ز رحمت هشت در ... یک در توبه‌ست زان هشت ای پسر

کین همه گه باز باشد گه فراز ... وان در توبه نباشد جز که باز

هین غنیمت دان که در باز است زود ... رخت آنجا کش بکوری حسود

عمر بی توبه همه جان کندنست ... مرگ حاضر غائب از حق بودنست

می بباید آب و تاب توبه را ... شرط شد برق و سحاب توبه را

تا نباشد برق دل و ابر دو چشم ... کی نشیند آتش تهدید و خشم

سجده گه را ترکن از اشک روان ... که خدایا وارهانم زین گمان

گر سیه کردی تو نامه عمر خویش ... توبه کن زانها که کردستی تو پیش

عمر اگر بگذشت بیخش این دم است ... آب توبه‌اش ده اگر او بی نم است

بیخ عمرت را بده آب حیات ... تا درخت عمر گردد با ثبات

جمله ماضیها ازین نیکو شوند ... زهر پارینه ازین گردد چو قند

سیئاتت را مبدل کرد حق ... تا همه طاعت شود آن ماسبق

خواجه بر توبه نصوحی خوش بتن ... کوششی کن هم بجان و هم بتن

نی چو کم عقلی که از عقل تباه ... بشکند توبه بهر دم از گناه

سخره ابلیس گردد در زمن ... از ضعیفی رای آن توبه‌شکن

عقل تو از بسکه آمد خیره سر ... هست عذرت از گناه تو بتر

ای تو از حال گذشته توبه جو ... کی کنی توبه ازین توبه بگو

هین به پشت آن مکن جرم و گناه ... که کنم توبه در آیم در پناه

زانکه استغفار هم در دست نیست ... ذوق توبه نقل هر سرمست نیست

هر کسے را سجده هم و شوق نیست — نزد ایشان قسم هر فرد و نیست

نقش پا بت بعد آن انما نیست — مونس شیخ آمد و ابلاک رحمت

اندرین امت نسیم شیخ بدن — لیک شیخ دل بود اے اهل فطن

از دو جسم صد هزاران دیگر — گشته از تو شکستن توک و خبر

فوائدِ صحبت

صحبت مردانت از مردان کند — تا رخشان باغ را خندان کند

مرد حق همدم جانی طلب — خواه هندو خواه ترک و یا عرب

منگر اندر نقش و اندر رنگ او — بنگر اندر عزم و در آهنگ او

راه سنت با جماعت خوش بود — اسپ با اسپان تیزی خوش ترود

زانکه از پیشه و جمع کاروان — رهزنان را بشکند تیر و سنان

یار باشد یار را پشت و پناه — گر تو بیکس بنگری یار ست راه

یار شو تا یار بینی بے عدد — زانکه بے یاران بماند بے مدد

رو بجو یار خدائی را تو زود — چون چنین کردی خدا یار تو بود

اهل هم شوری بخوان اندر مصحف — یار را باش و مکن از یار اف

هست سنت ره جماعت چون فریق — بے ره و بے یار افتی در مضیق

همنشین اهل معنی باش تا — هم عطا یابی و هم باشی فتا

همنشین مقبلان چون کیمیاست — چون نظرشان کیمیای خود کجاست

یک زمانے صحبت با اولیا — بهتر از صد سال بودن در تقا

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند
همرہے را چه گزد یا بی مدد همدل و همدرد جویان احد
مهر پاکاں درمیان جاں نشاں دل مده الا بمهر دل خوشاں
اے دل آں چاره که با تو روشنند ورنه بلاها مر ترا چوں جوشن اند
درمیان جان ایشاں خانه گیر در فلک خانه کند بدر منیر
هر که باشد همنشین دوستاں هست در گلخن میان بوستاں
راست کن اجزات را از راستاں سرمکش روز و شباں از آستاں
هم ترازو را ترازو راست کرد هم ترازو را ترازو کاست کرد
دل ترا در کوئے اہل دل کشد تن ترا در حبس آب و گل کشد
نیکو خواہی آں نصیحت قایم است نه زبانت کار می آید نه دست
ذره ذره کاندریں ارض و سماست جنس خود را همچو کاه و کهرباست
ذوق جنس از جنس خود باشد یقیں ذوق جزو از کل خود باشد ببیں
در جهاں هر چیز چیزے جذب کرد گرم گرمے را کشید و سرد سرد
ناریاں مر ناریاں را جاذب اند نوریاں مر نوریاں را طالب اند
طیبات آمد سوے طیبیں للخبیثین الخبیثات است ہیں
چوں که در یاراں رسی خامش نشیں اندراں حلقه مکن خود را نگیں
یار آئینه ست جاں را در حزن بر رخ آئینه اے جاں دم مزن

گفت پیغمبر که در بحر ہموم
در دلالت داں تو یاراں را نجوم

اجتناب از صحبتِ بد

هین که هر گمراه را همره مداں ‏ غافلانِ خفته را آگه مداں
اے فغاں از یارِ ناجنس اے فغاں ‏ همنشینِ نیک جوئید اے مہاں
دوستیٔ جاہلِ شیریں سخن ‏ کم شنو کاں ہست چوں سمِّ کہن
جانِ ما و چشمِ روشن گویدت ‏ جز غم و حسرت ازاں نفزایدت
جاہل ار با تو نماید ہمدلی ‏ عاقبت زخمت زند از جاہلی
حقِّ ذاتِ پاکِ اللہ الصمد ‏ کہ بود بہ مارِ بد از یارِ بد
مارِ بد جانے ستاند از سلیم ‏ یارِ بد آرد سوئے نارِ مقیم
از لقائے ہر کسے چیزے خوری ‏ وز قرانِ ہر قریں چیزے بری
اے خنک آں مردہ کز خود رستہ شد ‏ در وجودِ زندۂ پیوستہ شد

وائے آں زندہ کہ با مردہ نشست
مردہ گشت و زندگی از وے بجست

ارادت و طلب

تو بہر حالے کہ باشی می طلب ‏ آب می جو دائما اے خشک لب
ایں طلب مفتاحِ مطلوباتِ تست ‏ ایں سپاہ و نصرت و رایاتِ تست
گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے ‏ عاقبت زاں در بروں آید سرے
چوں نشینی بر سرِ کوئے کسے ‏ عاقبت بینی تو ہم روئے کسے

اندریں رہ می تراش و می خراش — تا دمِ آخر دمے فارغ مباش
دوست دارد دوست ایں آشفتگی — کوششِ بیہودہ بہ از خفتگی
بانگ می آید کہ اے طالب بیا — جودِ محتاج گدایاں چوں گدا
ہیں بیا ای طالبِ دولت شتاب — کہ فتوح ست ایں زماں در فتحِ باب
حاصل آنکہ ہر کہ او طالب بود — جانِ مطلوبش برو راغب بود
تشنگاں گر آب جویند از جہاں — آب ہم جوید بعالم تشنگاں
خشک لب را ہست پیغامے ز آب — کہ بیات آرد یقیں ایں اضطراب
آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آبت از بالا و پست
ہر کجا دردے دوا آنجا رود — ہر کجا فقرے نوا آنجا رود
ہر کجا مشکل جواب آنجا رود — ہر کجا تشنہ ست آب آنجا رود
سایۂ حق بر سرِ بندہ بود — عاقبت جویندہ یابندہ بود
گرچہ آلت نیستت تو مے طلب — نیست آلت حاجت اندر راہِ رب
منگر اندر نقشِ زشت و خوبِ خویش — بنگر اندر عشق و در مطلوبِ خویش
منگر آنکہ تو حقیری یا ضعیف — بنگر اندر ہمتِ خود اے شریف
جہد کن تا ایں طلب افزوں شود — تا دلت زیں چاہِ تن بیروں شود
اینکہ تو طالب نۂ تو ہم بیا — تا طلب یابی ازیں یارِ وفا

ہر کرا بینی طلبگار اے پسر
یارِ او شو پیشِ او انداز سر

گرفتنِ پیر و علامتِ پیرِ کامل

راہ دور است و پُر آفت اے پسر — راہ رو را مے بباید راہبر

گر تو بے رہبر فرود آئی براہ — گرچہ شیری فرو افتی بچاہ

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد — او ز غولان گمرہ و در چاہ شد

غولت از رہ افگند اندر گزند — از تو داہی تر دریں رہ بس بُدند

آں رہے کہ بارہا تو رفتۂ — بے قلاوز اندراں آشفتۂ

پس رہے را کہ ندیدستی تو ہیچ — ہیں مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ

ہر کہ در رہ بے قلاوزی رود — ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود

کور ہر گز کے تواند رفت راست — بے عصا کش کور را رفتن خطاست

ہر کہ گیرد پیشۂ بے اوستا — ریشخندے شد بہ شہر و روستا

ہر کہ تنہا نادرایں رہ را بُرید — ہم بعونِ ہمتِ پیراں رسید

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست — دستِ او جز قبضۂ اللہ نیست

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر — ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

اندر آ در سایۂ آں عاقلے — کش نتابد بُرد از رہ ناقلے

ظلِ او اندر زمیں چوں کوہِ قاف — روحِ او سیمرغِ بس عالی طواف

پیر باشد نردبانِ آسمان — تیرِ پرّاں از کہ گردد از کماں

صورتش بر خاک و جاں بر لامکاں — لامکانے فوقِ وہمِ سالکاں

ماہیانِ قعرِ دریائے جلال — بحرِ شاں آموختہ سحرِ حلال

شیخ نورانی ز ره آگه کند / با سخنش هم نور را همره کند

از حدیث شیخ جمعیت رسد / تفرقه آرد دم اهل جسد

کار مردان روشنی و گرمی است / کار دونان حیله و بی‌شرمی است

دست را مسپار جز در دست پیر / حق شده است آن دست او را دستگیر

چونکه دست خود بدست او دهی / پس ز دست آکلان بیرون جهی

دست تو از اهل آن بیعت شود / که ید الله فوق ایدیهم بود

دست زن در دامن هر کو ولی است / خواه از نسل عمر خواه از علی است

رهبر راه طریقت آن بود / کو باحکام شریعت می‌رود

گر نباشد در عمل ثابت قدم / چون رهاند خلق را از دست غم

گر تو گوئی نیست پیری آشکار / تو طلب کن در هزار اندر هزار

زانکه گر پیری نباشد در جهان / نی زمین بر جای ماند نی مکان

گر نباشد در زمین قطب جهان / کی تواند گشت بی قطب آسمان

پس بهر دوری ولی قایم است / تا قیامت آزمایش دایم است

گر ترا در دست پیر آید پدید / قفل دولت را پدید آید کلید

ای خنک آن مرد کز خود رسته شد / در وجود زنده پیوسته شد

دست گیرد بندهٔ خاص اله
طالبان را می‌برد تا پیشگاه

من جد وجد

سایهٔ حق بر سر بنده بود / عاقبت جوینده یابنده بود

گفت پیغمبر که چون کوبی دری — عاقبت زان در برون آید سری
چون نشینی بر سر کوی کسی — عاقبت بینی تو هم روی کسی
چون ز چاهی می کنی هر روز خاک — عاقبت اندر رسی در آب پاک
جمله دانند این اگر تو نگروی — هرچه می کاریش روزی بدروی
آنکه روزی نیستش بخت و نجات — ننگرد عقلش مگر در نادرات
کان فلان کس کشت کرد و بر نداشت — وان صدف برد و صدف گوهر نداشت
پس کسان کز نان خورد دلشاد او — مرگ او گردد بگیرد در گلو
صد هزاران خلق نانها می خورند — زور می یابند و جان می پرورند

تو بدان نادر کجا افتاده
گر نه محرومی و ابله زاده

آداب المریدین

چون گزیدی پیر نازک دل مباش — سست و ریزنده چو آب و گل مباش
چون گرفتی پیر هین تسلیم شو — همچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
صبر کن بر کار خضر ای بی نفاق — تا نگوید خضر رو هذا فراق
گرچه کشتی بشکند تو دم مزن — گرچه طفلے را کشد تو مو مکن
بگذر از ظن خطا ای بدگمان — ان بعض الظن اثم آخر بخوان
گر خضر در بحر کشتی را شکست — صد درستی در شکست خضر هست
وہم موسیٰ با همه نور و هنر — شد ازاں محجوب تو بے پر مپر

تا کہ ہر کو مقتدائے راہ شد — از بد و نیک جہاں آگاہ شد

آنچہ تو در آئینہ بینی عیاں — پیر اندر خشت بیند بیش از آں

گر بامر پیر رفتی ایں طریق — مست گردی عاقبت ہم زیں رحیق

بر طولاں ایں مکرر کردنست — نزدِ من عمرِ مکرر بردنست

گر ہزاراں طالب اند و یک ملول — از رسالت باز مے ماند رسول

ایں رسولانِ ضمیرِ راز گو — مستمع خواہند اسرافیل خو

نخوتے دارند و کبرے چوں شہاں — چاکری خواہند از اہلِ جہاں

تا ادبہا شاں بجا گہ ناوری — از رسالت شاں چگونہ برخوری

کے رسانند ایں امانت را بتو — تا نباشی پیشِ شاں راکع دوتو

ایں سخن شیر ست در پستانِ جاں — بے کشندہ خوش نمی گردد رواں

جذبِ سمعت از کسے کو خوش لبیست — گرمی و وجدِ معلم از صبی ست

مستمع چوں تشنہ و جویندہ شد — واعظ ار مردہ بود گویندہ شد

مستمع چوں تازہ آید بے ملال — صد زباں گردد بگفتن گنگ و لال

چوں کہ نامحرم در آید از درم — پردہ در پنہاں شوند اہلِ حرم

ور در آید محرمے دور از گزند — بر کشایند آں ستیراں روی بند

ہر چہ را خوب و خوش و زیبا کنند — از برائے دیدۂ بینا کنند

جوشِ نطق از دل نشانِ دوستیست — بستگیِ نطق از بے الفتیست

از درِ دل و اہلِ دل آبِ حیات — چونکہ نوشیدی تو واشد چشمہات

ور غذای وجد و شکر و بیخودی — از درِ اہلِ دلاں بر جاں زدی

باز این در را رها کردی ز حرص — گرد هر دکان همی گردی ز حرص
بر در آن منعمان چرب دیگ — می‌دوی بهر ثرید مرده ریگ
چربش آنجا دان که جان فربه شود — کار نا امید آنجا به شود

اجتناب از صوفیان مزوّر

چون بسی ابلیس آدم روی هست — پس بهر دستی نباید داد دست
ای بسا شیرین که چون شکر بود — لیک تلخ اندر شکر مضمر بود
حرف درویشان بدزدد مرد دون — تا بخواند بر سلیمی زان فسون
تا که صیاد آورد بانگ صفیر — تا فریبد مرغ را آن مرغ‌گیر
حرف درویشان بدزدید بسی — تا گمان آید که هست او خود کسی
شیر پشمین از برای کد کنند — بومسیلم را لقب احمد کنند
نقش درویش است او نی اهل نان — نقش سگ را تو مینداز استخوان
فقر لقمه دارد او نی فقر حق — پیش نقش مرده کم نه طبق
نقش صوفی لیک او را نیست جان — صوفیان بد نام هم زین صوفیان
از خدا بوئی نه او را نه اثر — دعویش افزون ز شیث و بوالبشر
دیو ننموده ورا هم نقش خویش — او همی گوید که ز ابدالیم بیش
خرده گیرد در سخن بر بایزید — ننگ دارد از درون او یزید
بی‌نوا از نان و خوان آسمان — پیش او ننداخت حق یک استخوان

هم ز خود سالک شده واصل شده | محفلی وا کرده در دعوی کده

او نما کرده که خوان بنهاده ام | نایب حقم خلیفه زاده ام

سالها بر وعدهٔ فردا کسان | گرد آن در گشته فردا نارسان

دیر باید تا که سرّ آدمی | آشکارا گردد از بیش و کمی

زیر دیوار تنش گنج است یا | خانهٔ مار است و مور و اژدها

چونکه پیدا گشت کان چیزی نبود | عمر طالب رفت و آگاهی چه سود

دست ناقص دست شیطانست و دیو | زانکه اندر دام تلبیس است و ریو

هرچه گیرد علتی علت شود | کفر گیرد کاملی ملت شود

لیک نادر طالب آید کز فروغ | در حق او نافع آید آن دروغ

او بقصد نیک خود جایی رسد | گرچه جان پنداشت آن آمد جسد

چون تحری در دل شب قبله را
قبله نی و آن نماز او روا

مجاهده و ریاضت

راه دور است ای پسر هشیار باش | خواب با گور افگن و بیدار باش

جهد کن تا اندرین راه دراز | تو بیک ذره نمانی بسته باز

حال شمع بنگر بدین کمال | فاستقم بود خطابش ز ذوالجلال

با همه قربی که دارد با خدا | از ریاضت نیست یکدم او جدا

هرکه جهدی کرد در جهدی رسید | هرکه رنجی دید گنجی شد پدید

من عجب دارم ز جویای صفا — کو رمد وقت صیقل از جفا

بهر آنست این ریاضت وین جفا — تا بر آرد کوره از نقره جفا

این ریاضتهای درویشان چراست — کان فنای تن بقای جانهاست

مردن تو در ریاضت زندگیست — رنج این تن روح را پایندگیست

چون ز چاهے می کنی هر روز خاک — عاقبت اندر رسی در آب پاک

دیگر آنکه شان حق بے غایت ست — هر زمانش نوع دیگر آیت ست

چونکه معروف ست بیحد لاجرم — معرفت بے غایت آمد نیز هم

عمرها گر او ریاضت مے کند — روز و شب را صرف طاعت می کند

دم بدم بیند جمال دیگر او — لاجرم دایم بود در جستجو

گر تو خواهی خرمی و دل زندگی
بندگی کن بندگی کن بندگی

ذکر و فکر و مراقبه

ذکر حق کن بانگ غولان را بسوز — چشم نرگس را ازین کرگس بدوز

اذکروا الله شاه ما دستور داد — اندر آتش دید ما را نور داد

ذکر حق پاک ست چون پاکی رسید — رخت بربندد برون آید پلید

میگریزد ضدها از ضدها — شب گریزد چون برافروزد ضیا

چون در آید نام پاک اندر دهان — نے پلیدی ماند و نے اندهان

الله الله این چه شیرین ست نام — شیر و شکر می شود جانم تمام

آں یکے اللہ می گفتے شبے — چونکہ شیریں می شد از گفتنش لبے

گفت ابلیسش کہ اے بسیار گو — ایں ہمہ اللہ را لبیک کو

می نیاید یک جواب از پیش تخت — چند اللہ میزنی با روئے سخت

او شکستہ دل شد و بنہاد سر — دید در خواب او خضر را در خضر

گفت ہاں از ذکرِ حق وا ماندۂ — چوں پشیمانی ازاں کش خواندۂ

گفت لبیکم نمے آید جواب — زاں ہمی ترسم کہ باشم ردِّ باب

گفت آں اللہِ تو لبیکِ ماست — آں نیاز و درد و سوزت پیکِ ماست

ترس و عشقِ تو کمندِ شوقِ ماست — زیرِ ہر لبیکِ تو لبیکہا ست

دم بخور در آب ذکر و صبر کن — تا رہی از فکر و وسواسِ کہن

ایں قدر گفتیم باقی فکر کن — فکر اگر جامد بود رو ذکر کن

ذکر آرد فکر را در اہتزاز — ذکر را خورشید ایں افسردہ ساز

چوں درِ معنے زنی بازت کنند — پرِّ فکرت زن کہ شہبازت کنند

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے — راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

فکرتِ بد ناخنِ پُر زہر دان — می خراشد در تعمق روئے جاں

پیش سبحاں بس نگہ دارید دل — تا نگردید از گمانِ بد خجل

کو ببیند سرِّ فکر و جستجو — ہمچو اندر شیر خالص تارِ مو

تو مراقب باش بر احوالِ خویش — نوش بیں در داد و بعد از ظلم نیش

ہیں مراقب باش گر دل بایدت — کز پئے ہر فعل چیزے زایدت

گر مراقب باشی و بیدار تو — بینی ہر دم پاسخِ کردار تو

ور ازین افزون ترا همت بود
از مراقب کار بالا تر رود

تضرع و گریه

زور را بگذار و زاری را گزین
رحم سوی زاری آید ای مهین

ای خنک آن کو نکوکاری گرفت
زور را بگذاشت او زاری گرفت

با تضرع باش تا شادان شوی
گریه کن تا بی دهان خندان شوی

چون خدا خواهد که ما یاری کند
میل ما را جانب زاری کند

این دلم باغست و چشم ابروش
ابر گرید باغ خندد شاد و خوش

ز ابر گریان باغ سبز و تر شود
زانکه شمع از گریه روشن تر شود

تا نگرید ابر کی خندد چمن
تا نگرید طفل کی جوشد لبن

طفل یک روزه همی داند طریق
که بگریم تا رسد دایه شفیق

تو نمی دانی که دایهٔ دایگان
کم دهد بی گریه شیر او رایگان

گر نباشد برق دل و ابر دو چشم
کی نشیند آتش تهدید و خشم

ای خوشا چشمی که آن گریان اوست
وای همایون دل که آن بریان اوست

ای دریغا اشک من دریا بدی
تا نثار دلبر زیبا شدی

تالم او را تا لها خوش آیدش
از دو عالم ناله و غم بایدش

چون چنان چشم اشک مفتون بود
اشک می بارید که جیحون بود

آخر هر گریه آخر خنده ایست
مرد آخر بین مبارک بنده ایست

هر کجا آبِ روان خضرت بود — هر کجا اشکِ روان رحمت بود
اشک کان از بهرِ او بارند خلق — گوهرست و اشک پندارند خلق
کہ برابر مے کند شاهِ مجید — اشک را در وزن با خونِ شهید
توچه دانی آبِ ذوقِ دیدگان — عاشقِ نانی تو چون نادیدگان
زاری و گریه عجب سرمایه ایست — رحمتِ کلی قوی تر دایه ایست
ذوقِ خنده دیده اے خیره خند — ذوقِ گریه بین که هست از کانِ قند
خنده ها در گریه ها آمد کتیم — گنج در ویرانه ها جو اے سلیم
دعوتِ زاریست روزے پنج بار — بنده را که در نماز آرد و بزار
آفتابِ عقل را در سوز دار — چشم را چون ابر اشک افروز دار
اشک می بارد همی سوز از طلب — همچو شمعِ سر بریده نیم شب
خواب را بگذار اے چشمِ پدر — یک شبے بر کوئے بیخوابان گذر

مایه در بازارِ دنیا این زرست
مایه آنجا عشق و دو چشمِ تراست

فوائدِ خلوت

قعرِ چه بگزید هر کو عاقل ست — زانکه در خلوت صفاهائے دل ست
ظلمتِ چه به که ظلمتهائے خلق — سر نبرد آنکس که گیرد پائے خلق
آنکه در خلوت نظر بر دوختست — آخر آں را هم زِ یار آموختست
خلوت از اغیار باید نے زِ یار — پوستین بهرِ دے آمد نے بهار

هر که در خلوت به بینش یافت راه — او ز دانشها نجوید دستگاه
با جمالِ جان چو شد هم کاسهٔ — باشدش ز اخبار و دانش تاسهٔ
وانکه در خلوت هر آنچه تن کند — نه از برائے روئے مرد و زن کند
جنبش و آرامش اندر خلوتش — جز برائے حق نباشد نیتش

روئے در دیوار کن تنها نشین
وز وجود خویش هم خلوت گزین

فوائد خاموشی و حفظِ لسان

خامشی بحر است و گفتن همچو جو — بحر می جوید ترا جو را مجو
این سخن در سینه دخلِ مغزها — در خموشی مغزِ جان را صد نماست
مرد کم گوینده را فکریست زفت — قشرِ گفتن چون فزون شد مغز رفت
از سخن گوئی مجوئید ارتفاع — منتظر را به ز گفتن استماع
چند گاهی بے لب و بے گوش شو — وانگهان چون لب حریفِ نوش شو
چند گفتی نظم و نثر و راز فاش — خواجه یک روز امتحان کن گنگ باش
گفتگوئے ظاهر آمد چون غبار — مدتے خاموش خو کن هوش دار
کودک اول چون بزاید شیر نوش — مدتے خاموش بود و جمله گوش
مدتے می بایدش لب دوختن — از سخن تا او سخن آموختن
ورنه دارد گوش تی تی می کند — خویشتن را گنگِ گیتی می کند
تا بیاموزد نگوید صد یکے — ور بگوید حشو گوید بیشکے

کرِ اصلی کش نبود آغاز گوش | لال باشد کے کند در نطق جوش

زانکہ اوّل سمع باید نطق را | سوے منطق از رہِ سمع اندرآ

نطق کاں موقوف راہِ سمع نیست | جز کہ نطقِ خالقِ بے طمع نیست

باقیاں ہم در حِرَف ہم در مقال | تابعِ اُستاد و محتاجِ مثال

ایں زباں چوں سنگ و فم آہن وش است | وانچہ بجہد از زباں چوں آتش است

سنگ و آہن را مزن بر ہم گزاف | گہ ز روئے نقل و گہ از روئے لاف

زانکہ تاریکیست و ہر سو پنبہ زار | درمیانِ پنبہ چوں باشد شرار

ظالم آں قومے کہ چشماں دوختند | زاں سخنہا عالمے را سوختند

عالمے را یک سخن ویراں کند | روبہانِ مردہ را شیراں کند

نکتۂ کاں جست ناگہ از زباں | ہمچو تیرے داں کہ جست آں از کماں

وانگردد از رہ آں تیر اے پسر | بند باید کرد سیلے را ز سر

اے زباں تو بس زیانی مر مرا | چوں توئی گویا چہ گویم من ترا

در نہاں جاں از تو افغاں می کند | گرچہ ہرچہ گوئیش آں میکند

بعد ازیں دستوریٔ گفتار نیست
بعد ازیں با گفتگویم کار نیست

حفظِ اسرار

چونکہ اسرارت نہاں در دل شود | آں مرادت زود تر حاصل شود

گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت | زود گردد با مرادِ خویش جفت

دانه‌ها چون در زمین پنهان شود — سرّ شان سرسبزی بستان شود
زرّ و نقره گر نبودی در نهان — پرورش کی یافتندی زیر کان
تا توانی پیش کس مگشا سه راز — بر کسی این در مکن زنهار باز
ور بگوئی با یکی گو الوداع — کل سرّ جاوز الاثنین شاع
در بیان این سه کم جنبان لبت — از ذهاب و از ذهب و از مذهبت
کاین سه را بسیار خصم است و عدو — در کمینت ایستد چون داند او
بشنو الفاظ حکیم پرده‌ای — سر همان جا نه که باده خورده‌ای
مستی از میخانه چون حمّال شد — تسخر و بازیچهٔ اطفال شد
می فتاد او سو بسو بر هر رهی — در گل و می خندد و تن هر ابلهی
او چنین و کودکان اندر پیش — بی خبر از مستی و ذوق میش
بر لبم قفل است و در دل رازها — لب خموش و دل پر از آوازها
عارفان که جام حق نوشیده‌اند — رازها دانسته و پوشیده‌اند
هر کرا اسرار کار آموختند — مهر کردند و دهانش دوختند
تا نگوئی سرّ سلطان را بکس — تا نریزی قند را پیش مگس

نفس کشی و سلوک

در خبر بشنو تو این پند نکو — بین جنبیکم لکم اعدا عدو
دشمنی داری چنین در سرّ خویش — مانع عقل است و خصم جان و کیش
طمطراق این عدو مشنو گریز — کو چو ابلیس است در رنج و ستیز

دشمن ار چه دوستانه گویدت — دام دان گر چه ز دانه گویدت

گر ترا قندی دهد آن زهر دان — گر ترا لطفی کند آن قهر دان

آنچه گوید نفس تو کاینجا بدست — مشنوش چون کار او ضد آمدست

تو خلافش کن که از پیغمبران — این چنین آمد وصیت در جهان

نفس خود را زن شناس از زن بتر — زانکه زن جزویست نفست کل شر

مشورت با نفس خود گر می‌کنی — هر چه گوید کن خلاف آن دنی

نفس میخواهد که تا ویران کند — خلق را گمراه و سرگردان کند

هین مرو اندر پی نفس چو زاغ — کو بگورستان برد نه سوی باغ

هین بهل خود را و دست از وی بدار — زانکه عشق اوست سوی سیره نار

گر یکی دم تو ز غفلت واپسی — آورد وز فرسنگها سوی پس

گردن خر گیر و سوی راه کش — سوی ره بینان و ره دانان خوش

گر ندانی ره هر آنچه خشم تو خواست — عکس آن کن خود بود آن راه راست

از پی این دنیای دون پرستنگ — از پی او با حق و با خلق جنگ

نفس کشتی باز رستی ز اعتذار — کس ترا دشمن نماند در دیار

هین بکش او را که بهر آن دنی — هر دمی قصد عزیزی می‌کنی

مادر بتها بت نفس شماست — زانکه آن بت مار و این بت اژدهاست

بت شکستن سهل باشد نیک سهل — سهل دیدن نفس را جهل است جهل

هر نفس مکری و در هر مکر آن — غرقه صد فرعون با فرعونیان

جمله قرآن شرح خبث نفسهاست — بنگر اندر مصحف آن چشمت کجاست

آنچه در فرعون بود اندر تو هست — لیک اژدرهات محبوس چه است

آتشت را هیزم فرعون نیست — زانکه چوں فرعون ما را عون نیست

دوزخ است این نفس و دوزخ اژدهاست — کو بدریاها نگردد کم و کاست

نفس اژدرهاست او کی مرده است — از غم بی آلتی افسرده است

گر بیابد آلت فرعون او — که بامر او همی گشت آب جو

وانکه او بنیاد فرعونی کند — راه صد موسیٰ و صد هارون زند

کشتن این کار عقل و هوش نیست — شیر باطن سخرهٔ خرگوش نیست

هیچ نکشد نفس را جز ظل پیر — دامن آن نفس کش را سخت گیر

سهل شیری دان که صفها بشکند — شیر آن باشد که خود را بشکند

هر که مرد اندر تن او نفس گبر
مر ورا فرمان برد خورشید و ابر

فوائد جوع واحتما

نفس فرعونیست هین سیرش مکن — تا نیارد یاد زان کفر کهن

زین خورشها اندک اندک باز بُر — کین غذای خر بود نی زان حُر

معده را بگذار و سوی دل خرام — تا که بی پرده ز حق آید سلام

قوت معده زین که و جو باز کن — خوردن ریحان و گل آغاز کن

معده را خو کن بدین ریحان و گل — تا بیابی حکمت و قوت رسل

گه خوری یکبار از آن ماکول نور — خاک ریزی بر سر نان تنور

نیم تو مشک ست نیمے پشک بیں — ہیں میفزا پشک افزا مشک چیں
جوع خود سلطان ادویات ہیں — جوع در جاں نہ چنیں خوارش مبیں
گر نباشد جوع صد رنج دگر — از پئے ہیضہ برآرد از تو سر
رنج جوع از رنجہا پاکیزہ تر — خاصہ در جوع ست صد نفع و ہنر
احتما اصلِ دوا آمد یقیں — احتما کن قوتِ جان را ببیں
احتما ہا بر دواہا سرورست — زانکہ خاریدن فزونی گرست
جملہ ناخوش از مجاعت خوش شود — جملہ خوشہا بے مجاعت رد بود
جوع مر خاصانِ حق را دادہ اند — تا شوند از جوع شیر زورمند
کاسہ برکاسہ ست ناں برناں مدام — از برائے ایں شکم خوارانِ عام
درجہاں گر لقمہ و گر شربت ست — لذتِ او فرعِ محوِ لذت ست
لب فروبند از طعام و از شراب — سوئے خوانِ آسمانی کن شتاب
باش در روزہ شکیبا و مصر — دمبدم قوتِ خدا را منتظر
تا غذائے اصل را قابل شوی — لقمہائے نور را آکل شوی
ایں دہاں بستی دہانے باز شد — کو خورندہ لقمہائے راز شد
ہر گرسنہ عاقبت قوتے بیافت — آفتابِ دولتے بروے بتافت
چوں ملک تسبیح حق را کن غذا — تا رہی ہمچو ملائک از اذا
گر تو ایں انباں ز ناں خالی کنی — پر ز گوہرہائے اجلالی کنی

اجتناب از معصیت

ہر روش ہر رہ کہ آں محمود نیست — عقبۂ و مانعی و رہزنیست

هر که او عصیان کند شیطان شود / کو حسود دولت نیکان شود

دیو سوی آدمی شد بهر شر / سوی تو ناید که از دیوی بتر

تا تو بودی آدمی دیو از پیت / می دوید و می چشانید او میت

چون شدی در خوی دیوی استوار / میگریزد از تو دیو ای نابکار

آنکه تخم خار کارد در جهان / هان و هان او را مجو در گلستان

هر که او بنهاد ناخوش سنتی / سوی او نفرین رود هر ساعتی

نیکوان رفتند و سنتها بماند / وز لئیمان ظلم و لعنتها بماند

ابر ناید از پی منع زکوة / وز زنا افتد وبا اندر جهات

آنچه بر تو آید از ظلمات و غم / آن ز بیباکی و گستاخیست هم

هر که بیباکی کند در راه دوست / رهزن مردان شد و نامرد اوست

چونکه بد کردی بترس ایمن مباش / زانکه تخمست و برویاند خداش

چند گاهی او بپوشاند که تا / آیدش زین پس پشیمانی حیا

بارها پوشد پی اظهار فضل / باز گیرد از پی اظهار عدل

تا که این هر دو صفت ظاهر شود / آن مبشر گردد این منذر شود

دعا

دست اشکسته برآور در دعا / سوی اشکسته پرد فضل خدا

در حدیث آمد که مؤمن در دعا / چون امان خواهد ز دوزخ از خدا

دوزخ از وی هم امان خواهد بجان / که خدایا دور دارم از فلان

ای اخی دست از دعا کردن بدار / با اجابت یا رد اویت چه کار

اے بسا مخلص کہ نالد در دعا — تا رود دود خلوصش بر سما

بس ملائک با خدا نالند زار — کاے مجیب ہر دعا وے مستجار

بندۂ مومن تضرع می کند — او نمیداند بجز تو مستند

تو عطا بیگانگاں را میدہی — از تو دارد آرزو ہر مشتہی

حق بفرماید نہ از خواری اوست — عین تاخیر عطا یاری اوست

حاجت آوردش ز غفلت سوئے من — آں کشیدش موکشاں در کوئے من

گر برآرم حاجتش او وارود — ہم دراں بازیچہ مستغرق شود

من دریں در سوئے وارثش میکنم — ازرہ پنہاں شکارش میکنم

خوش ہمی آید مرا آواز او — واں خدایا گفتن و آں راز او

بے مرادی مومناں از نیک و بد — تو یقیں میداں کہ بہر ایں بود

گفت حق گر فاسقی و اہل صنم — چوں مرا خواندی اجابتہا کنم

شاد باش و فارغ و ایمن کہ من — آں کنم با تو کہ باراں با چمن

ہم ز اول مے دہد میل دعا — ہم دہد آخر دعاہا را جزا

یا کریم العفو حیّ لم یزل — یا کثیر الخیر شاہ بے بدل

اے کریم ذوالجلال مہرباں — دائم المعروف وارے جہاں

آتنا فی دار دنیا نا حسن — آتنا فی دار عقبا نا حسن

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو — ایمنے از تو مہابت ہم ز تو

ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تست — ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رست

ویں طلب در ما ہم از ایجاد تست — رستن از بیداد یا رب داد تست

ای نگهبان بخششت ملک جهان — من چه گویم چون تو میدانی نهان
ای خدا ای قادر بی چند و چون — واقفی بر حال بیرون و درون
ای خدا بنما تو جان را آن مقام — کاندرو بی حرف میروید کلام
تا که سازد جان پاک از سر قدم — سوی عرصه دو پهنای عدم
پرده ای ستار از ما وا مگیر — باش اندر امتحان ما را مجیر

۱۷۷۷ ۱

مناجات

ای خدا ای پاک بی انباز و یار — دستگیر و جرم ما را در گذار
تا بکی این ابتلا یارب مکن — مذهبی ام بخشش و ده نه بشکن
ای همیشه حاجت ما را پناه — بار دیگر ما غلط کردیم راه
ای محب عفو از ما عفو کن — ای طبیب رنج ناسور کهن
باز خر ما را ازین نفس پلید — کاردش تا استخوان ما رسید
خویش را دیدیم و رسوائی خویش — امتحان ما مکن ای شاه بیش
این دعا گر خشم افزاید ترا — تو دعا تعلیم فرما مهترا
ای خدا ای زنده عرش برین — شام را داده ای تو زلف عنبرین
روز را با شمع کافور ای کریم — کرده روشن تر از عقل سلیم
قادرا قدرت تو داری بر کمال — انت ربی انت حسبی ذوالجلال
ای خدا قربان احسانت شوم — کان احسانی بقربانت روم
معدن احسانی و ابر کرم — فیض تو چون ابر ریزان بر سرم

از عدم دادی بہستی ارتقا — زاں سپس با جان و تن را ہم ندا
اے خدا احسانِ تو اندر شمار — می نتانم باز بانِ صد ہزار
من بخواب و پاسبانِ من توئی — من چو طفلے حرزِ جانِ من توئی
من بعصیاں صرفِ وقتِ خود کنم — بینی و از حلمے پوشی برم
روز و شب را خوردہ عصیاں می کنم — نعمت از تو من بغیرے می تنم
جملہ می بینی نہ گیری انتقام — از درِ حلم و کرم آئی مدام
لیک من غافل ز لطفِ بیکراں — چشم دارم ہر زماں با این و آں
من گنہ آرم تو ستاری کنی — جرم من آرم تو غفاری کنی
جرمہا بینی و خشمے ناوری — اے بقربانت چہ نیکو داوری
لذتِ ہستی نمودی نیست را — عاشقِ خود کردہ بودی نیست را
لذتِ انعامِ خود را وا مگیر — نقل و بادہ و جامِ خود را وا مگیر
ور بگیری کیست جست و جو کند — نقش با نقاش چوں نیرو کند
منگر اندر ما مکن بر ما نظر — اندر اکرام و سخائی خود نگر
صد ہزاراں دام و دانست اے خدا — ما چو مرغانِ حریصِ بے نوا
دم بدم پابستۂ دامِ تو ایم — ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم
میرہانی ہر دمے ما را و باز — سوئے دامے میرویم اے بے نیاز
ما ز آز و حرص خود را سوختیم — وین دعا را ہم ز تو آموختیم
از ہمہ نومید گشتیم اے خدا — اوّل و آخر توئی و منتہا
کردگارا منگر اندر فعلِ ما — دست ما گیر اے شہِ ہر دو سرا

اے کریم و اے رحیم سرمدی | درگذار از بدسگالان این بدی

ما ز حرص و آز خود را سوختیم | وین دعا را ہم ز تو آموختیم

حرمتِ آن کین دعا آموختی | در چنین ظلمت چراغ افروختی

دستگیر و رہ نما توفیق دہ | جرم بخشش و عفو کن بکشا گرہ

ای خدا این بندہ را رسوا مکن | گر بدم من سرّ من پیدا مکن

ای خدائے رازدان و خوش سخن | عیب کارِ من ز من پنہان مکن

جز تو پیش کہ بر آرد بندہ دست | ہم دعا و ہم اجابت از تو است

ہر دلِ سرگشتہ را تدبیر بخش | وین کمانہای دو تو را تیر بخش

منگر اندر زشتی و مکروہیم | کہ ز پر زہرے چو مار کوہیم

نو بہار احسن گل دہ خار را | زینتِ طاؤس دہ این مار را

در کمالِ زشتیم من منتہی | لطف تو در فضل و در فن منتہی

دستگیرم در چنین بیچارگی | شاد گردانم درین غمخوارگی

دستگیر از دستِ ما ما را بخر | پردہ را بردار و پردہ ما مدر

یار شب را روز مہجوری مدہ | جان قربت دیدہ را دوری مدہ

بعد تو ورلیست از فکر و نکال | خاصہ بعدے کان بود بعد از وصال

این مران از روئے خود او را بعید | آنکہ او یکبار روئے تو بدید

رحم کن روئے کہ روئے تو بدید | فرقت تلخ تو چون خواہد کشید

تلخ تر از فرقت تو ہیچ نیست | بی پناہت غیر پیچا پیچ نیست

[illegible] | [illegible]

بگذراں از جانِ ما سوء القضا　　وا مبر ما را ز اخوانِ صفا

ہٰذا انعم اسلے دار السلام
بالنبیّ المصطفےٰ خیر الانام

باب چہارم

مقامات و احوال و اخلاقِ حسنہ

فرق میان مقام و حال

ہست بسیار اہل حال از صوفیاں　　نادرست اہل مقام اندر میاں
حال چوں جلوہ ست زاں زیبا عروس　　ویں مقام آں خلوت آمد با عروس
جلوہ بیند شاہ و غیر شاہ نیز　　وقت خلوت نیست جز شاہِ عزیز

جلوہ کردہ عام و خاصاں را عروس
خلوت اندر شاہ باشد با عروس

عقل

صیقلِ عقلت بداں اوست حق　　کہ بدو روشن کنی دل را ورق
گفت پیغمبر کہ احمق ہر کہ ہست　　او عدوِّ ما و غولِ رہزنست

هرکه او عاقل بود او جان ماست — روح او و روح او ریحان ماست

عقل جزوی را وزیر خود مگیر — عقل کل را ساز ای سلطان وزیر

عقل جزوی عقل را بدنام کرد — کام دنیا مرد را بی‌کام کرد

آفت مرغست چشم کام بین — مخلص مرغست عقل دام بین

این زن و مردی که نفس است و خرد — نیک بایستست بهر نیک و بد

این دو بایسته درین خاکی سرا — روز و شب در جنگ و اندر ماجرا

زن همی خواهد حویج خانگاه — یعنی آب رو و نان و خوان و جاه

نفس همچو زن پی چاره گری — گاه خاکی گاه جوید سروری

عقل خود زین فکرها آگاه نیست — در دماغش جز غم الله نیست

ای خنک آنکس که عقلش نر بود — نفس زشتش ماده و مضطر بود

عقل باید نور ده چون آفتاب — تا زند تیغی که نبود جز صواب

عقل آن باشد که او با مشعله ست — او دلیل و پیشوای قافله ست

این تفاوت عقلها را نیک دان — در مراتب از زمین تا آسمان

هست عقلی همچو قرص آفتاب — هست عقلی کمتر از ذره شهاب

ورنه عقلت نیست با عقل دگر — یار باش و مشورت کن ای پسر

عقل خود با عقل یاری یار کن — امرهم شوری بخوان و کار کن

مقام محبت و عشق

عاشقم بر رنج خویش و درد خویش — بهر خوشنودی شاه فرد خویش

ناخوش او خوش بود بر جان من — جان فداے یار دل رنجان من
از محبت تلخها شیریں شود — از محبت مسها زریں شود
از محبت نار نورے می شود — از محبت دیو حورے می شود
از محبت مرده زنده می شود — از محبت شاه بنده می شود
از محبت نار گلشن می شود — از محبت روضه گلخن می شود
عشق آں شعله ست کو چوں بر فروخت — هر چه جز معشوق باشد جمله سوخت
عشق چوں شد بحر را مانند دیگ — عشق ساید کوه را مانند ریگ
تیغ لا در قتل غیر حق براند — در نگر زاں پس که بعد لا چه ماند
ماند الا الله باقی جمله رفت — شاد باش اے عشق شرکت سوز زفت
عشق و ناموس ای برادر راست نیست — بر در ناموس اے عاشق مایست
شاد باش اے عشق خوش سوداے ما — وے طبیب جمله علتهاے ما
اے دواے نخوت و ناموس ما — اے تو افلاطون و جالینوس ما
عاشقی پیداست از زاری دل — نیست بیماری چو بیماری دل
علت عاشق ز علتها جداست — عشق اصطرلاب اسرار خداست
عاشقاں را هر نفس سوزیدنیست — بر ده ویراں خراج و عشر نیست
هر کجا شمع بلا افروختند — صد هزاراں جان عاشق سوختند
عشق از اول چرا خونی بود — تا گریزد هر که بیرونی بود
با دو عالم عشق را بیگانگیست — اندرو هفتاد و دو دیوانگیست
غیر هفتاد و دو ملت کیش او — تخت شاهاں تخته بندیست پیش او

آن طرف که عشق می افزود درد　　بوحنیفه و شافعی درسی نکرد
اندرین بحث ار خرد ره‌بین بدی　　فخر رازی رازدار دین بدی
ملت عاشق ز ملتها جداست　　عاشقان را ملت و مذهب خداست
عاشقان را شد مدرس حسن دوست　　دفتر و درس همه‌شان لب روی اوست
هرچه گویم عشق را شرح و بیان　　چون به عشق آیم خجل باشم از آن
شرح عشق ار من بگویم بر دوام　　صد قیامت بگذرد وان ناتمام
در نگنجد عشق در گفت و شنید　　عشق دریاییست قعرش ناپدید
عقل در شرحش چو خر در گل بخفت　　شرح عشق و عاشقی هم عشق گفت
آفتاب آمد دلیل آفتاب　　گر دلیلت باید از وی رو متاب
عاشقی گر زین سر و گر زان سر است　　عاقبت ما را بدان شه رهبر است
جرعه خاک آلو چون مجنون کند　　صاف اگر باشد ندانم چون کند
عشق می‌گوید بگوشم پست پست　　صید بودن بهتر از صیادی است
بر درم ساکن شو و بی‌خانه باش　　دعوی شمعی مکن پروانه باش
عشق آن بگزین که جمله انبیا　　یافتند از عشق او کار و کیا
عشق آن زنده گزین کو باقیست　　از شراب جانفزایت ساقیست
عشق زنده در روان و در بصر　　هر دمی باشد ز غنچه تازه‌تر
زانکه عشق مردگان پاینده نیست　　زانکه مرده سوی ما آینده نیست
عشقهایی کز پی رنگی بود　　عشق نبود عاقبت ننگی بود
عشق نبود آنکه در مردم بود　　این فساد از خوردن گندم بود

تا که آن حسن زر اندر وا آمدست — ظاهرش نور اندر دل فرود آمدست
چون شود نور و شود پیدا و خیال — نیست عشق مجازی آن زمان
عشق با مرده نباشد پایدار — عشق را بر حی و بر قیوم دار
عشق ز اوصاف خدای بی نیاز — عاشقی بر غیر او باشد مجاز
هیچ عاشق خود نباشد وصل جو — که نه معشوقش بود جویای او
چون درین دل برق مهر دوست جست — اندر آن دل دوستی میدان که هست
هیچ بانگ کف زدن ناید بدر — از یکی دست تو بی دست دگر
تشنگان گر آب جویند از میان — آب هم جوید بعالم تشنگان
هر که عاشق دیدیش معشوق دان — کو به نسبت هست هم این و هم آن
میل معشوقان نهان ست و ستیر — میل عاشق با دو صد طبل و نفیر
عقل جزوی عشق را منکر بود — گرچه بنماید که صاحب سر بود
زیرک و داناست اما نیست نیست — تا فرشته لا نشد آهرمنیست
دیو اگر عاشق شود هم گوی برد — جبرئیلی گشت و آن دیوی بمرد
آتشی از عشق در جان بر فروز — سر بسر فکر و عبارت را بسوز
عشق را صد ناز و استکبار هست — عشق با صد ناز می آید بدست
تو به یک خواری گریزانی ز عشق — تو بجز نامی چه میدانی ز عشق
چون تو عاشق نیستی ای نرگدا — همچو کوهی بیخبر داری صدا
ناف ما بر مهر او ببریده اند — عشق او در جان ما کاریده اند
تا خیال دوست در اسرار ماست — جان گری و جان سپاری کار ماست

ای عدوی شرم و اندیشه بیا — که دریدم پرده شرم و حیا
تن ز مستانه خوش می آمدم — تا ابد ای جان چنین می بایدم

وقت آن آمد که من عریان شوم
جسم بگذارم سراسر جان شوم

وجد

هر چه غیر شورش و دیوانگیست — اندرین ره دوری و بیگانگیست
عشق شورانگیز باید مرد را — تا صلای درد ده این درد را
باز دیوانه شدم من ای طبیب — باز سودائی شدم من ای حبیب
بار دیگر آمدم دیوانه وار — رو رو ای جان زود زنجیری بیار
هین بنه بر پایم آن زنجیر را — که دریدم سلسله تدبیر را
غیر آن زنجیر زلف دلبرم — گر دو صد زنجیر آری بردرم
ما اگر قلاش و گر دیوانه ایم — مست آن ساقی و آن پیمانه ایم
آزمودم عقل دوراندیش را — بعد ازین دیوانه سازم خویش را
زین خرد جاهل همی باید شدن — دست در دیوانگی باید زدن
اوست دیوانه که دیوانه نشد — این عسس را دید و در خانه نشد
ایمنی بگذار و جای خوف باش — بگذر از ناموس و رسوا باش فاش
من چه گویم یک رگم هشیار نیست — شرح آن یاری که او را یار نیست
چون زنم دم کآتش دل تیز شد — شیر هجر آشفته و خون ریز شد

آنکہ او ہشیار خود تند است و مست چون بود چون او قدح گیرد بدست
خاصہ زان بادہ کہ از خم نبیست نے مئی کہ مستیِ آن یک شبی ست
آبِ رحمت بایدت رو پست شو وانگہان خور خمرِ رحمت مست شو
رحمت اندر رحمت آید تا بسر بر یکے رحمت فرو نا اے پسر

قرب و انس

قرب بر انواع باشد اے پسر می‌زند خورشید بر کہسار و در
قرب خلق و رزق بر جملہ ست عام قرب وحی عشق دارند این کرام
گفت پیغمبر کہ معراجِ مرا نیست بر معراجِ یونس اجتبا
آن من بر چرخ و آنِ او نشیب زانکہ قربِ حق برونست از حسیب
قرب نے بالا و پستی رفتن است قربِ حق از قیدِ ہستی رستن است
چونکہ با معشوق گشتی ہمنشیں دفع کن دلالگان را بعد ازین
خوی با او کن کہ خو را آفرید خوبہائے انبیا را پرورید
رو بجز ماہی گرو آخر بجد آں بہ آید کہ کنی خو با احد
آنکہ شد انسش بشاہِ فردِ خویش یافت دریاہائے حلہ در خویش
چون از آن اقبال شیرین شد دہان سرو شد بر آدمی ملکِ جہان
این خبرہا از نظر خود نائبست ہر چہ خبر نیست بہر غائبست

ہر کہ او اندر نظر موصول شد
این خبرہا پیشِ او معزول شد

تسلیم و رضا بالقضا و توکل

شرطِ تسلیم است نے کارِ دراز ‏ ‏ ‏ سو نبود در ضلالت ترکتاز

ہمچو اسماعیل پیشش سر بنہ ‏ ‏ ‏ شاد و خنداں پیشِ تیغش جاں بدہ

تا بماند جانت خنداں تا ابد ‏ ‏ ‏ ہمچو جانِ پاکِ احمد با احد

اے جفاے او ز دولت خوبتر ‏ ‏ ‏ و انتقامِ او ز جاں محبوبتر

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد ‏ ‏ ‏ اے عجب من عاشقِ ایں ہر دو ضد

ناخوشِ او خوش بود بر جانِ من ‏ ‏ ‏ جاں فدائے یارِ دل رنجانِ من

عاشقم بر رنجِ خویش و دردِ خویش ‏ ‏ ‏ بہرِ خشنودیِ شاہِ فردِ خویش

مردہ باید بود پیشِ امرِ حق ‏ ‏ ‏ تا نہ آید زخم از ربّ الفلق

با قضا ہر کہ ستیزہ آورد ‏ ‏ ‏ سرنگوں آید ز خونِ خود خورد

چوں قضا آید فرو پوشد بصر ‏ ‏ ‏ تا نداند عقلِ ما پا را ز سر

با قضا پنجہ مزن ای تند و تیز ‏ ‏ ‏ تا نگیرد ہم قضا با تو ستیز

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود ‏ ‏ ‏ ہر دوا در نفعِ خود گمرہ شود

گر قضا صد بار قصدِ جاں کند ‏ ‏ ‏ ہم قضا جانت دہد درماں کند

در قضا یعقوب چوں بنہاد سر ‏ ‏ ‏ چشم روشن کرد از بوئے پسر

در توکل جبر کہ تسلیم تمام ‏ ‏ ‏ در غم و راحت ہمہ مکرست و دام

نیست کسبے از توکل خوبتر ‏ ‏ ‏ چیست از تسلیم خود محبوبتر

آں توکل کو خلیلانہ ترا ‏ ‏ ‏ تا کند شہراہ قعرِ نیل را

رزق از وی جو مجو از زید و عمر — مستی از وی جو مجو از بنگ و خمر
منعمی زو خواه نی از گنج و مال — نصرت از وی خواه نی از عم و خال
هین از و خواه هین نی از غیر او — آب در یم جو مجو در خشک جو
هست این ایاک نعبد حصر را — در لغت دان از پی نفی ریا
که عبادت مر ترا آریم و بس — طمع یاری هم ز تو داریم و بس
ور بجوئی از دگر هم او دهد — بر کفش میل سخا هم او نهد
بر قضا کم نه بهانه ای جوان — جرم خود را چون نهی بر دیگران
پس قضا حق است و جهد بنده حق — هین مباش اعور چو ابلیس خلق
گفت پیغمبر با واز بلند — با توکل زانوی اشتر ببند
رمز الکاسب حبیب الله شنو — از توکل در سبب کاهل مشو

گر توکل می کنی در کار کن
کسب کن پس تکیه بر جبار کن

زهد و فقر

حق همی خواهد که تو زاهد شوی — تا غرض بگذاری و شاهد شوی
این جهان و ماسوا دانه‌اش آزو — در گریز از دانهای و دام او
لب بتر لقمت وگر آمیخته — آخر اسپست جامه تا دوخته
از عقول و از نفوس پر صفا — پیک می آید بجان کای بی وفا
یارگان پنج روزه یافتی — روز یاران کهن برتافتی

شاد از وی شو مشو از غیر وی ‏— او بهار است و دگرها ماه دی

هر چه غیر اوست استدراج تست ‏— گرچه تخت و ملک تست و تاج تست

صبر کن در فقر و بگذار این ملال ‏— زانکه در فقرست عز ذوالجلال

فقر فخری بهر آن آمد سنی ‏— تا ز طماعان گریزم در غنی

گنجها را در خرابه زان نهند ‏— تا ز حرص اهل عمران وارهند

دیو می ترساندت هر دم ز فقر ‏— همچو کبکش صید کن ای باز صقر

آدمی را عجز و فقر آمد امان ‏— از بلای نفس پر حرص و غمان

نیست قدرت هر کسی را سازوار ‏— عجز بهتر مایهٔ پرهیزگار

فقر ازان رو فخر آمد جاودان ‏— که بتقوی ماند دست نارسان

خضر کشتی را برای آن شکست ‏— کو تواند کشتی از فجار رست

چون شکسته می رهد اشکسته شو ‏— امن در فقرست اندر فقر رو

چونکه شاهی دست یابد بر شهی ‏— بکشدش یا باز دارد در چهی

ور بیابد خسته افتاده را ‏— مرهمش سازد شه و بدهد عطا

راهزن هرگز گدایی را نزد ‏— گرگ گرگ مرده هرگز گزد

زهد و تقوی را گزیدم دین و کیش ‏— زانکه می دیدم اجل را پیش پیش

هر دکان را هست سودای دگر
مثنوی دکان فقرست ای پسر

تقویٰ

هر که ترسید از حق و تقویٰ گزید ترسد از وے جن و انس و هر که دید

چونکه تقویٰ بست دو دست هوا حق گشاید هر دو دست عقل را

پس حواس چیره محکوم تو شد چو خرد سالار و مخدوم تو شد

زاید از لقمه حلال اندر دهان میل خدمت عزم رفتن آنجهان

لقمه کو نور افزود و کمال آن بود آورده کسب حلال

چون ز لقمه تو حسد بینی و دام جهل و غفلت زاید آنرا دان حرام

لقمه تخمست و برش اندیشها لقمه بحر و گوهرش اندیشها

علم و حکمت زاید از لقمه حلال عشق و رقت زاید از لقمه حلال

مرغ با پر می پرد تا آشیان پر مردم همت ست اے مردمان

باز اگر باشد سپید و بے نظیر چونکه صیدش موش باشد شد حقیر

عفو باشد لیک کو فردا امید که بود بنده ز تقوے روسپید

دزد را گر عفو باشد جان برد
کے وزیر و خازن مخزن شود

خوف و رجا

چونکه بد کردی بترس ایمن مباش زانکه تخمست و برویاند خداش

بارها را می کند حق آشکار چون لے بکرد او پر ست تخم بدکار

چندگاہے او بپوشاند کہ تا | آید آخر زاں پشیمانی ترا
ہر کہ ترسد مرورا ایمن کنند | مرد دل ترسندہ را ساکن کنند
لاتخافوا ہست نزلِ خایفاں | ہست درخور از برائے خائفاں
خوف آنکس راست کورا خوف نیست | قصۂ آنکس راکش اینجا طوف نیست
از کرم داں ایں کہ مے ترساندت | تا بملک ایمنی بنشاندت
ایں رجا و خوف در پردہ بود | تا پسِ پردہ چہ پروردہ بود
حق ہمے خواہد کہ ہر میر و اسیر | با رجا و خوف باشند و حذیر
انبیا گفتند نومیدی بدست | فضل و رحمتہائے ربی بیحد است
از چنیں محسن نشاید نا امید | دست در فتراکِ ایں رحمت زنید
بعد نومیدی بسے امیدہاست | از پسِ ظلمت بسے خورشیدہاست
ہیں چرا خشکی کہ اینجا چشمہاست | ہیں چرا دردی کہ اینجا صد دواست
یا نمیدانی کرمہائے خدا | کہ ترا می خواند آں سو کہ بیا
ناامیدی را خدا گردن زدست | چوں گنہ مانند طاعت آمدست
تو مگو ما را بداں شہ بار نیست | با کریماں کارہا دشوار نیست
نے مشو نومید و خود را شاد کن | پیش آں فریادرس فریاد کن

کوئے نومیدی مرو امیدہاست
سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست

صدق مقال و حسنِ گفتار

جوہر صدقت خفی شد در دروغ ہمچنانکہ روغن اندر متن دوغ
در حدیث راست آرام دل ست راستیہا دانۂ دام دل ست
دل بنیارآمد زگفتار دروغ ، زاب روغن ہیچ نفروزد فروغ
صدق مے خواہد گواہ حال او تا بتابد نور او بے گفتگو
برق و قہر روے خوب صادقیں تن فنا شد وآں بجا تا یوم دیں
رنگ صدق و رنگ تقوی و یقیں تا ابد باقی بود بر عابدیں
دل بیارآمد زگفتارِ صواب آنچناں کہ تشنہ آرامد بآب
بوے صدق و بوئے کذب گول گیر ہست پیدا در نفس چوں مشک و سیر
گر بیان نطق کاذب نیز ہست لیک بو از صدق و کذبش مخبر ست
آدمی مخفیست در زیر زباں ، ایں زباں پردہ ست بر درگاہِ جاں
زیں مثل فرمود احمد در مقال در زباں پنہاں بود حسنِ رجال
بیگماں کہ ہر زباں پردہ دلست چوں بجنبد پردہ سرہا واصل ست

گر خدا خواہد کہ پوشد عیب کس
کم زند در عیب معیوباں نفس

اخلاقِ حسنہ

من نہ دیدم در جہانِ جستجو ، ہیچ اہلیت بہ از خوئے نکو ،

ور عدو باشد همین احسان نکوست
کہ باحسان بس عدو گشتست دوست

ورنہ گردد دوست کینش کم شود
زانکہ احسان کینہ را مرہم شود

پس بدانکہ صورتِ خوب و نکو
با خصالِ بد نیرزد یک تسو

ور بود صورت حقیر و ناپذیر
چون بود خُلقش نکو در پاش میر

صورتش دیدی ز معنے غافلی
از صدف دُر را گزین گر عاقلی

خلق نیکو وصفِ انسانی بود
آدمی با خلق بد حیوان شود

خلق نیک آمد صراط المستقیم
شد مثال خلقِ بد نار جحیم

چون شود اخلاق و اوصافت نکو
ہشت جنت خود توئی اے نیک خو

گر گرفتار صفاتِ بد شدی
ہم تو دوزخ ہم عذاب سرمدی

ہر کہ دارد در جہان خلق نکو
مخزنِ اسرار حق شد جان او

جملۂ اخلاق و اوصاف اے پسر
ہر زمان گردد ممثّل در صور

گاہ نارت می نماید گاہ نور
گاہ دوزخ گاہ جنات است و حور

آنچہ گفتم ہست از عین الیقین
نے ز استدلال و تقلید ست این

صبر

صد ہزاران کیمیا حق آفرید
کیمیائے ہمچو صبر آدم ندید

گفت پیغمبر خدااش ایمان نداد
ہر کرا نبود صبوری در نہاد

کہ ز شیطان است تعجیل و شتاب
لطف رحمان است صبر و احتساب

صبر همچو پل صراط آنسو بهشت — هشت با هر خوب یک لالای زشت

تو چه دانی ذوقِ صبر اے شیشه دل — خاصه صبر از بهر آں نقشِ چگل

هفت سال ایوب با صبر و رضا — در بلا خوش بود با ضیفِ خدا

هر کرا بینی یکے جامه درست — وانکه او آں را بصبر و کسب جست

با سیاستهاے جاہل صبر کن — خوش مدارا کن بعقل من لدن

صبر را با حق قریں کن اے فلاں — آخرِ والعصر را آگه بخواں

عاقبت جوینده یابنده بود — که فرج از صبر زاینده بود

چونکه قسّام اوست کفر آمد گله
صبر باید صبر مفتاح الصله

قناعت

گفت پیغمبر قناعت چیست گنج — گنج را تو وا نمی دانی ز رنج

ایں قناعت نیست جز گنجِ رواں — تو مزن لاف از غم و رنجِ رواں

از قناعت هیچکس بیجاں نشد — وز حریصی هیچکس سلطاں نشد

عاقل اندیشش و نقصاں نگرد — زانکه ایں هر دو چو سیلے بگذرد

اندریں عالم هزاراں جانور — میزید خوش عیش بے زیر و زبر

حاش لله طمعِ من از خلق نیست — از قناعت در دلِ من عالمیست

از طمع هرگز نخواهم من فسول
اے بسا طمع را کرده ام من سرنگول

شکر

شکر منعم واجب آمد در خرد — ورنه بگشاید درِ خشم ابد
شکر نعمت نعمت افزوں مے کند — صد ہزاراں گل ز خارے سر کند
شکر جانِ نعمت و نعمت چو پوست — زانکه شکر آرد ترا تا کوئے دوست
نعمت آرد غفلت و شکر انتباه — صید نعمت کن بدامِ شکر شاه
گم شد از بے شکر خوبی و ہنر — که دگر ہرگز نه بینے زاں اثر
شکر کن مظلومی و ظالم نه — ایمن از فرعونی و ہر فتنه
رحمت مادر اگرچه از خداست — خدمت او ہم فریضه ست و سزاست
ترک شکرش ترک شکر حق بود — حق او لاشک بحق ملحق بود
شکر از شکر فزاید شد یقیں — چوں باحساں کرد توفیقش قریں
شکر احسان ترا چوں سر کنم — اندریں ره گو قدم از سر کنم
جان و گوش و چشم و ہوش و پا و دست — جمله از دریائے احسانت پراست
اینکه شکر نعمتِ تو مے کنم — اینہم از تو نعمتے شد منعمم

شکر آں شکر از کجا آرم بجا
من کیم از نعمت توفیق اے خدا

سخاوت

ایں سخا شاخیست از سرو بہشت — وائے او کز کف چنیں شاخے بہشت

می برد شاخ سخا اے خوب کیش — مر ترا بالا کشاں تا اصل خویش
گفت پیغمبر که دائم بهر پند — دو فرشته خوش منادی می کنند
کاے خدایا منفقاں را سیر دار — هر درمشاں را عوض ده صد هزار
واے خدایا ممسکاں را در جہاں — تو مده الا زیاں اندر زیاں
گر نماند از جود در دستِ تو مال — کے کند فضل الٰہ پائمال
هر که کارد گردد انبارش تهی — لیک اندر مزرعه باشد بهی
غلِ بخل از دست و گردن دور کن — بختِ نو در یاب از چرخ کہن
لب به بند و کف پر از زر برکشا — بخل تن بگذار و پیش آور سخا
ترک لذتها و شهوتها سخاست — هر که در شهوت فروشد برنخاست
اقرضوا الله قرض ده زیں برگ تن — تا بروید در عوض از دل چمن

قرض ده کم کن ازیں لقمہ تفت
تا نماید وجه لا عین رأت

شفقت علی الخلق

خیر کن با خلق بہر ایزدت — تا بیابی راحت جان خودت
همچنیں اندیشه گیری تا به پیل — ست عیال الله و حق نعم المعیل
بر بدیہائے بداں رحمت کنید — بر منی و خویش بیں لعنت کنید
سبق رحمت بر غضب هست اے فتےٰ — لطف غالب بود در وصفِ خدا
بندگان دارند لابد خوئے او — مشکہا شاں پر ز آبِ جوئے او

آں رسولِ حق قلاوُزِ سلوک
گفت الناس علیٰ دینِ الملوک

زاں بیاوردا ولیا را بزمیں
تا کنند شاں رحمۃٌ للعالمین تو

گفت پیغمبر کہ رحم آرید بر
حالِ من کان غنیا فافتقر

گفت پیغمبر کہ با ایں سرگروه
رحم آرید ار ز شہر اند ار زکوه

آں کہ او بعد از عزیزی خوار شد
واں توانگر ہم کہ بے دینار شد

آنچہ بر تو خواه آں باشد پسند
بر دگر کس آں کن از رنج و گزند

دست دادستت خدا کارے بکن
نیکیے کن یاری یاری بکن

حسنِ ظن

ظنِ نیکو بر برا خوانِ صفا
گرچہ آید ظاہر از ایشاں جفا

شفقتے کر کر دجور از امتحاں
عقل باید کو نباشد بدگماں

ہیں ز بد ناماں نباید ننگ داشت
گوش بر اسرار شاں باید گماشت

ہیچ کافر را بخواری منگرید
کہ مسلماں زفتنش باشد امید

چہ خبر داری ز ختمِ کار او
کہ بگردانی از و یکبارہ رو

درمیانِ بحر اگر بنشستہ ام
طمع در آبِ سبو ہم بستہ ام

عدل

عدل چه بود وضع اندر موضعش — ظلم چه بود وضع در نا موضعش
عدل چه بود آب ده اشجار را — ظلم چه بود آب دادن خار را
حق تعالیٰ عادلست و عادلان — کی کنند استمگری بر بیدلان
عدل وضع نعمتی بر موضعش — نی بهر موضع که باشد آب کش
عدل آری برخوری جفّ القلم — ظلم آری مدبری جفّ القلم

عدل فرمودست بدتر را بتر
هر که ظالم تر چهش پر هول تر

ادب

از ادب پر نور گشتست این فلک — از ادب معصوم و پاک آمد ملک
از خدا جوئیم توفیق ادب — بی ادب محروم گشت از لطف رب
آن گروهی کز ادب بگریختند — آب مردی و آب مردان ریختند
بی ادب تنها نه خود را داشت بد — بلکه آتش در همه آفاق زد
گر چه شه با تو نشیند بر زمین — خویش را بشناس و نیکوتر نشین
دل نگهدارید ای بی حاصلان — در حضور حضرت صاحبدلان
پیش اهل دل ادب بر باطن ست — زانکه دل شان بر سرائر فاطن ست
جز خضوع و بندگی و اضطرار — اندر آن حضرت ندارد اعتبار

پیش بینایاں کنی ترکِ ادب
نارِ دوزخ را ازاں گشتی حطب

اخلاص

از علی آموز اخلاصِ عمل / شیرِ حق را داں مطہّر از دغل
گفت من تیغ از پئے حق میزنم / بندۂ حقم نہ ماموّرِ تنم
شیرِ حقم نیستم شیرِ ہوا / فعلِ من بر دینِ من باشد گوا
کہ نیم کوہم ز صبر و حلم و داد / کوہ را کے در رباید تند باد
آں کہ از بادے رود از جا خسیست / زانکہ بادِ ناموافق خود بسیست
بادِ کبر و بادِ عجب و بادِ خشم / برد او را کو نبود از اہلِ علم
چوں در آمد علتے اندر غزا / تیغ را دیدم نہاں کردن سزا
تا احبّ للہ آید نامِ من / تا کہ ابغض للہ آید کامِ من
تا کہ اعطے للہ آید جودِ من / تا کہ امسک للہ آید بودِ من
بخلِ من للہ عطا للہ و بس / جملہ للہ ام نیم من آں کس
کار او دارد کہ حق را شد مرید / بہر کارے اوز ہر کارے برید
ذوق باید تا دہد طاعات بر / مغز باید تا دہد دانہ شجر
دانۂ بے مغز کے گردد نہال / صورتِ بے جاں نباشد جز خیال
میکند طاعات و افعالِ سنی / لیک یک ذرہ ندارد چاشنی
طاعتش نغزست و معنے نغز نے / جوز ہا بسیار و در وے مغز نے

ما دریں انبار گندم می کنیم | گندم جمع آمده گم می کنیم
می نیندیشیم ما جمع و حوش | کیں خلل در گندم ست از مکر موش
موش تا انبار ما حفره زدست | وز فنش انبار ما خالی شدست
اول اے جاں دفع شرِ موش کن | وانگہاں در جمع گندم جوش کن
بشنو از اخبار آں صدر صدور | لا صلوٰة تمّ الا بالحضور
گر نہ موشے دزد در انبار ماست | گندمِ اعمال چل سالہ کجاست

ریزہ ریزہ صدق ہر روزے چرا
جمع می ناید دریں انبار ما

باب پنجم

بیان اخلاق رذیلہ و مضرات طریق

بیان اخلاق رذیلہ

گر گرفتارِ صفاتِ بد شدی | ہم تو دوزخ ہم عذابِ سرمدی
مایۂ دوزخ چہ باشد خلقِ بد | خلق بد آمد براہِ دوست سد
چوں ز عادت گشت محکم خوے بد | خشمت آید از کسے کو وا کشد
چوں خلافِ خوی تو گوید کسے | کینہا خیزد ترا با او بسے

چونکہ تو گلخوار گشتی ہر کہ او — وا کشد از گل ترا باشد عدو

چوں مزاج آدمی گلخوار شد — زرد و بدرنگ و سقیم و خوار شد

خاربن داں ہر یکے خوئے بدت — بارہا در پاے خار آخر زدت

بارہا از خوے خود خستہ شدی — حس نداری سخت بے حس آمدی

بود شخصے بس درشت و بدسخن — درمیان رہ نشاندہ او خاربن

رہگذریانش ملامت گر شدند — بس بگفتندش بکن آں را نکند

ہر دمے آں خاربن افزوں شدے — پائے خلق از زخم آں پرخوں شدے

چوں بجد حاکم بدو گفتے بکن — گفت آرے برکنم روزیش من

مدتے فردا و فردا وعدہ داد — شد درخت خار او محکم نہاد

تو کہ میگوئی کہ فردا ایں بداں — کہ بہر روزے کہ مے آید زماں

آں درخت بد جواں تر مے شود — ویں کنندہ پیر و مضطر مے شود

خاربن در قوت و برخاستن — خارکن در پیری و در کاستن

آں جواں تر مے شود تو پیرتر — زود باش و روزگار خود مبر

یا تبر برگیر و مردانہ بزن تو — تو علی وار ایں درِ خیبر بکن

یا بگلبن وصل کن ایں خار را — وصل کن با نورِ یار ایں نار را

تا کہ نور او کشد نار ترا

وصل او گلشن کند خار ترا

کبر و عجب

علتے بدتر ز پندارِ کمال
نیست اندر جانت اے مغرور حال

زاں نمی پرد بسوے ذوالجلال
کو گمانے مے برد خود را کمال

از دل و از دیدہ اُت بس خوں رود
تا ز تو ایں معجبی بیروں رود

علت ابلیس انا خیرٌ بدست
ویں مرض در نفس ہر مخلوق ہست

ترہات از دعوی و دعوت مگو
رو سخن از کبر و از نخوت مگو

کبر زشت و از گدایاں زشت تر
روز سرد و برف آنگہ جامہ تر

چند دعوی و دم باد بروت
اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت

ابتدائے کبر و کیں از شہوت ست
راسخی شہوتت از عادت ست

زلت آدم ز اشکم بود و باہ
واں ابلیس از تکبر بود و جاہ

لاجرم او زود استغفار کرد
واں لعیں از توبہ استکبار کرد

توبہ آں فخر آوری کز ترس و بند
چاپلوست کرد مردم روز چند

ہر کرا مردم سجودے مے کنند
زہر اندر جان او مے آگنند

چوں سرے پیچد ز ہر تو شد مدبرے
از طریقے بلکہ ہم بخشیدہ سرے

بعد یکدم زہر [illegible] باشش [illegible]
زہر [illegible] جانش [illegible] وستد

اے [illegible] آں را کہ زلت [illegible]
وائے آں کز سرکشی شد خوئے او

[illegible]
[illegible] ز اہا دل [illegible]

[illegible]
[illegible] ا [illegible] شکست

این فروعست و اصولش آن بود — کز ترفّع شرکت یزدان بود

چه خود شناس و در بلا صبر — تا نیفتی در نشیب شور و شر

خود چه باشد پیش نور مستقر — کرد و فرّا افتخار بوالبشر

گوشت پاره آلتِ گویائے او — پیه پاره منظرِ بینائے او

مسمع او آں دو پاره استخواں — مدرکش دو قطره خوں بے خیال

کرمکی و از قذر ہم گندہ — طمطراقے در جہاں افگندہ

خویش بیں چوں از کسے جرمی بدید — آتشے در سینہ زد دوزخ شدید

حمیت دیں خواند او آں کبر را — ننگرد در خویشتن نفس گبر را

حمیت دیں را نشانے دیگرست — که از آں آتش جہانے اخضرست

گوئے حق شاں گر شمار و شکر ید — در سینه کاراں مقبل هنگرید

شکر گوئید اے سپاه و چاکراں
رستہ اید از شہوت و از مثل آں

ریا و نفاق

چند حرف طمطراق و کار و بار — کار و بار خود بیں و شرم دار

تو بنام حق فریبی مرد را — تا کنی رسوائے شور و شر مرا

در حدیث آمد که تسبیح از ریا — ہمچو سبزه گولخن داں اے کیا

گفت پیغمبر به یک صاحب ریا — صل انک لم تصل یا فتیٰ

از برائے چار رکعت ہیں تو ہا — آمد اندر سر نماز اید ناہ

کین نمازم را میامیز اے خدا / با نماز ضالین و اہلِ ریا

آں مرائی در صلوٰۃ و در صیام / می نماید جد و جہدے بس تمام

تا گماں آید کہ او مست ولاست / چوں حقیقت بنگری غرقِ ریاست

خواجہ پندارد کہ طاعت مے کند
بیخبر کز معصیت جاں مے کند

آں منافق با موافق در نماز / از پئے استیزہ آید نے نیاز

در نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ / با منافق مومناں در برد و مات

مومناں را برد باشد عاقبت / بر منافق مات اندر آخرت

چند صورت آخر اے صورت پرست / زانکہ معنے در بر صورت پرست

گر بصورت آدمی انساں بدے
احمد و بوجہل پس یکساں بدے

شہوت

مارِ شہوت را بکش در ابتدا / ورنہ اینک گشت مارت اژدہا

کاں تفِ خورشیدِ شہوت بر زند / آں خفاشش مردہ ریگت پر زند

بندۂ شہوت ندارد او خلاص / جز بفضلِ ایزد و انعام خاص

ز آتشِ شہوت نسوزد اہلِ دیں / باقیاں را بردہ تا قعرِ زمیں

آفتِ دیں در ہوا و شہوت است / ورنہ اینجا شربت اندر شربت است

نارِ شہوت می نیارامد بآب / زانکہ دارد طبعِ دوزخ در عذاب

رستم ار چه با سر و سبلت بود ‌‌ ‌ دام پا گیرش یقین شهوت بود

ترک خشم و شهوت و حرص آوری ‌ ‌ ‌ هست مردی و رگ پیغمبری

خشم و شهوت مرد را احول کند ‌ ‌ ‌ ز استقامت روح را مبدل کند

عقل ضد شهوت است ای پهلوان
آنکه شهوت می تند عقلش مخوان

حرص و طمع

حرص تو چون آتش است اندر جهان ‌ ‌ ‌ باز کرده بهر خوردن صد دهان

حرص کورت کرد و محرومت کند ‌ ‌ ‌ دیو همچو خویش مرجومت کند

حرص کور و احمق و نادان کند ‌ ‌ ‌ مرگ را بر احمقان آسان کند

حرص نابیناست بیند مو بمو ‌ ‌ ‌ عیب خلقان و بگوید کو بکو

عیب خود یک ذره چشم کور او ‌ ‌ ‌ می نه بیند گرچه هست او عیب جو

بارها در دام حرص افتادهٔ ‌ ‌ ‌ حلق خود را در بریدن دادهٔ

حرص و شهوت مرد را احول کند ‌ ‌ ‌ ز استقامت روح را مبدل کند

صد حکایت بشنود مدهوش حرص ‌ ‌ ‌ در نیاید نکتهٔ در گوش حرص

بند بگسل باش آزاد ای پسر ‌ ‌ ‌ چند باشی بند سیم و بند زر

گر بریزی بحر را در کوزهٔ ‌ ‌ ‌ چند گنجد قسمت یک روزهٔ

کوزهٔ چشم حریصان پر نشد ‌ ‌ ‌ تا صدف قانع نشد پر در نشد

صاف خواهی چشم عقل و سمع را ‌ ‌ ‌ بر دران تو پرده های طمع را

هر کرا باشد طمع الکن بود | با طمع کی چشم دل روشن بود
پیش کافی کردن و حرص آوری | کفر باشد پیش خوان مهتری
پیش چشم او خیال جاه و زر | همچنان باشد که مو اندر بصر

هر کرا جامه ز عشقی چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد

حسد

عقبه زین صعب تر در راه نیست | ای خنک آنکش حسد همراه نیست
این جسد خانه حسد آمد بدان | کز حسد آلوده باشد خاندان
خانمان از حسد گردد خراب | بادشاهی از حسد گردد خراب
یوسفان از مکر اخوان در چهند | کز حسد یوسف بگرگان می دهند
وز حسد گیرد ترا در ره گلو | وز حسد ابلیس را باشد غلو
کو ز آدم ننگ دارد از حسد | با سعادت جنگ دارد از حسد
آن شیاطین خود حسود کهنه اند | یک زمان از رهزنی خالی نیند
چون کنی بر بی حسد مکر و حسد | زان حسد دل را سیاهیها رسد
هر کسی کو از حسد بینی کند | خویشتن بی گوش و بی بینی کند
آن ابوجهل از محمد ننگ داشت | وز حسد خود را به بالا می فراشت
بوالحکم نامش بد و بوجهل شد | ای بسا اهل از حسد نااهل شد
هر کرا باشد مزاج و طبع سست | او نخواهد هیچکس را تندرست

زانکہ ہر بدبخت خرمن سوختہ — می نخواہد شمع کس افروختہ

ہر کرا دید او کمال از چپ و راست — از حسد قولنجش آمد درد خاست

ہین کمالے دست آور تا تو ہم — از کمالے دیگراں نافتی بغم

ہاں وہاں ترک حسد کن با شہاں — ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں

از خدا مے خواہ دفع ایں حسد — تا خدایت وارہاند از جسد

گر جسد خانۂ حسد آمد ولیک — آں جسد را پاک کرد اللہ نیک

پر طاؤست مبین و پاے بین — تا کہ سوء العین نماید بہ کمین

خاک شو مردانِ حق را زیر پا
خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

خشم

ترکِ خشم و شہوت و حرص آوری — ہست مردی و رگ پیغمبری

خشم و شہوت مرد را احول کند — ز استقامت روح را مبدل کند

کظم غیظ است اے پسر خط اماں — خشم حق یاد آور و درکش عناں

گفت عیسےٰ را یکے ہشیار سر — چیست در ہستی ز جملہ صعب تر

گفتش اے جاں صعب تر خشم خدا — کہ ازاں دوزخ ہمے لرزد چو ما

گفت زاں خشم خدا چہ بود اماں
گفت ترک خشم خویش اندر زماں

ظلم

ظلم چہ بود وضع در نا موضعے — کہ نباشد جز بلا را منبعے

ہیں جفا را ہم جفا جف القلم — واں وفا را ہم وفا جف القلم

اے کہ تو از جاہ ظلمے مے کنی — از برائے خویش چاہے مے کنی

ایں ندانی کز پئے چہ مے کنی — ہمدراں چہ عاقبت خود افگنی

چاہ مظلم گشت ظلم ظالماں — اینچنیں گفتند جملہ عالماں

ہر کہ ظالم تر چہش پر ہول تر — عدل فرمودست بدتر را بتر

اے زنندہ بے گناہاں را قفا — در قفائے خود نمی بینی چرا

تو مرا چوں برہ دیدی بے شباں — تو گماں بردی ندارم پاسباں

خارسے دارم کہ ملکش مے سزد — داند او بادے کہ با من مے وزد

گر ضعیفے در زمیں خواہد اماں — غلغل افتد در سپاہ آسماں

گر بنالد آسماں گریاں شود — ور بگرید چرخ یا رب خواں شود

تا دلِ مرد خدا نامد بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

جاہ و مناصب و طلب شہرت

آنچہ منصب مے کند با جاہلاں — از فضیحت کے کند صد ارسلاں

حرص بد یکتاست ایں پنجاہ تاست — حرص و شہوت مار و منصب اژدہاست

حرص بد از شہوت حلق ست و فرج
در ریاست لست چند اینش ویح

مال و منصب تا کسے آرد بدست
طالب رسوائے خویش او شدہ ست

یا کند بخل و عطا با کم دہد
یا سخا آرد بہ ناموضع نہد

سروری را کم طلب درویش بہ
بار خود بر کس منہ بر خویش نہ

فتنہ زشت است این پر طاؤسیت
کاشتراکت باید و قدوسیت

ہست الوہیت ردائے ذوالجلال
ہر کہ در پوشد برو گردد وبال

تاج از آن اوست آن مالک
وائے او کز حد خود دارد گذر

گرد حق ناموس را صد من حدید
اے بسا بستہ بہ بند ناپدید

بند پنہاں لیکن از آہن تبر
بند آہن را کند پارہ تبر

اے عجب این بند پنہان گران
عاجز از تکسیر آن آہنگران

استوار حلق بند محکم است
ور رہ این از بند آہن کے کم است

دانہ باشی مرغکانت برچنند
غنچہ باشی کودکانت برکنند

دانہ پنہاں کن بکلی دام شو
غنچہ پنہاں کن گیاہ بام شو

ہر کہ داد او حسن خود را در مزاد
صد قضائے بد سوئے او رو نہاد

دشمناں او را ز غیرت مے درند
دوستانش ہم ز رشک [illegible]

اینش گوید من شوم ہمراز تو
آنش گوید [illegible]

اینش گوید در جہاں منتش بود
در جہاں [illegible] قفس [illegible]

او چو بیند خلق را مست خویش
[illegible]

لطف در سالوس پنہاں خوش لقا نیست

آتشے پنہاں و دودش آشکار ‌‌‌‌ — دود او ظاہر شود پایانِ کار

تو نگو کاں مدح را من کے خورم — از طمع مے گوید او من پے برم

مادحت گر ہجو گوید بر ملا — روزہا سوزد دلت زاں سوزہا

چوں ز مدحے اینچنیں دل خوں شوی — دانمت کز مدح ہم افزوں شوی

جانور فربہ شود لیک از علف — آدمے فربہ ز عز است و شرف

آدمے فربہ شود از راہِ گوش — جانور فربہ شود از حلق و نوش

نفس از ایں مدحہا فرعون شد — کن ذلیل النفس ہونًا لا تسد

بیخ و شاخِ ایں ریاست را اگر
بازگویم دفترے باید دگر

طلبِ دنیا

بر محالے جست کو دنیا بجست — نیک حالے جست کو عقبیٰ بجست

فکرہا در کسبِ دنیا بارد است — فکرہا در ترکِ دنیا وارد است

انبیا را کار عقبیٰ اختیار — جاہلاں را کار دنیا اختیار

زانکہ ہر مرغے بسوئے جنس خویش — مے پرد او در پسِ جاں پیش پیش

گر ببینی میل خود سوئے سما — پرِ دولت برکشا ہمچو ہما

گفت دنیا لہو و لعب است و شما — کودکید و راست فرماید خدا

خلق اطفال اند جز مستِ خدا — نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا

از لعب بیروں نرفتی کودکی — بے زکوٰۃ روح کے باشی زکی

هرچه از وی شاد گردی در جهان — از فراق آن بیندیش این زمان
زانچه گشتی شاد بس کس شاد شد — آخر از وی جست و همچو باد شد
از تو هم بجهد تو دل بر وی منه — پیش کو بجهد تو خود از وی بجه
این جهان زندان و ما زندانیان — حفره کن زندان و خود را وا رهان
مرغ کو اندر قفس زندانی است — می نجوید رستن از نادانی است
زر به از جانست پیش ابلهان — زر نثار جان بود پیش شهان
ترک دنیا هر که کرد از زهد خویش — بیش آمد پیش او دنیا و بیش
چیست دنیا از خدا غافل بدن — نی قماش و نقره و فرزند و زن
مال را گر بهر دین باشی حمول — نعم مال صالح گفت آن رسول

مرد باش و سخرهٔ مردان مشو
رو سر خود گیر و سرگردان مشو

باب ششم

خلاصهٔ حکایات

حکایت بادشاه و کنیزک رنجور

بود شاهی در زمانی پیش ازین — ملک دنیا بودش و هم ملک دین

اتفاقاً شاه شد روزی سوار
با خواص خویش از بهر شکار

یک کنیزک دید او بر شاه راه
شد غلام آن کنیزک جان شاه

مرغ جانش از قفس چون می‌طپید
داد مال و آن کنیزک را خرید

چون خرید او را و برخوردار شد
آن کنیزک از قضا بیمار شد

شه طبیبان جمع کرد از چپ و راست
گفت جان هر دو در دست شماست

جمله گفتندش که جان بازی کنیم
فهم گرد آریم و انبازی کنیم

هر یکی از ما مسیح عالمی ست
هر الم را در کف ما مرهمی ست

گر خدا خواهد نگفتند از بطر
پس خدا بنمودشان عجز بشر

هر چه کردند از علاج و از دوا
گشت رنج افزون و حاجت ناروا

آن کنیزک از مرض چون موی شد
چشم شاه از اشک خون چون جوی شد

شه چو عجز آن حکیمان را بدید
پابرهنه جانب مسجد دوید

چون برآورد از میان جان خروش
اندر آمد بحر بخشایش بجوش

در میان گریه خوابش در ربود
دید در خواب او که پیری رو نمود

گفت ای شه مژده حاجاتت رواست
گر غریبی آیدت فردا ز ماست

چونکه در آید حکیمی حاذق ست
صادقش دان کو امین و صادق ست

در علاجش سحر مطلق را ببین
در مزاجش قدرت حق را ببین

چون رسید آن وعده گاه و روز شد
آفتاب از شرق اختر سوز شد

دید شخصی فاضلی پر مایهٔ
آفتابی در میان سایهٔ

می‌رسید از دور مانند هلال
نیست بود و هست بر شکل خیال

شه بجای حاجبان در پیش رفت / پیش آن مهمان غیب خویش رفت

پرس پرسان می کشیدش تا بصدر / گفت گنجی یافتم آخر بصبر

قصهٔ رنجور و رنجوری بخواند / بعد از آن در پیش رنجورش نشاند

رنگ روو نبض و قاروره بدید / هم علاماتش و هم اسبابش شنید

دید رنج و کشف شد بر وی نهفت / لیک پنهان کرد و با سلطان نگفت

دید از زاریش کو زار دلست / تن خوشست و او گرفتار دلست

گفت ای شه خلوتی کن خانه را / دور کن هم خویش و هم بیگانه را

خانه خالی کرد و یک دیار نی / جز طبیب و جز همان بیمار نی

دست بر نبضش نهاد و یک بیک / باز می پرسید از جور فلک

نرم نرمک گفت شهر تو کجاست / که علاج اهل هر شهری جداست

زان کنیزک بر طریق داستان / باز می پرسید حال دوستان

با حکیم او رازها می گفت فاش / از مقام و خواجگان و شهرتاش

سوی قصه گفتنش می داشت گوش / سوی نبض و جستنش میداشت هوش

شهر شهر و خانه خانه قصه کرد / نی رگش جنبید و نی رخ زرد گشت

نبض او بر حال خود بد بی گزند / تا بپرسید از سمرقند چو قند

نبض جست و روی سرخ و زرد شد / کز سمرقندی زرگر فرد شد

گفت شه با زرگر آن کم آشنا آورید / خواجه زرگر در آن شهر هم پدید

زر بر خود داشت ساه و فروخت / چون بگفت این رازش شه برفروخت

چون ز رنجور آن حکیم این راز یافت / اصل آن درد و بلا را باز یافت

گفت آنگہ آں حکیم باصواب | آں کنیزک را کہ رستی از عذاب
شاد باش و فارغ و ایمن کہ من | آں کنم با تو کہ باراں با چمن
بعد ازاں برخاست و عزم شاہ کرد | شاہ را زاں شمہ آگاہ کرد
گفت تدبیر ایں بود کاں مرد را | حاضر آریم از پئے ایں درد را
پس فرستاد آں طرف یک دو رسول | حاذقان و کافیان و بس عدول
مرد مال و خلعت بسیار دید | غرہ شد از شہر و فرزنداں برید
اسپ تازی برنشست و شاد تاخت | خونبہائے خویش را خلعت شناخت
چوں رسید از راہ آں مرد غریب | اندر آوردش بپیش شہ طبیب
شاہ دید او را بسے تعظیم کرد | مخزن زر را بدو تسلیم کرد
پس بفرمودش کہ برسازد ز زر | از سوار و طوق و خلخال و کمر
شہ بدو بخشید آں مہروی را | جفت کرد آں ہر دو صحبت جوی را
مدت شش ماہ میراندند کام | تا بصحت آمد آں دختر تمام
بعد ازاں از بہر او شربت بساخت | تا بخورد و پیش دختر میگداخت
چوں ز رنجوری جمال او نماند | جان دختر در وبال او نماند
چونکہ زشت و ناخوش و رخ زرد شد | اندک اندک در دل او سرد شد
عشقہائے کز پئے رنگے بود | عشق نبود عاقبت ننگے بود

عشق با مردہ نہ باشد پائیدار
عشق را باحی و با قیوم دار

داستان بادشاہ جہود و وزیر کیاد

بود شاہے در جہوداں ظلم ساز — دشمنِ عیسیٰ و نصرانی گداز

صد ہزاراں مومن مظلوم کشت — کہ پناہم دینِ موسیٰ را و پشت

آں وزیرے داشت گبر و عشوہ دہ — کو بر آب از مکر بر بستے گرہ

گفت ترسایاں پناہِ جاں کنند — دینِ خود را از ملک پنہاں کنند

کم کش ایشاں را کہ کشتن سود نیست — دیں ندارد بوئے مشک و عود نیست

شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست — چارہ ایں مکر و ایں تزویر چیست

تا نماند در جہاں نصرانیے — نے ہویدا دیں و نے پنہانیے

گفت اے شہ گوش و دستم را ببر — بینیم بشگاف و لب در حکم مر

بعد ازاں در زیرِ دار آور مرا — تا بخواہد یک شفاعت گر مرا

بر منادی گاہ کن ایں کار تو — بر سرِ راہے کہ باشد چار سو

آنگہم از خود براں تا شہر دور — تا در اندازم در ایشاں شر و شور

چوں شوند آں قوم از من دیں پذیر — کار ایشاں سر بسر شوریدہ گیر

تا بدستِ خویش خونِ خویشتن — بر زمیں ریزند کوتہ شد سخن

کرد با وے شاہ آں کارے کہ گفت — خلق حیراں ماند زاں رازِ نہفت

کرد رسوایش میانِ انجمن — تا کہ واقف شد ز حالش مرد و زن

راند او را جانبِ نصرانیاں — کرد در دعوت شروع او بعد ازاں

دل بدو دادند ترسایاں تمام — خود چہ باشد قوتِ تقلیدِ عام

قوم عیسی را بد اندر دار و گیر — حاکمانشان ده امیر و دو امیر

اعتماد جمله بر گفتار او — اقتدای جمله بر رفتار او

ساخت طوماری بنام هر یکی — نقش هر طومار دیگر مسلکی

در یکی راه ریاضت را و جوع — رکن توبه کرده و شرط رجوع

در یکی گفته ریاضت سود نیست — اندرین ره مخلصی جز جود نیست

در یکی گفته که جوع و جود تو — شرک باشد از تو با معبود تو

جز توکل جز که تسلیم تمام — در غم و راحت همه مکرست و دام

در یکی گفته که واجب خدمتست — ورنه اندیشهٔ توکل تهمتست

زین نمط زین نوع ده طومار و دو — بر نوشت آن دین عیسی را عدو

چون وزیر ماکر بد اعتقاد — دین عیسی را بدل کرد از فساد

مکر دیگر آن وزیر از خود ببست — وعظ را بگذاشت و در خلوت نشست

در مریدان در فکند از شوق سوز — بود در خلوت چهل پنجاه روز

خلق دیوانه شدند از شوق او — از فراق حال و قال و ذوق او

آن وزیر از اندرون آواز داد — کای مریدان از من این معلوم باد

که مرا عیسی چنین پیغام کرد — کز همه خویشان و یاران باش فرد

الوداع ای دوستان من مرده‌ام — رخت بر چارم فلک بر برده‌ام

وانگهانی هر امیری را بخواند — یک بیک تنها بهر یک حرف راند

گفت هر یک را بدین عیسوی — نایب حق و خلیفهٔ من توی

وان امیران دگر اتباع تو — کرد عیسی جمله را اشیاع تو

هر امیرے کو کشد گردن بگیر، — یا بکش یا خود نگهدارش اسیر

هر یکے را او یکے طومار داد — هر یکے ضد دگر بود المراد

بعد ازاں چل روز دیگر در ببست — خویش را کشت از وجود خود برست

چونکہ خلق از مرگ او آگاه شد — بر سر گورش قیامتگاه شد،

آں خلایق بر سر گورش مہے — کرده خوں را از دو چشم خود رہے

یک امیرے زاں امیراں پیش رفت — پیش آں قوم وفا اندیش رفت

گفت اینک نائب آں مرد من — نائب عیسی منم اندر زمن،

اینک ایں طومار برہان منست — کیں نیابت بعد ازیں آن منست

آں امیر دیگر آمد از کمیں ہم — دعوی او در خلافت بد ہمیں

آں امیران دگر یک یک قطار — برکشیده تیغہائے آبدار،

ہر یکے تیغے و طومارے بدست — درہم افتادند چوں پیلان مست

صد ہزاراں مرد ترسا کشتہ شد — تا ز سرہائے بریده پشتہ شد

تخمہائے فتنہا کو کشتہ بود، — آفت سرہائے ایشاں گشتہ بود

بعد ازیں خوں ریز درماں ناپذیر — کاندر افتاد از بلائے آں وزیر

اے خدا فریادرس نعم المعین
او بسر دجّال یکچشم لعین،

حکایت اختلاف کردن در چگونگی شکل پیل

پیل اندر خانۂ تاریک بود — عرضہ را آورده بودندش ہنود

از برای دیدنش مردم بسی ؎ اندر آن ظلمت همی شد هر کسی
دیدنش با چشم چون ممکن نبود ؎ اندر آن تاریکیش کف می‌بسود
آن یکی را کف بخرطوم اوفتاد ؎ گفت همچو ناودانستش نهاد
آن یکی را دست بر گوشش رسید ؎ نزد او چون بادبیزن شد پدید
آن یکی را کف چو بر پایش بسود ؎ گفت شکل پیل دیدم چون عمود
آن یکی بر پشت او بنهاد دست ؎ گفت خود این پیل چون تختے بدست

در کف هر کس اگر شمعے بدے
اختلاف از گفتشان بیرون شدے

حکایت استن حنانه

استن حنانه از هجر رسول ؎ ناله می‌زد همچو ارباب عقول
در میان مجلس وعظ آنچنان ؎ کز وی آگه گشت هم پیر و جوان
در تحیر مانده اصحاب رسول ؎ کز چه می‌نالد ستون با عرض و طول
گفت پیغمبر چه خواهی اے ستون ؎ گفت جانم از فراقت گشت خون
از فراق تو مرا چون سوخت جان ؎ چون ننالم بے تو ای جان جهان
مسندت من بودم از من تاختی ؎ بر سر منبر تو مسند ساختی
پس رسولش گفت اے نیکو درخت ؎ اے شده با سر تو همراز بخت
گر بخواهی سازمت باز نخل ؎ تا برد شرقی و غربی از تو نخل
یا در آن عالم حقت سروے کند ؎ تا تر و تازه بمانی تا ابد

گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش　　بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں
تا چو مردم حشر گردد یوم دیں

حکایت معجزہ سنگریزہ

سنگہا اندر کف بوجہل بود　　گفت اے احمد بگو کایں چیست زود

گر رسولی چیست در مشتم نہاں　　چوں خبر داری ز راز آسماں

گفت چوں خواہی بگویم کیں چہاست　　یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست

گفت بوجہل ایں دوم نادرترست　　گفت آرے حق ازاں قادرترست

گفت شش پارہ حجر در مشت تست　　بشنو از ہر یک تو تسبیح درست

در میان مشت او ہر پارہ سنگ　　در شہادت گفتن آمد بے درنگ

لا الٰہ گفت و الا اللہ گفت　　گوہر احمد رسول اللہ سفت

چوں شنید از سنگہا بوجہل ایں　　زد ز خشم آں سنگہا را بر زمیں

گفت نبود مثل تو ساحر دگر　　ساحرا نرا سر توئی و تاج سر

چوں بدید ایں معجزہ بوجہل تفت　　گشت در خشم و بسوی خانہ رفت

معجزہ او دیدہ شد بدبخت زفت　　سوی کفر و زندقہ سرتیز رفت

خاک بر فرقش کہ بد کور و لعیں
چشم او را ابلیس آمد خاک بیں

حکایت پیر چنگی

آں شنیدستی کہ در عہد عمر — بود چنگی مطربے با کر و فر
بلبل از آواز او بیخود شدے — یک طرب ز آواز خوبش صد شدے
چوں برآمد روزگار و پیر شد — باز جانش از عجز پشہ گیر شد
گفت عمر و مہلتم دادی بسے — لطفہا کردی خدایا با خسے
نیست کسب امروز مہمان توام — چنگ بہر تو زنم کان توام
چنگ را برداشت شد اللہ جو — سوے گورستان یثرب آہ گو
چنگ زد بسیار و گریاں سر نہاد — چنگ بالیں کرد و بر گورے فتاد
آں زماں حق بر عمر خوابے گماشت — تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت
بانگ آمد مر عمر را کاے عمر — بندۂ ما را ز حاجت باز خر
بندۂ داریم خاص و محترم — سوے گورستاں تو رنجہ کن قدم
اے عمر برجہ ز بیت المال عام — ہفتصد دینار بر کف نہ تمام
پیش او بر کاے تو ما را اختیار — ایں قدر بستاں کنوں معذور دار
پس عمر زاں ہیبت آواز جست — تا میاں را بہر ایں خدمت ببست
سوے گورستاں عمر بنہاد رو — در بغل ہمیاں دواں در جستجو
گرد گورستاں دوانہ شد بسے — غیر آں پیر او ندید آنجا کسے
گفت حق فرمود ما را بندہ ایست — صافی و شایستہ و فرخندہ ایست
پیر چنگی کے بود خاص خدا — حبذا اے سر پنہاں حبذا

چون یقین گشتش که غیر پیر نیست / گفت در ظلمت دل روشن بسی است

آمد و با صد ادب آنجا نشست / بر عمر عطسه فتاد و پیر جست

مر عمر را دید و ماند اندر شگفت / عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت

پس عمر گفتش مترس از من مرم / کت بشارتها ز حق آورده ام

حق سلامت می کند می پرسدت / چونی از رنج و غمان بی حدت

نک قراضه چند ابریشم بها / خرج کن این را و باز اینجا بیا

پیر لرزان گشت چون این را شنید / دست می خایید و بر خود می طپید

بانگ می زد کای خدای بی نظیر / بس که از شرم آب شد بیچاره پیر

چون بسی بگریست و از حد رفت درد / چنگ را زد بر زمین و خرد کرد

گفت ای بوده حجابم از اله / ای مرا تو راه زن از شاه راه

ای بخورده خون من هفتاد سال / ای ز تو رویم سیه پیش کمال

آه کز یاد ره و پرده عراق / رفت از یادم دم تلخ فراق

پس عمر گفتش که این زاری تو / هست از آثار هشیاری تو

هین مگو زین پس فرا گیر احتراز / که ز بخششها بیشی دید تو بسته باز

پیر دامن را ز گفت و گو فشاند / نیم گفته در دهان او بماند

چونکه فاروق آینه اسرار شد / جان پیر از اندرون بیدار شد

همچو جان بی گریه و بی خنده شد / جانش رفت و جان دیگر زنده شد

حکایت اصحاب اخدود

یک شنو دیگر ز نسلِ آن جهود ، در هلاکِ قومِ عیسیٰ رو نمود
گر خبر خواهی ازین دیگر خروج ، سوره برخوان والسماء ذات البروج
آن جهود سگ ببین چه رای کرد ، پهلوی آتش بتی برپای کرد
کانکه این بت را سجود آرد برست ، ورنیارد در دلِ آتش نشست
چون سزای آن بتِ نفس او نداد ، از بتِ نفسش بتی دیگر بزاد
یک زنی با طفل آورد آن جهود ، پیش آن بت و آتش اندر شعله بود
گفت ای زن پیش این بت سجده کن ، ورنه در آتش بسوزی بی‌سخن
بود آن زن پاک دین و مومنه ، سجدهٔ بت می‌نکرد آن موقنه
طفل ازو بستید و در آتش فگند ، زن بترسید و دل از ایمان بکند
خواست تا او سجده آرد پیش بت ، بانگ زد آن طفل کانی لم امت
اندر آ ای مادر اینجا من خوشم ، گرچه در صورت میانِ آتشم
اندر آ اسرارِ ابراهیم بین ، کو در آتش یافت ورد و یاسمین
مرگ می‌دیدم گهِ زادن ز تو ، سخت خوفم بود افتادن ز تو
چون بزادم رستم از زندانِ تنگ ، در جهانی خوش هوای خوب رنگ
من جهان را چون رحم دیدم کنون ، چون درین آتش بدیدم این سکون
اندرین آتش بدیدم عالمی ، ذره ذره اندرو عیسیٰ دمی
این جهانی نیست شکلی هست ذات ، آن جهانی هست شکلی بی‌ثبات

اندرآ مادر که اقبال آمدست　　اندرآ مادر مده دولت ز دست

قدرتِ آن سگ بدیدی اندرآ　　تا ببینی قدرت و لطفِ خدا

مادرش انداخت خود را اندر او　　دست او بگرفت طفلِ مهرجو

مادرش هم زان لسان گفتن گرفت　　دُرِّ وصفِ لطفِ حق سفتن گرفت

نعره میزد خلق را کای قومهان　　اندر آتش بنگرید این بوستان

خلق خود را بعد از آن بیخویشتن　　می‌فگندند اندر آتش مرد و زن

آن جهودک شد سیه‌رو و خجل　　شد پشیمان زین سبب بیماردل

ناصحان گفتند از حد مگذران　　مرکبِ استیزه را چندان مران

بگذر از کشتن مکن این فعلِ بد　　بعد ازین آتش مزن در جانِ خود

ناصحان را دست بست و بند کرد　　ظلم را پیوند در پیوند کرد

بانگ آمد کار چون اینجا رسید　　پای دار ای سگ که قهرِ ما رسید

بعد از آن آتش چهل گز برفروخت　　حلقه گشت و آن جهودان را بسوخت

اصلِ ایشان بود آتش ز ابتدا
سوی اصلِ خویش رفتند انتها

حکایتِ شیر و نخچیران

طائفهٔ نخچیر در وادی خوش　　بودشان از شیر دایم کش‌مکش

حیله کردند آمدند ایشان بشیر　　کز وظیفه ما ترا داریم سیر

جز وظیفه در پیِ صیدی میا　　تا نگردد تلخ بر ما این گیا

گفت آری گر وفا بینم نه مکر　　مکرها دیدم بسی از زید و بکر

جمله گفتند ای امیر با خبر　　الحذر دع لیس یغنی عن قدر

در حذر شوریدن شور و شرست　　رو توکل کن توکل بهترست

گفت آری گر توکل بهترست　　این سبب هم سنت پیغمبرست

زین نمط بسیار برهان گفت شیر　　کز جواب آن جبریان گشتند سیر

عهدها کردند با شیر ژیان　　کاندرین بیعت نیفتد در زیان

عاقبت شد اتفاق جملتان　　تا بیاید قرعه اندر میان

قرعه بر هر کو فتادی روز روز　　سوی آن شیر او دویدی همچو یوز

چون بخرگوش آمد آن ساغر دور　　بانگ زد خرگوش کاخر چند جور

قوم گفتندش که چندین گاه ما　　جان فدا کردیم در عهد و وفا

تو مجو بدنامی ما ای عنود　　تا نرنجد شیر رو رو زود زود

گفت ای یاران مرا مهلت دهید　　تا بمکرم از بلا بیرون جهید

قوم گفتندش که ای خرگوش زار　　خویش را اندازهٔ خرگوش دار

گفت ای یاران حقم الهام داد　　مر ضعیفی را قوی رایی فتاد

بعد از آن گفتند کای خرگوش چیست　　در میان نه آنچه در ادراک تست

گفت هر رازی نشاید باز گفت　　جفت طاق آید گهی گه طاق جفت

حاصل آن خرگوش رای خود نگفت　　مکر اندیشید با خود طاق و جفت

ساعتی تاخیر کرد اندر شدن　　بعد از آن شد پیش شیر پنجه زن

شیر را آمد ز خشم و شد فغان　　دید کان خرگوش می‌آید ز دور

چوں رسید او پیش شیر نر دیک صفت   بانگ بر زد شیر ہاں ای ناخلف

من کہ پیلاں را ز ہم بدریدہ ام   من کہ گوش شیر نر مالیدہ ام

نیم خرگوشے کہ باشد کو چنیں   امر ما را افگند او بر زمیں

گفت خرگوش الامان عذرم ہست   گر دہد عفو خداوندیت دست

گفت چہ عذر اے قصور ابلہان   ایں زماں آیند در پیش شہان

گفت بشنو گر نباشم جاے لطف   سر نہادم پیش اژدرہاے عنف

من بوقت چاشت در رہ آمدم   با رفیق خود سوی شہ آمدم

شیرے اندر راہ قصد بندہ کرد   قصد ہر دو ہمرہ آیندہ کرد

گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم   خواجہ تاشان کہ آں درگہیم

گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار   پیش من تو یاد ہر ناکس میار

گفتمش بگذار تا بار دگر   روی شہ بینم برم از تو خبر

گفت ہمرہ را گرو نہ پیش من   ورنہ قربانی تو اندر کیش من

لابہ کردیمش بسے سودے نکرد   یار من بستد مرا بگذاشت فرد

حال ما ایں بود با تو گفتہ شد   بعد ازیں زاں شیر ایں رہ بستہ شد

گر وظیفہ بایدت رہ پاک کن   ہیں بیا و دفع آں بیباک کن

گفت بسم اللہ بیا تا او کجاست   پیش در شو گر ہمی گوئی تو راست

اندر آمد چوں قلاوزی بہ پیش   تا برد او را بسوے دام خویش

بود پیشاپیش خرگوش دلیر   ناگہاں یارا کشید از پیش شیر

گفت تا و ایں کشیدی تو مرا   پاے را واپس کشیدی اندرا

گفت آن شیر اندرین چه ساکن است — اندرین قلعہ ز آفات ایمن است

گفت پیش آ زخم او را قاہر ست — تو ببین کان شیر در چہ حاضر ست

گفت من سوزیدہ ام زان آتشی — تو مگر اندر بر خویشم کشی

چونکہ شیر اندر بر خویشش کشید — در پناہ شیر تا چہ مے دوید

چونکہ در چہ بنگریدند اندر آب — اندر آب از شیر و او در تافت تاب

شیر عکس خویش دید از آب تفت — شکل شیرے در برش خرگوش زفت

چونکہ خصم خویش را در آب دید — مر ورا بگذاشت اندر چہ جہید

در فتاد اندر چہے کو کندہ بود — زانکہ ظلمش بر سرش آیندہ بود

بر ضعیفان گر تو ظلمے می کنی — از برائے خویش چاہے می کنی

شیر خود را دید در چہ وز غلو — خویش را نشناخت آن دم از عدو

اے بسا ظلمے کہ بینی از کسان — خوی تو باشد در ایشان اے فلان

حملہ بر خود مے کنی اے سادہ مرد
ہمچو آن شیرے کہ بر خود حملہ کرد

حکایت قاصد روم نزد امیر المومنین عمر رض

مر عمر را آمد از قیصر رسول — در مدینہ از بیابان نغول

گفت کو قصر خلیفہ اے حشم — تا من اسپ و رخت را آنجا کشم

قوم گفتندش کہ او را قصر نیست — مر عمر را قصر جان روشنی ست

گرچہ از میری ورا آوازہ ایست — ہمچو درویشان مر او را کازہ ایست

چون رسول روم این الفاظ تر / در سماع آورد شد مشتاق تر

جست او را تاش چون بنده شود / لاجرم جوینده یابنده شود

دید اعرابی زنے او را دخیل / گفت عمر نک بزیر آن نخیل

آمد او آنجا و از دور ایستاد / مر عمر را دید و در لرزه فتاد

هیبتے زان خفته آمد بر رسول / حالتے خوش کرد بر جانش نزول

گفت با خود من شهان را دیده ام / پیش سلطانان بسے بگزیده ام

از شهانم هیبت و ترسے نبود / هیبت این مرد هوشم را ربود

بے سلاح این مرد خفته بر زمین / من بهفت اندام لرزان چیست این

هیبت حق ست این از خلق نیست / هیبت این مرد صاحب دلق نیست

اندرین فکرت بحرمت دست بست / بعد یک ساعت عمر از خواب جست

کرد خدمت مر عمر را و سلام / گفت پیغمبر سلام آنگه کلام

پس علیکش گفت و او را پیش خواند / ایمنش کرد و به پیش خود نشاند

آن دل از جا رفته را دلشاد کرد / خاطر ویرانش را آباد کرد

بعد از آن گفتش سخنهای دقیق / در صفات پاک حق نعم الرفیق

شیخ کامل بود و طالب مشتهی / مرد چابک بود و مرکب درگهی

دید آن مرشد که او ارشاد کرد / تخم پاک اندر زمین پاک کرد

آن رسول از خود بشد زین یک دو جام / نی رسالت یاد ماندش نی پیام

[illegible]

آن رسول از [illegible]

حکایت شخصی که مولع بجماعت بود

آن یکی می رفت در مسجد درون / مردم از مسجد همی آمد برون
گشت پرسان که جماعت را چه بود / کز مسجد می برون آیند زود
آن یکی گفتش که پیغمبر نماز / با جماعت کرد و فارغ شد ز راز
گفت آه و درد از آن آمد برون / آه او میداد از دل بوی خون
آن یکی از جمع گفت این آه را / تو بمن ده و آن نماز من ترا
گفت دادم آه و بگرفتم نماز / او ستد آن آه را با صد نیاز
شب بخواب اندر بگفتش هاتفی / که خریدی آب حیوان و شفی

حرمت این اختیار و این دخول
شد نماز جمله خلقان قبول

حکایت اعرابی و زن او و پادشاه بغداد

یک شب اعرابی زنی مر شوی را / گفت و از حد برد گفت و گوی را
کین همه فقر و جفا ما می بریم / جمله عالم در خوشی ما ناخوشیم
تا که ار روزی درآید میهمان / شرمساریها بریم از وی بجان
تا یکی با اینچنین خواری کشیم / غرقه اندر بحر ژرف آتشیم
شوی گفتش چند جویی دخل و کشت / خود چه ماند از عمر افزون تر گذشت
عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد / زانکه هر دو همچو سیلی بگذرد

زن برو زد بانگ کای ناموس کیش / من فسون تو نخواهم خورد بیش

گفت ای زن تو زنی یا بوالحزن / فقر فخرست و مرا بر سر مزن

ترک جنگ و رهزنی ای زن بگو / ور نگویی به ترک من بگو

پا تهی گشتن به است از کفش تنگ / رنج غربت به که اندر خانه جنگ

زن چو دید او را که تند و توسن است / گشت گریان گریه خود کار زن است

گفت از تو کی چنین پنداشتم / از تو من امید دیگر داشتم

از فراق تلخ می‌گویی سخن / هر چه خواهی کن ولیکن این مکن

گریه چون از حد گذشت های‌های / از چنینش مرد را دل شد ز جای

مرد زان گفتن پشیمان شد چنان / کز عوانی ساعت مردن عوان

مرد گفت ای زن پشیمان می‌شوم / گر بدم کافر مسلمان می‌شوم

هر چه گویی مر ترا فرمان برم / در بد و نیک آمد آن ننگرم

گفت زن آهنگ برّم می‌کنی / یا بحیلت کشف سرّم می‌کنی

گفت والله عالم السرّ الخفی / کآفرید از خاک آدم را صفی

گفت زن یک آفتابی تافته است / عالمی زو روشنایی یافته است

نایب رحمان خلیفهٔ کردگار / شهر بغداد است از وی چون بهار

گر بپیوندی بدان شه شه شوی / سوی هر ادبار تا کی می‌روی

گفت من شه را پذیرا چون شوم / بی بهانه سوی او من چون روم

گفت زن صدق آن بود کز بود خویش / پاک برخیزی تو از مجهود خویش

آب باران است ما را در سبو / ملکت و سرمایه و اسباب تو

این سبوی آب را بردار و رو / هدیه ساز و پیش شاهنشاه شو

مرد گفت آری سبو را سر ببند / هین که این هدیه‌ست ما را سودمند

سالم از دزدان و از آسیب سنگ / برد تا دار الخلافت بی درنگ

دید درگاهی پر از انعامها / اهل حاجت گستریده دامها

پس نقیبان پیش اعرابی شدند / بس گلاب لطف بر رویش زدند

پس بدو گفتند یا وجه العرب / از کجائی چونی از رنج و تعب

با نقیبان حال خود را آن عرب / چون بگفت و دید هنگام طلب

آن سبوی آب او در پیش داشت / تخم خدمت را در آن حضرت بکاشت

گفت این هدیه بر سلطان برید / سائل شه را ز حاجت وا خرید

آب شیرین و سبوی سبز و نو / ز آب بارانی که جمع آمد بگو

خنده می‌آمد نقیبان را از آن / لیک پذرفتند آن را همچو جان

چون خلیفه دید و احوالش شنید / آن سبو را پر ز زر کرد و مزید

آن عرب را کرده از فاقه خلاص / داد بخششها و خلعتهای خاص

پس نقیبی را بفرمود آن قباد / آن جهان بخشش و آن بحر داد

کان سبو پر زر بدست او دهید / چونکه وا گردد سوی دجلش برید

از ره خشک آمدست و آن سفر / از ره دجله بود نزدیکتر

همچنان کردند و دادندش سبو / پر ز زر بردند تا دجله دو تو

چون بکشتی در نشست و دجله دید / سجده می‌کرد از حیا و می‌خمید

کای عجب لطف این شه وهاب را / وان عجبتر کو ستد آن آب را

چون پذیرفت از من آں دریای جود　　آنچناں نقد دغل را زود زود

کل عالم را سبو داں اے پسر　　پرشده از لطف و خوبی تا بسر

در حکایت گفته ام احسانِ شاه　　در حق آں بینواے بے پناه

آں سبوے آب دانشہاے ماست
واں خلیفه دجلهٔ علمِ خداست

حکایت متهم کردن لقمان را به میوه خوردن

بود لقمان پیش خواجه خویشتن　　در میان بندگانش خوار تن

می فرستاد او غلاماں را بباغ　　تا که میوه آیدش بہر فراغ

آں غلاماں میوه ہاے جمع را　　خوش بخوردند از نہیب طمع را

خواجه را گفتند لقماں خورد آں　　خواجه بر لقماں ترش گشت و گراں

گفت لقماں سیدا پیش خدا　　بندهٔ خائن نباشد مرتضا

امتحاں را کار فرما اے کیا　　شربتے از آتشش بده بہر ما

بعد ازاں ما را بصحراے براں　　تو سوار و ما پیاده می دواں

گشت ساقی خواجه از آب حمیم　　مر غلاماں را و خوردند آں ز بیم

بعد ازاں می راندشاں در دشتہا　　می دویدند آں نفر تحت و علا

قے در افتادند ایشاں از عنا　　آب می آورد ز ایشاں میوه ہا

حکمت لقماں چو تاند ایں نمود
پس چه باشد حکمت رب الوجود

حکایت بازرگان و طوطیِ محبوس

تاجرے را بود گویا طوطیے — در قفس محبوس زیبا طوطیے

چونکہ بازرگان سفر را ساز کرد — سوے ہندستان شدن آغاز کرد

ہر غلام و ہر کنیزک را ز جود — گفت بہر تو چہ آرم گوی زود

ہر یکے از وی مرادے خواست کرد — جملہ را وعدہ بداد آن نیک مرد

گفت طوطی را چہ خواہی ارمغان — کارمت از خطۂ ہندوستان

گفت آن طوطی کہ آنجا طوطیان — چون ببینی کن ز حالِ ما بیان

کان فلان طوطی کہ مشتاقِ شماست — از قضاے آسمان در حبسِ ماست

بر شما کرد او سلام و داد خواست — وز شما چارہ و رہِ ارشاد خواست

گفت می شاید کہ من در اشتیاق — جان دہم اینجا بمیرم در فراق

این روا باشد کہ من در بندِ سخت — گہ شما بر سبزہ گاہے بر درخت

اینچنین باشد وفاے دوستان — من درین حبس و شما در بوستان

یاد آرید اے مہان این مرغ زار — یک صبوحی در میانِ مرغزار

یادِ یاران یار را میمون بود — خاصہ کان لیلی و این مجنون بود

مرد بازرگان پذیرفت این پیام — کو رساند سوے جنس از وی سلام

چونکہ در اقصاے ہندستان رسید — در بیابان طوطیے چندے بدید

مرکب استانید و پس آواز داد — آن سلام و آن امانت باز داد

طوطیے زان طوطیان لرزید و پس — اوفتاد و مرد و بگسستش نفس

شد پشیمان خواجه از گفت خبر — گفت رفتم در هلاک جانور

این مگر خویش است با آن طوطیک — این مگر دو جسم بود و روح یک

این چرا کردم چرا دادم پیام — سوختم بیچاره را زین گفت خام

کرد بازرگان تجارت را تمام — باز آمد سوی منزل شادکام

هر غلامی را بیاورد ارمغان — هر کنیزک را ببخشید او نشان

گفت طوطی ارمغان بنده کو — آنچه گفتی آنچه دیدی باز گو

گفت گفتم آن شکایتهای تو — با گروه طوطیان همتای تو

آن یکی طوطی ز دردت بوی برد — زهره‌اش بدرید و لرزید و بمرد

من پشیمان گشتم این گفتم چه بود — لیک چون گفتم پشیمانی چه سود

چون شنید آن مرغ کان طوطی چه کرد — هم بلرزید و فتاد و گشت سرد

خواجه چون دیدش فتاده همچنین — بر جهید و زد کله را بر زمین

گفت ای طوطی خوب خوش حنین — این چه بودت خود چرا گشتی چنین

ای دریغا مرغ خوش الحان من — روح روح و روضهٔ رضوان من

ای دریغا مرغ خوش آواز من — ای دریغا همدم و همراز من

خواجه اندر آتش و درد و حنین — صد پراکنده همی گفت اینچنین

بعد ازانش از قفس بیرون فگند — طوطیک پرید تا شاخ بلند

خواجه حیران گشت اندر کار مرغ — بی خبر ناگه بدید اسرار مرغ

روی بالا کرد و گفت ای عندلیب — از بیان حال خود مان ده نصیب

گفت طوطی کو بفعلم پند داد — که رها کن لطف و آواز و گشاد

یعنی ای مطرب شده با عام و خاص | مرده شو چون من که تا یابی خلاص
یک دو پندش داد طوطی پر مذاق | بعد از آن گفتش سلام الفراق
الوداع ای خواجه کردی مرحمت | کردی آزادم ز قید مظلمت
الوداع ای خواجه رفتم در وطن | هم شوی آزاد روزی همچو من
خواجه گفتش فی امان الله برو | مر مرا اکنون نمودی راه نو
خواجه با خود گفت این پند منست | راه او گیرم که این ره روشنست

جان من کمتر ز طوطی کی بود
جان چنین باید که نیکوپی بود

حکایت رومیان و چینیان

چینیان گفتند ما نقاش تر | رومیان گفتند ما را کر و فر
گفت سلطان امتحان خواهم درین | کز شماها کیست در دعوی گزین
اهل چین و روم چون حاضر شدند | رومیان در علم واقف تر بدند
چینیان گفتند یک خانه بما | خاص بسپارید و یک آن شما
بود دو خانه مقابل در بدر | زان یکی چینی ستد رومی دگر
چینیان صد رنگ از شه خواستند | بس خزائن باز کرد آن ارجمند
رومیان گفتند نی نقش و نه رنگ | در خور آید کار را جز دفع زنگ
در فرو بستند و صیقل می زدند | همچو گردون ساده و صافی شدند
چینیان چون از عمل فارغ شدند | از پی شادی دهلها می زدند

شہ درآمد دید آنجا نقشہا ‌‌‌‌ — می ربود آن عقل را و فہم را
بعد ازاں آمد بسوے رومیاں ‌‌‌‌ — پردہ را برداشت رومی از میاں
عکس آں تصویر و آں کردارہا ‌‌‌‌ — زد بریں صافی شدہ دیوارہا
ہرچہ آنجا دید اینجا بہ نمود ‌‌‌‌ — دیدہ را از دیدہ خانہ می ربود

رومیاں آں صوفیانند ای پسر
بے ز تکرار و کتاب و بے ہنر

لیک صیقل کردہ اند آں سینہا ‌‌‌‌ — پاک ز آز و حرص و بخل و کینہا

حکایت نصوح

بود مردے پیش ازیں نامش نصوح ‌‌‌‌ — بد ز دلاکی زناں او را فتوح
سالہا می کرد دلاکی و کس ‌‌‌‌ — بو نبرد از حالت آں بوالہوس
زانکہ آواز و رخش زن وار بود ‌‌‌‌ — لیک شہوت کامل و بیدار بود
چادر و سربند پوشیدہ و نقاب ‌‌‌‌ — مرد شہوانی و در غرہ شباب
دختران خسرواں را زیں طریق ‌‌‌‌ — خوش ہمی مالید و می شستاں عشیق
توبہا می کرد و پا در می کشید ‌‌‌‌ — نفس کافر توبہ اش را می درید
رفت پیش عارفے آں زشت کار ‌‌‌‌ — گفت ما را در دعائے یاد دار
سست خندید و بگفتا ای بدنہاد ‌‌‌‌ — زانکہ دانی ایزدت توبہ دہاد
آں دعا از ہفت گردوں درگذشت ‌‌‌‌ — کار آں مسکیں بآخر خوب گشت
یک سبب انگیخت صنع ذوالجلال ‌‌‌‌ — کہ رہانیدش ز نفریں و وبال

اندر آن حمام پر می‌کرد طشت — گوهری از دختر شه یاوه گشت

پس در حمام را بستند سخت — تا بجویند اول اندر پیچ رخت

رختها جستند چون پیدا نشد — دزد گوهر نیز هم رسوا نشد

بانگ آمد که همه عریان شوید — هر که هستید از عجوز و از نوید

یک بیک را جامه جستن گرفت — تا پدید آید گهردانهٔ شگفت

آن نصوح از ترس شد در خلوتی — روی زرد و لب کبود از خشیتی

پیش چشم خویش او می‌دید مرگ — سخت می‌لرزید او مانند برگ

گفت یا رب بارها برگشته‌ام — توبه‌ها و عهدها بشکسته‌ام

ای خدا آن کن که از تو می‌سزد — که ز هر سوراخ مارم می‌گزد

نوبت جستن اگر در من رسد — وه که جان من چه سختیها کشد

گر مرا این بار ستاری کنی — توبه کردم من ز هر ناکردنی

در میان یا رب و زاری بد او — بانگ آمد در میان جستجو

جمله را جستیم پیش آ ای نصوح — گشت بیهوش آن زمان پرید روح

جان بحق پیوست چون بیهوش شد — بحر رحمت آن زمان در جوش شد

بانگ آمد ناگهان که رفت بیم — شد پدید آن گم‌شده درّ یتیم

آن نصوح رفته باز آمد بخویش — دیده چشمش تابش صد روز بیش

می حلالی خواست از وی هر کسی — بوسه می‌دادند بر دستش بسی

بدگمان بودیم ما را کن حلال — گوشت تو خوردیم اندر قیل و قال

گفت بد فضل خدای دادگر — ورنه زانچه گفته شد هستم بتر

بعد از آن آمد کسی کز در نشست — دختر سلطان ما می خواندست

گفت زود دوستان یکجا شده — وین نصوح تو کنون بیمار شده

رو کسی دیگر بجو ایشان بگفت — کو مرا والله دست از کار رفت

با دل خود گفت کای بد نیتم — از دل من کی رود آن ترس گرم

توبه کردم حقیقت با خدا — نشکنم تا جان شود از تن جدا

خواجه بر توبه نصوحی خوش بتن
کوششی کن هم بجان و هم بتن

حکایت گله بان و موسی علیه السلام

دید موسی یک شبانی را به راه — کو همی گفت ای کریم و ای اله

تو کجایی تا شوم من چاکرت — چارقت دوزم کنم شانه سرت

ور ترا بیماری آید به پیش — من ترا غمخوار باشم همچو خویش

گر ببینم خانه‌ات را بر دوام — روغن و شیرت بیارم صبح و شام

دستکت بوسم بمالم پایکت — وقت خواب آید بروبم جایکت

ای فدای تو همه بزهای من — ای بیادت هیهی و هیهای من

زین نمط بیهوده می‌گفت آن شبان — گفت موسی با کیست ای فلان

گفت با آنکس که ما را آفرید — این زمین و چرخ ازان آمد پدید

گفت موسی های خیره سر شدی — خود مسلمان ناشده کافر شدی

این چه ژاژست و چه کفرست و فشار — پنبه اندر دهان خود فشار

گر نبندی زین سخن تو حلق را　　آتشی آید بسوزد خلق را

شیر آن نوشد که در نشو و نماست　　چارق او پوشد که او محتاج پاست

دوستی بی‌خرد خود دشمنیست　　حق تعالی زین چنین خدمت غنیست

گفت ای موسی دهانم دوختی　　وز پشیمانی تو جانم سوختی

جامه را بدرید و آهی کرد تفت　　سر نهاد اندر بیابان و برفت

وحی آمد سوی موسی از خدا　　بندهٔ ما را ز ما کردی جدا

تو برای وصل کردن آمدی　　یا برای فصل کردن آمدی

تا توانی پا منه اندر فراق　　ابغض الاشیاء عندی الطلاق

هر کسی را سیرتی بنهاده‌ام　　هر یکی را اصطلاحی داده‌ام

در حق او مدح و در حق تو ذم　　در حق او شهد و در حق تو سم

در حق او نور و در حق تو نار　　در حق او گل و در حق تو خار

ما بری از پاک و ناپاکی همه　　وز گرانجانی و چالاکی همه

ما برون را ننگریم و قال را　　ما درون را بنگریم و حال را

ناظر قلبیم اگر خاشع بود　　گرچه گفت لفظ ناخاضع بود

موسیا آداب‌دانان دیگرند　　سوخته جان و روانان دیگرند

گر خطا گوید ورا خاطی مگو　　گر بود پر خون شهید او را مشو

خون شهیدان را ز آب اولیترست　　این خطا از صد صواب اولیترست

گر بیانش کج بود معنیست راست　　آن کجی لفظ مقبول خداست

تو ز سرمستان قلاوزی مجو　　جامه چاکان را چه فرمایی رفو

حکایت شیر و گرگ و روباه

شیر و گرگ و روبهی بهر شکار   رفته بودند از طلب در کوهسار
گاو کوهی و بز و خرگوش زفت   یافتند و کار ایشان پیش رفت
گفت شیر ای گرگ این را بخش کن   معدلت را نو کن ای گرگ کهن
گفت ای شه گاو وحشی بخش تست   آن بزرگ و تو بزرگ و زفت و چست
بز مرا که بز میان ست و وسط   روبها خرگوش بستان بے غلط
شیر گفت ای گرگ چون گفتی بگو   چونکه من باشم تو گوئی ما و تو
گفت پیش آ ای خرے کو خود خرید   پیشش آمد پنجه زد او را درید
بعد ازاں رو شیر با روباه کرد   گفت این را بخش کن از بهر خورد
سجده کرد و گفت کاین گاو سمین   چاشت خوردت باشد اے شاه گزین
وان بز از بهر میانه روز را   یخنئی باشد شه پیروز را
وان دگر خرگوش بهر شام هم   شب چره اے شاه با لطف و کرم
گفت اے روبه تو عدل افروختی   این چنین قسمت ز که آموختی
از کجا آموختی این اے بزرگ   گفت اے شاه جهاں از حال گرگ
گفت چوں در عشق ما گشتی گرو   هر سه را برگیر و بستان و برو
چوں گرفتی عبرت از گرگ دنی   پس تو روبه نیستی شیر منی
عاقل آں باشد که عبرت گیرد از   مرگ یاراں در بلاے محترز
روبه آندم بر زباں صد شکر راند   که مرا شیر از پی آں گرگ خواند

گر مرا اول بفرمودے کہ تو | بخش کن ایں را کہ جاں بر دے ازو
پس سپاس او را کہ ما را در جہاں | کرد پیدا از پس پیشینیاں
تا شنیدیم آں سیاستہائے حق | بر قرونِ ماضیہ اندر سبق
تاکہ ما از حالِ آں گرگانِ پیش | ہمچو روبہ پاس وا داریم خویش
غافل از سر شنید ایں ہستی و یاد | چوں شنید انجام فرعون و عاد
ورنہ بنہد دیگراں از حالِ او
عبرتے گیرند از اضلالِ او

حکایت نامہ خواندن عاشق پیشِ معشوق خود

آں یکے را یار پیشِ خود نشاند | نامہ بیروں کرد و پیشِ یار خواند
بیتہا در نامہ و مدح و ثنا | زاری و مسکینی و بس لابہا
دوری و رنجوری از ہجرانِ دوست | ذکر پیغام و رسول از مغز و پوست
ہمچناں می خواند با معشوق خود | تاکہ بیروں شد ز حد و از عدد
گفت معشوق ایں اگر بہرِ منست | گاہ وصل ایں عمر ضایع کردنست
من بہ پیشت حاضر و تو نامہ خواں
نیست ایں یاری نشانِ عاشقاں

حکایت گاوِ لاغر

یک جزیرہ سبز ہست اندر جہاں | اندرو گاو یست تنہا خوش دہاں

جمله صحرا را چرد او تا به شب　　تا شود زفت و عجیب و منتجب
شب ز اندیشه که فردا چه خورم　　گردد او چون تار مو لاغر ز غم
چون برآید صبح گردد سبز دشت　　تا میان رسته قصیل سبز کشت
اندر افتد گاو با جوع البقر　　تا به شب او را چرد او سر به سر
باز شب اندر تب افتد از فزع　　تا شود لاغر ز خوف منتجع
که چه خواهم خورد فردا وقت خور　　سالها این است کار آن بقر
هیچ نندیشد که چندین سال من　　می خورم زین سبزه زار و زین چمن
هیچ روزی کم نیامد روزیم　　چیست این ترس و غم و دلسوزیم
این نفس گاو است و آن دشت این جهان　　کو همی لاغر شود از خوف نان
که چه خواهم خورد مستقبل عجب　　قوت فردا از کجا سازم طلب
سالها خوردی و کم نامد ز خورد　　ترک مستقبل کن و ماضی نگر

بر دل خود کم نه اندیشهٔ معاش
عیش کم ناید تو بر درگاه باش

حکایت طوطی و بقال

بود بقالی و او را طوطیی　　خوش نوا و سبز و گویا طوطیی
بر دکان بودی نگهبان دکان　　نکته گفتی با همه سوداگران
خواجه روزی سوی خانه رفته بود　　در دکان طوطی نگهبانی نمود
گربه‌ای برجست ناگه در دکان　　بهر موشی طوطیک از بیم جان

جست از صدر دکان سوی گریخت / شیشه‌های روغن گل را بریخت
از سوی خانه بیامد خواجه‌اش / بر دکان بنشست فارغ خواجه‌وش
دید پر روغن دکان و جامه چرب / بر سرش زد گشت طوطی کل ز ضرب
روزکی چندی سخن کوتاه کرد / مرد بقال از ندامت آه کرد
ریش بر می‌کند و می‌گفت ای دریغ / کافتاب نعمتم شد زیر میغ
هدیه‌ها می‌داد هر درویش را / تا بیابد نطق مرغ خویش را
بعد سه روز و سه شب حیران و زار / بر دکان بنشسته بد نومیدوار
ناگهانی جولقی می‌گذشت / با سر بی مو چو پشت طاس و طشت
طوطی اندر گفت آمد آن زمان / بانگ بر درویش زد چون عاقلان
کز چه ای کل با کلان آمیختی / تو مگر از شیشه روغن ریختی
از قیاسش خنده آمد خلق را / کو چو خود پنداشت صاحب دلق را

کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچه ماند در نوشتن شیر شیر

حکایت قزوینی

این حکایت بشنو از صاحب‌دلان / در طریق و عادت قزوینیان
بر تن و دست کتفها بی درنگ / می زنند از صورت شیر و پلنگ
شد بر دلاک یک قزوینیی / که کبودم زن بکن شیرینیی
گفت چه صورت زنم ای پهلوان / گفت بر زن صورت شیر ژیان

گفت بر چہ موضعت صورت زنم — گفت بر شانہ گہم زن ایں رقم

چوں کہ آں سوزن فرو بردن گرفت — درد آں در شانہ گہ مسکن گرفت

پہلواں در نالہ آمد کے سنی — مر مرا کشتی چہ صورت می زنی

گفت آخر شیر فرمودی مرا — گفت از چہ عضو کردی ابتدا

گفت از دمگاہ آغازیدہ ام — گفت دم بگذار اے دو دیدہ ام

جانب دیگر گرفت آں شخص زخم — بے محابا بے مواسائے و رحم

بانگ کرد او کایں چہ اندامست ازو — گفت ایں گوشست اے مرد نکو

گفت تا گوشش نباشد اے ہمام — گوش را بگذار و کوتہ کن کلام

جانب دیگر خلش آغاز کرد — باز قزوینی فغاں را ساز کرد

کیں سوم جانب چہ اندامست نیز — گفت اینست اشکم شیر اے عزیز

گفت تا اشکم نباشد شیر را — اشکم چہ شیر را بسے حیدا

خیرہ شد دلاک بس حیراں بماند — تا بدیر انگشت در دنداں بماند

بر زمیں زد سوزن آں دم اوستاد — گفت در عالم کسے را ایں فتاد

شیر بے دم بے سر و اشکم کہ دید — ایں چنیں شیرے خدا خود نافرید

چوں نداری طاقتِ سوزن زدن — از چنیں شیرِ ژیاں پس دم مزن

اے برادر صبر کن بر درد نیش
تا رہی از نیشِ نفسِ گبرِ خویش

حکایت آں یار کہ در یارے زد گفت کیستی گفت منم

آں یکے آمد در یارے بزد — گفت یارش کیستی اے معتمد
گفت من گفتش برو ہنگام نیست — بر چنیں خوانے مقام خام نیست
چوں توئی تو ہنوز از تو نرفت — سوختن باید ترا در نار تفت
رفت آں مسکین و سالے در سفر — در فراق دوست سوزید از شرر
پختہ گشت آں سوختہ پس بازگشت — باز گرد خانۂ انباز گشت
حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب — تا نہ بجہد بے ادب لفظے زلب
بانگ زد یارش کہ بر در کیست آں — گفت بر در ہم توئی اے دلستاں
گفت اکنوں چوں منی اے من درآ — نیست گنجائی دو من در سرا
نیست سوزن را سر رشتہ دوتا — چونکہ یکتائی دریں سوزن درآ

حکایت کر و رنجور

آں کرے را گفت افزوں مایہ — کہ ترا رنجور شد ہمسایہ
گفت با خود کر کہ با گوش گراں — من چہ دریابم ز گفت آں جواں
خاصہ رنجور و ضعیف آواز شد — لیک باید رفت آنجا نیست بد
چوں ببینم کاں لبش جنباں بود — پس قیاسے گیرم آں ہم ز خود
کر درآمد پیش رنجور و نشست — بر سر او خوش ہمی مالید دست

گفت چون گفت مردم گفت شکر — گشت از این رنجور پر آزار و نکر
کین چه شکرست او مگر با ما بدست — کرد قیاسی کرد آن کژ آمدست
بعد از آن گفتش چه خوردی گفت زهر — گفت نوشت باد افزون گشت قهر
بعد از آن گفت از طبیبان کیست او — کو همی آید به چاره پیش تو
گفت عزرائیل می آید برو — گفت پایش بس مبارک شاد شو
کر برون آمد بدو شادمان — شکر کش کردم مراعات این زمان
خود گمانش از کری معکوس بود — این زیان محض را پنداشت سود
پس کسان کیشان عبادتها کنند — دل برضوان و ثواب آن نهند

خود حقیقت معصیت باشد خفی
پس کدر کان را تو پنداری صفی

حکایت مؤذن بدآواز

یک مؤذن داشت بس آواز بد — شب به شب می بدرید حلق خود
خواب خوش بر مردمان کرده حرام — در صداع افتاده از وی خاص و عام
پس طلب کردند او را در زمان — اجرها دادند و گفتند ای فلان
بهر آسایش زبان کوتاه کن — در عوض با حاجیان همره کن
قافله می شد به کعبه از بلد — آنچه بایسته شد روان با قافله
شب فرو کردند اهل کاروان — منزل اندر موضع کافرستان
آن مؤذن عاشق آواز خود — در میان کافرستان بانگ زد
جملگان خائف شد از فتنه عامه — خود بیامد کافری با جامه

شمع و حلوا و یکی جامه لطیف   هدیه آورد و بیامد شد الیف
پرسان پرسان کین مؤذن خود کجاست   که صدائے بانگِ او راحت فزاست
دختری دارم لطیف و بس سنی   آرزو می‌بود او را مؤمنی
هیچ چاره می‌نه دانستم دران   تا فرو خواند این مؤذن این اذان
گفت دختر چیست این مکروه بانگ   که بگوشم آید این از چار دانگ
خواهرش گفتہ که این بانگِ اذان   هست اعلام و شعار مؤمنان
باورش نامد بپرسید از دگر   آن دگر هم گفت آرے اے قمر
چون یقین گشتش رخ او زرد شد   وز مسلمانی دلِ او سرد شد
رستم این بود از آوازِ او   هدیه آوردم بشکر آن مرد کو

هست ایمان شما زرق و مجاز
راه زن که همچو آن بانگِ نماز

حکایت امیر المؤمنین علی رضی الله عنه

از علی آموز اخلاصِ عمل   شیرِ حق را دان مطهر از دغل
در غزا بر پهلوانے دست یافت   زود شمشیرے بر آورد و شتافت
او خدو انداخت بر روئے علی   افتخارِ هر نبی و هر ولی
در زمان انداخت شمشیر آن علی   کرد او اندر غزایش کاهلی
گشت حیران آن مبارز زین عمل   وز نمودن عفو و رحم بے محل
گفت بر من تیغِ تیز افراشتی   از چه افگندی مرا بگذاشتی

در محل قهر این رحمت ز چیست — اژدها را دست دادن راه کیست
گفت من تیغ از پی حق می‌زنم — بندهٔ حقم نه مأمور تنم
شیر حقم نیستم شیر هوا — فعل من بر دین من باشد گوا
چون خیو انداختی بر روی من — نفس جنبید و تبه شد خوی من
نیم بهر حق شد و نیمی هوا — شرکت اندر کار حق نبود روا
گفت من تخم جفا می‌کاشتم — من ترا نوعی دگر پنداشتم
عرضه کن بر من شهادت را که من — مر ترا دیدم سرافراز زمن
قرب پنجه کس ز خویش و قوم او — عاشقانه سوی دین کردند رو
او به تیغ حلم چندین خلق را — وا خرید از تیغ چندین حلق را

تیغ حلم او ز آهن تیزتر
بل ز صد لشکر ظفر انگیزتر

حکایت باز شاهی و کمپیرزن

همچو باز شه که او از شه گریخت — سوی آن کمپیر کو آرد می‌بیخت
تا که تتماجی پزد اولاد را — دید آن باز خوش خوش‌زاد را
پایکش بست و پرش کوتاه کرد — ناخنش ببرید و قوتش کاه کرد
گفت نااهلان نکردندت بساز — پر فزود از حد و ناخن شد دراز
مهر جاهل را چنین دان ای رفیق — کژ رود جاهل همیشه در طریق
روز شه در جستجو بیگاه شد — سوی آن کمپیر و آن خرگاه شد

دید ناگه باز را در دود و گرد — شه برو بگریست زار و نوحه کرد

گفت هر چند این وفای کار تست — که نباشی در وفای ما درست

چون کنی از خلد در دوزخ قرار — غافل از لا یستوی اصحاب النار

باز می مالید پر بر دست شاه — بی زبان می گفت من کردم گناه

باز گفت ای شه پشیمان می شوم — توبه کردم نو مسلمان می شوم

این سزای آن که از شاه خبیر — خیره بگریزد بخانه گنده پیر

گنده پیر جاهل این دنیا دنیست — هر که مائل شد بدو خوار و غبیست

هست دنیا جاهل و جاهل پرست — عاقل آن باشد کزین جاهل برست

هر که با جاهل بود همراز باز — آن رسد با او که با آن شاهباز

حکایت باز و چغدان

باز در ویران بر چغدان فتاد — راه را گم کرد و در ویران فتاد

ولوله افتاد در چغدان که ها — باز آمد تا بگیرد جای ما

باز گوید من نه در خوردم بجغد — صد چنین ویران رها کردم بجغد

من نخواهم بود این جا می روم — سوی شاهنشاه راجع می شوم

این خرابه آباد بر چشم شماست — ورنه ما را ساعد شه بازجاست

چغد گفتا باز حیلت می کند — تا ز خان و مان شما را بر کند

خانهای ما بگیرد او بمکر — بر کند ما را بسالوسی ز وکر

لاف از شه می‌کند وز دست شاه　　تا برد او ما سلیمانان ز راه

اینت مالیخولیائے ناپذیر　　اینت لاف خام و دام گول گیر

هر که این باور کند از ابلهی ست　　مرغکی لاغر چه درخورد شهی ست

کمترین جغد ار زند بر مغز او　　مر ورا یاری گری از شاه کو

گفت باز ار یک پر من بشکند　　بیخ جغدستان شهنشه بر کند

پاسبان من عنایات وی ست　　هر کجا که من روم شه در پی ست

در دل سلطان خیال من مقیم　　بی خیال من دل سلطان سقیم

بازم و در من شود حیران هما
چغد که بود تا بداند سر ما

حکایت روستائی و شیر

روستائی گاو در آخر ببست　　شیر گاوش خورد و بر جایش نشست

روستائی شد در آخر سوی گاو　　گاو را می‌جست شب آن کنجکاو

دست می‌مالید بر اعضای شیر　　پشت و پهلو گاه بالا گاه زیر

گفت شیر ار روشنی افزون بدی　　بردریدی زهره‌اش و دل خون شدی

این چنین گستاخ زان می‌خاردم　　کو درین شب گاو می‌پنداردم

حق همی گوید که اے مغرور کور　　نے ز نامم پاره پاره گشت طور

که لو انزلنا کتابا للجبل　　لانصدع ثم انقطع ثم ارتحل

از پدر وز مادر این بشنیده　　لاجرم غافل درین پیچیده

گر تو بے تقلیب از و واقف شوی
بے نشان بے جائے چون ہاتف شوی

حکایت شیخ احمد خضرویہ

بود شیخی دائما او وامدار — از جوان مردی کہ بود او نامدار
ہم بوام او خانقاہے ساختہ — خانمان و خانقہ در باختہ
احمد خضرویہ بودہ نام او — خدمت عشاق بودہ کام او
چون کہ عمر شیخ در آخر رسید — در وجود خود نشان مرگ دید
وامداران گرد او بنشستہ جمع — شیخ در خود خوش گدازان مثل شمع
کودکے حلوا ز بیرون بانگ زد — لاف حلوا بر امید وانگ زد
شیخ اشارت کرد خادم را بسر — کز برون آ جملہ حلوا را بخر
در زمان خادم برون آمد ز در — تا خورد آن جملہ حلوا زان پسر
او طبق بنہاد اندر پیش شیخ — تو ببین اسرار سر اندیش شیخ
کرد اشارت با غریمان کین نوال — یک تبرک خوش خورید این احلال
بہر فرمان جملگی حلقہ زدند — خوش ہمی خوردند حلوا ہمچو قند
چون طبق خالی شد آن کودک ستد — گفت دینارم بدہ اے باخرد
شیخ گفتا از کجا آرم درم — وامدارم میروم سوئے عدم
کودک از غم زد طبق را بر زمین — نالہ و گریہ بر آورد و حنین
از غریو کودک آن جا خیر و شر — گرد آمد گشت بر کودک حشر

وان عزیزان هم ز انکار و جحود ‌ ‌ رو بشیخ آورده کاین بازی چه بود

مال ما خوردی مظالم می بری ‌ ‌ از چه بود این ظلم دیگر بر سری

هم شدے تو نیز کودک تا اسه چند ‌ ‌ همت شیخ آن سخا را کرد بند

تا نماز دیگر آن کودک گریست ‌ ‌ شیخ دیده بست و در وی ننگریست

شد نماز دیگر آمد خادمے ‌ ‌ یک طبق بر کف ز پیش حاتمے

چار صد دینار بر گوشه طبق ‌ ‌ نیم دینار دگر اندر ورق

چون طبق پوشش از طبق برداشت او ‌ ‌ خلق دیدند آن کرامت را ازو

آه و افغان از همه برخاست زود ‌ ‌ کای سر شیخان و شاهان این چه بود

ماندانستیم ما را عفو کن ‌ ‌ بس پراگنده که رفت از ما سخن

شیخ فرمود آن همه انکار و قال ‌ ‌ من بحل کردم شما را آن جدال

سر آن این بود کز حق خواستم ‌ ‌ لاجرم بنمود راه راستم

گفت این دینار اگرچه اندکست ‌ ‌ لیک موقوف غریو کودکست

تا نگرید کودک حلوا فروش ‌ ‌ بحر بخشایش نمی آید بجوش

ای برادر طفل طفل چشم تست ‌ ‌ کام خود موقوف زاری دان نخست

کام خود موقوف زاری دلست
بے تضرع کامیابی مشکلست

حکایت لقمان علیه السلام

خواجهٔ لقمان چو لقمان را شناخت ‌ ‌ بنده بود او را و با او عشق باخت

هر طعامی کاوریدندی بوی — کس سوی لقمان فرستادی ز پی

تا که لقمان دست سوی او برد — قاصدا تا خواجه پس خوردش خورد

خربزه آورده بودند ارمغان — لیک غائب بود لقمان از میان

گفت خواجه با غلامی کای فلان — زود رو فرزند لقمان را بخوان

چون که لقمان آمد و پیشش نشست — خواجه پس بگرفت سکینی بدست

چون برید و داد او را یک برین — همچو شکر خوردش و چون انگبین

از خوشی که خورد داد او را دوم — تا رسید آن شقتها تا هفده هم

ماند یکی گفت این را من خورم — تا چه شیرین خربزه است این بنگرم

چون بخورد از تلخیش آتش فروخت — هم زبان کرد آبله هم حلق سوخت

ساعتی بیخود شد از تلخی آن — بعد از آن گفتش که ای جان و جهان

نوش چون کردی تو چندین زهر را — لطف چون انگاشتی این قهر را

گفت من از دست نعمت بخش تو — خورده ام چندان که از شرمم دو تو

شرمم آمد که یکی تلخ از کفت — می نه نوشم ای تو صاحب معرفت

گر ز تو یک تلخی کنم فریاد و داد — خاک صد ره بر سر اجزام باد

لذت دست شکر بخش تو داشت — اندرین بطیخ تلخی کی گذاشت

حکایت سنقر و امیر او

در زمانی بود میری از کرام — بود سنقر نام او را یک غلام

میر شد محتاج گرمابه سحر — بانگ زد سنقر ها بر دار سر

طاس و مندیل و گل از التون بگیر — تا بگرمابه رویم ای ناگزیر

سنقر آمد طاس و مندیلی نکو — برگرفت و رفت با او دو بدو

مسجدی بر ره بد و بانگ صلا — آمد اندر گوش سنقر در ملا

بود سنقر سخت مولع در نماز — گفت ای میر من ای بنده نواز

تو بدین دکان زمانی صبر کن — تا گزارم فرض و خوانم لم یکن

داد دستوری بسنقر کاندر آ — چون امام حی بزد و الصلا

رفت سنقر میر بر دکان نشست — منتظر از بادو پیشه در بدست

چون امام و قوم بیرون آمدند — از نماز و وردها فارغ شدند

گفت ای سنقر چرا نائی برون — گفت می نگذاردم ای ذوفنون

گفت آخر مسجد اندر کس نماند — کیست وا میدارد آنجاکت نشاند

گفت آنکه بسته استت از برون — بسته است او هم مرا در اندرون

آنکه نگذارد ترا کائی درون — می نه نگذارد مرا کایم برون

حکایت مارگیر و مار بیهوش

مارگیری رفت سوی کوهسار — تا بگیرد او بافسونهاش مار

اژدهای مرده دید آن جا عظیم — که دلش از شکل او شد پر ز بیم

مارگیر آن اژدها را بر گرفت — سوی بغداد آمد از بهر شگفت

بر لب شط مرد هنگامه نهاد — غلغله در شهر بغداد اوفتاد

مارگیری اژدها آورده است — بوالعجب نادر شکاری کرده است

جمع آمد صد هزاران خام ریش ... صید او گشته چو او از ابلهیش

منتظر ایشان و او هم منتظر ... تا که جمع آید خلق منتشر

اژدها کز زمهریر افسرده بود ... زیر صد گونه پلاس و پرده بود

بسته بودش با رسنهای غلیظ ... احتیاطی کرده بودش آن حفیظ

در درنگ و انتظار اتفاق ... تافت بر آن مار خورشید عراق

آفتاب گرم سیرش گرم کرد ... رفت از اعضای او اخلاط سرد

مرده بود و زنده گشت او از شگفت ... اژدها بر خویش جنبیدن گرفت

بندها بگسست و بیرون شد ز زیر ... اژدهای زشت غران همچو شیر

در هزیمت بس خلایق کشته شد ... وز فتاده کشتگان صد پشته شد

نفس اژدرهاست او کی مرده است ... از غم بی آلتی افسرده است

گر بیابد آلت فرعون او ... که به امر او همی گشت آب جو

وان گه او بنیاد فرعونی نهد

راه صد موسی و صد هارون زند

حکایت شخصی که مادر را بکشت

آن یکی از خشم مادر را بکشت ... هم به زخم خنجر و هم زخم مشت

آن یکی گفتش که از بد گوهری ... یاد ناوردی تو حق مادری

هی تو مادر را چرا کشتی بگو ... او چه کرد آخر بگو ای زشت خو

هیچ کس کشتست مادر ای عنود ... می نگوئی کو چه کرد آخر چه بود

گفت کاری کرد کان عاری وی است / کشتمش کان خاک ستار وی است

متهم شد با یکی زان کشتمش / غرق خون در خاک گور آغشتمش

گفت آن کس را بکش ای محتشم / گفت پس هر روز خلقی را کشم

کشتم او را رستم از خونهای خلق / نای او برم بهست از نای خلق

نفس تست آن مادر بدخاصیت / که فساد اوست در هر ناحیت

پس بکش او را که بهر آن دنی / هر دمی قصد عزیزی می کنی

از وی این دنیای خوش بر تست تنگ / از پی او با حق و با خلق جنگ

نفس کشتی باز رستی ز اعتذار / کس ترا دشمن نماند در دیار

حکایت پشه دادخواه

پشه آمد در حدیقه از گیاه / وز سلیمان گشت پشه دادخواه

کای سلیمان معدلت می گستری / بر شیاطین و آدمیزاد و پری

داد ده ما را که بس زاریم ما / بی نصیب از باغ و گلزاریم ما

پس سلیمان گفت ای انصاف جو / داد و انصاف از که می خواهی بگو

گفت پشه داد من از دست باد / کو دو دست ظلم بر ما برگشاد

پس سلیمان گفت ای زیبا دوی / امر حق باید که از جان بشنوی

حق بمن گفته ست هان ای دادور / مشنو از خصمی تو بی خصمی دگر

تا نیاید هر دو خصم اندر حضور / حق نیاید پیش حاکم در ظهور

گفت قولت هست برهان درست — خصم من باد است و او در حکم تست

بانگ زد آن شه که ای باد صبا — پشه افغان کرد از ظلمت بیا

باد چون بشنید آمد تیز تیز — پشه بگرفت آن زمان راه گریز

پس سلیمان گفت ای پشه کجا — باش تا بر هر دو رانم من قضا

گفت ای شه مرگ من از بود اوست — خود سیاه این روز من از دود اوست

او چو آمد من کجا یابم قرار — کو برآرد از نهاد من دمار

همچنین جویای درگاه خدا — چون خدا آید شود جوینده لا

حکایت دباغ و علاج او

آن یکی دباغ در بازار شد — تا خرد آنچه ورا در کار بد

چون که در بازار عطاران رسید — ناگهان افتاد بیهوش و خمید

جمع آمد خلق بر وی آن زمان — جملگان لاحول گو درمان کنان

آن یکی کف بر دل او می براند — وز گلاب آن دیگری بر وی فشاند

آن یکی دستش همی مالید و سر — وان دگر کهگل همی آورد تر

این برادر داشت آن دباغ زفت — گربزی دانا بیامد زود تفت

اندکی سرگین سگ در آستین — خلق را بشکافت و آمد با حنین

خلق را می راند از وی آن جوان — تا علاجش را نه بینند آن کسان

سر به گوشش برد همچون رازگو — پس نهاد آن چیز بر بینی او

چون که بوی آن حدث را او کشید — مغز شوریده‌اش باخویش باز شد
ساعتی بد مرده جنبیدن گرفت — خلق گفتند این فسونی بد شگفت
هر کرا مشک نصیحت سود نیست — جز بدین بوی بدش بهبود نیست
با حدث کو ہست عادت سال و ماہ — بوی عطرش لاجرم دارد تباہ
پس چنین گفتست جالینوس مہ — آنچه عادت داشت بیمار آنش دہ
ہست قوت با دریغ و لہو و لاغ — شورش معدہ ست ما را زین بلاغ
پند را صد تو و افزون می کنند — عقل را از رہ بافیون می کشند

گند شرک و کفر ایشان سبب حدث است
ہین که در باغ اوفتادہ تخم وست

قصه گم شدن حضرت محمد مصطفیٰ در طفلی

قصه راز حلیمه گویمت — تا زداید داستان او غمت
مصطفیٰ را چون ز شیر او باز کرد — بر کفش برداشت چون ریحان و ورد
می گریزانیدش از ہر نیک و بد — تا سپارد آن شہنشہ را به جد
چون ہمی آورد امانت را ز بیم — شد به کعبه وآمد او اندر حطیم
از ہوا بشنید بانگی کای حطیم — تافت بر تو آفتابی بس عظیم
گشت حیران آن حلیمه زان صدا — نه کسی در پیش نه سوی قفا
مصطفیٰ را بر زمین بنهاد او — تا کند آن بانگ خوش را جستجو
چشم می انداخت آن دم سو بسو — که کجا است این شه اسرار گو

چون ندید او هیچ و نومید شد　　جسم لرزان همچو شاخ بید شد

باز آمد سوی آن طفل رشید　　مصطفی را در مکان خود ندید

حیرت اندر حیرت آمد بر دلش　　گشت بس تاریک از غم منزلش

سوی منزلها دوید و بانگ داشت　　که که بر دردانه‌ام غارت گماشت

مکیان گفتند ما را علم نیست　　ما ندانستیم کاینجا کودکیست

ریخت چندان اشک و کرد او بس فغان　　که بر او گریان شدند آن مکیان

پیرمردی پیشش آمد با عصا　　کای حلیمه چه فتاد آخر ترا

گفت احمد را رضیعم معتمد　　پس بیاوردم که بسپارم به جد

چون رسیدم در حطیم آوازها　　می‌رسید و می‌شنیدم از هوا

من چو آن الحان شنیدم از هوا　　طفل را بنهادم آن جا زان صدا

تا ببینم این ندا آواز کیست　　که ندایی بس لطیف و بس شهیست

نه کسی دیدم بگرد خود نشان　　نه ندا می‌منقطع شد یک زمان

چونکه واگشتم ز حیرتهای دل　　طفل را آن جا ندیدم وای دل

گفتش ای فرزند تو انده مدار　　که نمایم مر ترا یک شهریار

که بگوید گر بخواهد حال طفل　　او بداند منزل و ترحال طفل

پس حلیمه گفت ای جانم فدا　　مر ترا ای شیخ خوب خوش ندا

هین مرا بنمای آن شاه نظر　　کش بود از حال طفل من خبر

برد او را پیش عزی کاین صنم　　هست در اخبار غیبی مغتنم

پیر کرد او را سجود و گفت زود　　ای خداوند عرب وی بحر جود

این حلیمهٔ سعدی از امید تو — آمد اندر ظل شاخ بید تو

که ازو فرزند طفلی گم شدست — نام آن کودک محمد آمدست

چون محمد گفت آن جمله بتان — سرنگون گشتند و ساجد آن زمان

که برو ای پیر این چه جستجوست — آن محمد را که عزل ما ازوست

چون شنید از سنگها پیر این سخن — چون عصا انداخت آن پیر کهن

چون در آن حالت بدید آن پیر را — پا و سر لرزان ز آواز ندا

گفت ای پیر اگر چه حیرتی — حیرتست اندر حیرتها اندر تیره‌گم

ساعتی با دم شکایت می‌کند — ساعتی سنگم ازین سختی کنند

گاه طفلم را ربوده غیبیان — غیبیان سبز پوش آسمان

غیرتش از شرح گفتن لب ببست — این قدر گویم که طفلم گم شدست

گر بگویم چیز دیگر من کنون — خلق بندندم به زنجیر جنون

چون خبر یابید جد مصطفی — از حلیمه وز فغانش بر ملا

آمد از غم بر در کعبه بسوز — کای خبیر از سر شب و از راز روز

آنچه فضل تو درین طفلیش داد — کس نشان ندهد ز اقبالی نهاد

من همه او را جمیع آرم جو — حال او را حال و آن پاکش بگو

از درون کعبه آمد بانگ زود — که هم اکنون رخ بتو خواهم نمود

طفل تو که بچه کودک خوب‌ست — هر دو عالم خود طفیل او بدست

ما جهان را با وی زنده کنیم — چرخ را در خدمتش بنده کنیم

در فلان وادیست زیر آن درخت — پس روان شد زود پیر نیک‌بخت

در رکابش با امیران قریش
زانکه پیشش بود ز اعیان قریش

حکایت موسی علیه السلام در بیان توحید

گفت موسی را بوحی دل خدا — کای گزیده دوست می دارم ترا
گفت چه خصلت بود ای ذو الکرم — موجب آن تا من آن افزون کنم
گفت چون طفلی به پیش والده — وقت قهرش دست هم در وی زده
باورش گیرند که بر وی زند — هم بپا او آید و بر وی دست زند
از کسی یاری نخواهد غیر او — دست جز او نگیرد غیر او
خاطر تو هم ز ما در خیر و شر — التفاتش نیست جای دیگر

غیر ما پیشت چه سنگ و کلوخ
گر صبی دیگر جوان دیگر شیوخ

حکایت مردی که با شمع در روز می گشت

آن یکی با شمع بر می گشت روز — گرد بازاری دلش با عشق و سوز
بوالفضولی گفت او را کای فلان — هین چه می جویی بسوی هر دکان
گفت می جویم بهر سو آدمی — که بود حی از حیات آن دمی
گفت هست این مرد بازار پر — مرد باشند آخر ای دانای حر
گفت خواهم مرد بر جاده دو ره — در ره خشم و بهنگام شره

این نه مردانند اینها صورت‌اند | مردهٔ نانند و کشتهٔ شهوت‌اند
این که می‌بینی خلاف آدم‌اند | نیستند آدم غلاف آدم‌اند

آدمیت لحم و شحم و پوست نیست
آدمیت جز رضای دوست نیست

حکایت موسی علیه السلام بتحریض عیادت رنجور

آمد از حق سوی موسی این عتیب | کای طلوع ماه دیده تو ز جیب
مشرقت کردم ز نور ایزدی | من حقم رنجور گشتم نامدی
گفت سبحانا تو پاکی از زیان | این چه رمزست این بکن یا رب بیان
باز فرمودش که در رنجوریم | چون نپرسیدی تو از روی کرم
گفت یا رب نیست نقصانی ترا | عقل گم شد این گره را برگشا
گفت آری بندهٔ خاص گزین | گشت رنجور او منم نیکش ببین
هست معذوریش معذوری من | هست رنجوریش رنجوری من

هر که خواهد همنشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیا

حکایت گبر و مسلمان

بود گبری در زمان بایزید | گفت او را یک مسلمان سعید
که چه باشد گر تو ایمان آوری | تا بیابی صد نجات و سروری

گفت ایں ایماں اگر ہست اے مرید / آں کہ دارد شیخ عالم بایزید

من ندارم طاقت آں تاب آں / کاں فزوں آمد ز کوششہائے جاں

باز ایماں گر خود ایمان شماست / نے بداں میلستم و نے اشتہاست

آں کہ صد میلش سوئے ایماں بود

چوں شمارا دید پس فاتر شود

حکایت چہار کس جنگ کنندہ در نماز

چار ہندو در یکے مسجد شدند / بہر طاعت راکع و ساجد شدند

موذن آمد ز اں یکے لفظے بجست / کاے موذن بانگ کردی وقت ہست

گفت آں ہندوے دیگر از نیاز / ہی سخن گفتی و باطل شد نماز

آں سوم گفت آں دوم را اے عمو / چہ زنی طعنہ بر او خود را بگو

آں چہارم گفت حمد اللہ کہ من / در نیفتادم بچہ چوں آں سہ تن

پس نماز ہر چہار آں شد تباہ / عیب گویاں بیشتر گم کردہ راہ

اے خنک جانے کہ عیب خویش دید

ہر کہ عیبے دید آں بر خود خرید

حکایت ناسپاسی اہل سبا

تو نخواندی قصۂ اہل سبا / یا بخواندی و ندیدی جز صدا

از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست / سوئے معنے ہوش کہ را راہ نیست

داد حق اهل سبا را بس فراغ
صد هزاران قصر و ایوانها و باغ

داد شان چندین ضیاع و باغ و راغ
از چپ و از راستشان از بهر فراغ

بس که می افتاد از پری ثمار
تنگ می شد معبر ره گذار

آن نثار میوه ره را می گرفت
از پری میوه رهرو در شگفت

سله بر سر در درختستان شان
پر شدی ناخواسته از میوه فشان

خوشها سر زیر تا زیر آمده
بر سر و روی رونده می زده

مرد گلخن تاب از پری زر
بسته بود او بر میان زرین کمر

گشته ایمن شهر و ده از دزد و گرگ
بز نترسیدی هم از گرگ سترگ

شکر آن نگزاردند آن بدرگان
در وفا بودند کمتر از سگان

مر سگی را لقمهٔ نانی ز در
چون رسد بر در همی بندد کمر

پاسبان و حارس در می شود
گرچه بر وی جور و سختی می رود

هم بر آن در باشدش باش و قرار
کفر دارد کرد غیری اختیار

ور سگی آید غریبی روز و شب
آن سگانش می کنند آن دم ادب

می گزندش که برو بر جای خویش
حق آن نعمت فرو نه از پیش

آن سبا ز اهل صبا بودند خام
کارشان کفران نعمت با کرام

سیزده پیغمبر آنجا آمدند
گمرهان را رهنما می شدند

ناصحان شان در نصیحت آمدند
از فسوق و کفرشان مانع شدند

قصد خون ناصحان می داشتند
تخم فسق و کافری می کاشتند

پس سبا گفتند باعد بیننا
شیننا خیر لنا خذ زیننا

شهرها نزدیک ما دیگر بدست — آن بیابانست خوش کانجا دوست

ما نمی خواهیم نعمتها و باغ — ما نمی خواهیم اسباب فراغ

انبیا گفتند در دل علتیست — کاندران در حق شناسی آفتیست

شکر منعم واجب آمد در خرد
ورنه بگشاید در خشم ابد

حکایت زاهد گریان

زاهدی را گفت یاری در عمل — کم گری تا چشم را ناید خلل

گفت زاهد از دو بیرون نیست حال — چشم بیند یا نه بیند آن جمال

گر ببیند نور حق خود چه غمست — در وصال حق دو دیده کی کمست

ور نخواهد دید حق را گو بره — این چنین چشم شقی گو کور شو

آدمی دیدست و باقی پوستست
دیده آنست آنکه دید دوستست

حکایت جوانی که ناگاه محبوب را یافت

یک جوانی بر زنی عاشق شده — روز و شب بیخواب و بیخور آمده

بیدل و شوریده و مجنون و مست — می ندادش عشق او نگار وصل دست

آن جوان در جستجو هشت سال — از خیال وصل گشته چون خیال

رفت از غم مست او شب بباغ — یار خود را یافت با شمع و چراغ

بود اندر باغ آن صاحب جمال — کز غمش این در عنا بد هشت سال

چون در آمد خوش در آن باغ آنجوان — خود فرو شد پا بگنجش ناگهان

دید آن معشوقه را او با چراغ — طالب انگشتری در جوی باغ

پس قرین می‌کرد از ذوق آن نفس — با ثنای حق دعای آن عسس

گفت سازیده سبب را آن نفس — ای خدا تو رحمتی کن بر عسس

ناشناسا تو سببها کرده‌ای — از در دوزخ بهشتم برده‌ای

بهر آن کردی سبب این کار را — تا ندارم خار من یک خار را

هر چه آن بر تو کراهیت بود
چون حقیقت بنگری رحمت بود

حکایت شعیب علیه السلام و مرد گنهگار

آن یکی می‌گفت در وقت شعیب — که خدا از من بسی دیدست عیب

چند دید از من گناه و جرمها — وز کرم یزدان نمی‌گیرد مرا

حق تعالی گفت در گوش شعیب — در جواب او فصیح از راه غیب

که بگفتی چند کردم من گناه — وز کرم نگرفت در جرمم اله

عکس می‌گوئی و مقلوب ای سفیه — ای رها کرده ره و بگرفته تیه

چند چندت گیرم و تو بی‌خبر — در سلاسل مانده‌ای پا تا بسر

گفت یارب دفع من میگوید او — وان گرفتن را نشان میجوید او

گفت ستارم نگویم رازهاش — جز یکی رمز از برای ابتلاش

یک نشانِ آن که گیرستم ورا — آن که طاعت دارد و صوم و دعا

از زکوة و از نماز و غیب آن — لیک یک ذره ندارد ذوقِ جان

طاعتش نغزست و معنی نغز نے — جوزها بسیار و در وے مغز نے

چون شعیب این نکتها با او بگفت
زان دمِ جان در دل او گل شگفت

حکایت مرد ابله و خرس

اژدهائے خرس را در می‌کشید — شیر مردے رفت و فریادش رسید

خرس هم از اژدها چون وا رهید — وان کرم زان مرد مردانه بدید

چون سگِ اصحابِ کهف آن خرس زار — شد ملازم از پئے آن بردبار

آن مسلمان سر نهاد از خستگی — خرس حارث گشت از دل بستگی

آن یکے بگذشت و گفتش حال چیست — اے برادر مر ترا این خرس کیست

قصه وا گفت و حدیثِ اژدها — گفت بر خرسے منه دل ابلها

دوستی ابله بتر از دشمنی ست — او بهر حیله که دانی راندنی ست

گفت رو رو کارِ خود کن اے حسود — گفت کارم این بد و رفتت نمود

شخص خفت و خرس میراندش مگس — وز ستیز آمد مگس زو باز پس

چند بارش راند از روئے جوان — آن مگس پس باز می‌آمد دوان

خشمگین شد با مگس خرس و برفت — بر گرفت از کوه سنگے سخت زفت

سنگ آورد و مگس را دید باز — بر رخِ خفته گرفته جائے باز

برگرفت آں آسیا سنگ و ببرد — بر مگس تا آں مگس واپس خزد
سنگ آمد روے خفتہ را خشخاش کرد — ویں مثل بر جملہ عالم فاش کرد

مہر ابلہ مہر خرس آمد یقیں
کیں او مہرست و مہر اوست کیں

حکایت مرد لافی

پوست دنبہ یافت مرد مستہاں — ہر صباح او چرب کردی سبلتاں
در میانِ منعماں رفتے کہ من — لوت چربے خوردہ ام در انجمن
دست بر سبلت نہادے در نوید — رمز یعنی سوے سبلت بنگرید
کیں گواہ صدق گفتار منست — ویں نشان چرب و شیریں خوردنست
اشکمش گفتے جواب بے طنیں — کہ اباد اللہ کید الکاذبیں
لاف تو ما را بر آتش برنہاد — کاں سبال چرب تو برکندہ باد
گر نبودے لاف زشتت اے گدا — یک کریمے رحم افگندے بما
چوں شکم خود را بحضرت واسپرد — گربہ آمد پوست دنبہ را ببرد
از پے گربہ دویدند او گریخت — کودک از ترس عتابش رنگ ریخت
آمد اندر انجمن آں طفل خرد — آبروے مرد لافی را ببرد
گفت آں دنبہ کہ ہر صبحے بداں — چرب میکردے لباں و سبلتاں
گربہ آمد ناگہانش در ربود — بس دویدیم و نکرد آں جہد سود
پہلواں در لاف گرم و ذوقناک — چوں شنید ایں قصہ گشت از غم ہلاک

منفعل شد در میان انجمن / سر فرو برد و خمش شد از سخن

خنده آمد حاضران را از شگفت / رحمها شان باز جنبیدن گرفت

دعوتش کردند و سیرش داشتند / تخم رحمت در زمینش کاشتند

او چو ذوق راستی دید از کرام

بی تکبر راستی را شد غلام

حکایت باغبان و صوفی و فقیه و علوی

باغبانی چون نظر در باغ کرد / دید چون دزدان بباغ خود سه مرد

یک فقیه و یک شریف و صوفیی / هر یکی شوخی فضولی یوفیی

گفت با این‌ها مرا صد حجت است / لیک جمع اند و جماعت رحمت است

حیله کرد و کرد صوفی را براه / تا کند یارانش را با او تباه

گفت صوفی را برو سوی وثاق / یک گلیم آور برای این رفاق

رفت صوفی گفت خلوت با دو یار / تو فقیهی وین شریف نامدار

ما بفتوای تو نانی می خوریم / ما به پر دانش تو می پریم

وین دگر شهزاده و سلطان ماست / سید است از خاندان مصطفاست

کیست آن صوفی شکم خوار خسیس / تا بود با چون شما شاهان جلیس

چون بیاید مر ورا پنبه کنید / هفته بر باغ و راغ من تنید

چون بره کردند صوفی را و رفت / خصم شد اندر پیش با چوب زفت

گفت ای سگ صوفیی کو از ستیز / اندر آید باغ مردم سینه تیز

این جنید است و ره نمود و بایزید   از کدامین شیخ و پیرست این پلید
کوفت صوفی را چو تنها یافتش   نیم کشتش کرد و سر بشکافتش
چون ز صوفی گشت فارغ باغبان   یک بهانه کرد زان پس جنس آن
کای شریف من برو سوی وثاق   کز برای چاشت پختستم رقاق
بر در خانه بگو قیماز را   تا بیارد آن رقاق و قاز را
چون به ره کردش بگفت ای مرد دین   تو فقیهی ظاهرست این و یقین
او شریفی می کند دعوی سرد   مادر او را که داند تا چه کرد
خویشتن را بر علی و بر نبی   بسته است اندر زمانه هر غبی
خواند افسونها شنید آنرا فقیه   در پیش رفت آن ستمگار سفیه
گفت ای خر اندرین باغت که خواند   دزدی از پیغمبرت میراث ماند
شیر را بچه همی ماند بدو   تو به پیغمبر چه می مانی بگو
با شریف آن کرد آن دون ازنجی   که کند با آل یسین خارجی
شد شریف از زخم آن ظالم خراب   با فقیه او گفت ما جستیم از آب
پای دار اکنون که گشتی فرد و کم   چون دهل شو زخم می خور در شکم
شد از و فارغ بیامد کای فقیه   چه فقیهی ای تو ننگ هر سفیه
بوحنیفه داد این فتوی ترا   شافعی گفتست این ای ناسزا
این بگفت و دست بر شیخ برگشاد   دست او کین وحشش را واداد
زد ورا القصه بسیار و شکست   کرد بیرونش ز باغ و در ببست
گفت حق است بزن دستت رسید   این سزای آنکه از یاران برید

هر که تنها ماند از یاران خود
اینچنیں آید مر او را جمله بد

حکایت حضرت معاویه رضی الله عنه با ابلیس

در خبر آمد که خالِ مومناں ‌‌ خفته بد در قصر اندر یک زماں
ناگهاں مردے ورا بیدار کرد ‌‌ چشم چوں بکشاد پنهاں گشت مرد
گفت اندر قصر کس را ره نبود ‌‌ کیست کایں گستاخی و جرأت نمود

در پسِ در او یکے را دید کو ‌‌ در پسِ پرده نهاں می‌کرد رو
گفت هی تو کیستی نامِ تو چیست ‌‌ گفت نامم فاش ابلیس شقی ست
گفت بیدارم چرا کردی بجد ‌‌ راست گو با من مگو برعکس و ضد

گفت هنگامِ نماز آخر رسید ‌‌ سوی مسجد زود می‌باید دوید
گفت نے نے ایں غرض نبود ترا ‌‌ که بخیرے رهنما باشی مرا
دزد پنهاں ره کند در مسکنم ‌‌ گویدم که پاسبانی می‌کنم
خاصه دزدے چوں تو قطاع الطریق ‌‌ از چه ره گشتی چنیں بر من شفیق

گفت ما اول فرشته بوده‌ایم ‌‌ راهِ طاعت را بجاں پیموده‌ایم
پیشهٔ اول کجا از دل رود ‌‌ مهرِ اول کے ز دل زائل شود

از که خوردم شیر غیر از شیرِ او ‌‌ که مرا پرورد جز تدبیرِ او
خوی کاں با شیر رفت اندر وجود ‌‌ کے تواں او را ز مردم وا کشود
امتحانِ شیر و کلیم کرد حق ‌‌ امتحانِ نقد و قلبم کرد حق

نیکواں را رہنمائی مے کنم ‌ ‌ ‌ مریداں را پیشوائی مے کنم

گر ترا بیدار کردم بہر دیں ‌ ‌ ‌ خوئی اصل من ہمین ست و ہمیں

گفت امیر ای راہ زن حجت مگو ‌ ‌ ‌ مر ترا رہ نیست در من رہ مجو

ای بلیس خلق سوز فتنہ جو ‌ ‌ ‌ بر چہ ام بیدار کردی راست گو

گفت ہر مردے کہ باشد بدگماں ‌ ‌ ‌ نشنود او راست را با صد گماں

پس جواب او سکوت ست و سکوں ‌ ‌ ‌ ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں

بے گنہ لعنت کنی ابلیس را ‌ ‌ ‌ چوں نہ بینی از خود ایں تلبیس را

گفت غیر راستی نہ رہاندت ‌ ‌ ‌ داد سوئی راستی می خواندت

از بن دنداں بگفتش بہر آں ‌ ‌ ‌ کردمت بیدار بیداراں اے فلاں

تا رسی اندر جماعت در نماز ‌ ‌ ‌ از پئے پیغمبر دولت فراز

گر نمازت فوت می شد آں زماں ‌ ‌ ‌ میزدی از درد دل آہ و فغاں

آں تاسف آں فغاں و آں نیاز ‌ ‌ ‌ در گذشتے از دو صد رکعت نماز

من ترا بیدار کردم از نہیب ‌ ‌ ‌ تا نسوزاند چناں آہے حجیب

من حسودم از حسد کردم چنیں ‌ ‌ ‌ من عدوم کار من مکرست و کیں

گفت اکنوں راست گفتی صادقی

از تو ایں آید تو ایں را لائقی

حکایت کرامت ابراہیم ادہم علیہ السلام

ہم ز ابراہیم ادہم آمدست ‌ ‌ ‌ کو ز راہے بر لب دریا نشست

دلقِ خود میدوخت آں سلطانِ جاں / یک امیرے آمد آنجا ناگہاں
خیرہ شد در شیخ و اندر دلق او / گشتہ دیگرگوں تن خلوت خلق او
کو رہا کرد آنچناں ملک شگرف / برگزیدہ از فقر بس باریک حرف
ترک کردہ ملکِ ہفت اقلیم را / میزند بر دلق سوزن چوں گدا
شیخ واقف گشت از اندیشہ‌اش / شیخ چوں شیر ست و دلہا بیشہ‌اش
شیخ سوزن زود در دریا فگند / خواست سوزن را بآوازِ بلند
صد ہزاراں ماہئ اللہئ / سوزنے زر بر لبِ ہر ماہئ
سر بر آوردند از دریائے حق / کہ بگیر ای شیخ سوزہائے حق
رو بدو کرد و بگفتش کای امیر / ملک دل بہ یا چنیں ملکِ حقیر
چوں نفاذ امر شیخ آں میر دید / ز آمدِ ماہی شدش وجدے پدید
گفت اہ ماہی ز پیراں آگہ ست / شہ تنے را کو لعین درگہ ست
ماہیاں از پیر آگہ ما بعید / ما شقی از دولت ایشاں سعید

سجدہ کرد و رفت گریاں و خراب
گشت دیوانہ ز عشق و فتح باب

حکایت ترک سلطنت ابراہیم ادہم رحمہ

ہیں بگو احوال ابراہیم زود / ترک ملکش را بگو موجب چہ بود
خفتہ بر تختے شنید آں نیک نام / طقطقے و ہای و ہوئے شب تمام
گامہائے تند بر بام سرا / گفت با خود اینچنیں زہرہ کرا

بانگ زد بر روزن قصر او که کیست ـــ این نباشد آدمی ما ناپریست

سر فرو کردند قومی بوالعجب ـــ ما همی گردیم شب بهر طلب

هین چه می‌جوئید گفتند اشتران ـــ گفت اشتر بام بر کی جست هان

پس بگفتندش که تو بر تخت شاه ـــ چون همی جوئی ملاقات اله

خود همان بد دیگر آن را کس ندید ـــ چون پری او ز آدمی شد ناپدید

ملک را بر هم زن ادهم وار زود
تا بیابی همچو او ملک خلود

سوال معشوق وجواب عاشق

گفت معشوقی به عاشق کای فتا ـــ تو بغربت دیده بس شهرها

پس کدامین شهر زانها خوشترست ـــ گفت آن شهری که در وی دلبرست

هر کجا باشد شه ما را بساط ـــ هست صحرا گر بود سم الخیاط

با تو دوزخ جنتست ای جانفزا ـــ با تو زندان گلشنست ای دلربا

هر کجا تو با منی من خوش دلم
ور بود در قعر گورے منزلم

حکایت آں شغال که دعوی طاوسی نمود

یک شغالے رفت اندر خم رنگ ـــ اندر آں خم کرد یک ساعت درنگ

پس برآمد پوستش رنگیں شده ـــ که منم طاوس علییں شده

دید خود را سرخ و سبز و لعل و زرد
خویشتن را بر شغالاں عرض کرد

جمله گفتند ای شغالک حال چیست
که ترا در سر نشاطِ ملتوی ست

یک شغالے پیش او شد کای فلاں
شید کردی تا شدی از خوش دلاں

آں شغالے رنگ رنگ اندر نهفت
بر بنا گوشش ملامت گر بگفت

بنگر آخر در من و در رنگِ من
یک صنم چوں من ندارد خود شمن

ای شغالاں هیں مخوانیدم شغال
کے شغالے را بود چندیں جمال

جمله گفتندش چه خوانیمت بری
گفت او طاؤس نر چوں مشتری

پس بگفتندش که طاؤسانِ جاں
جلوه ها دارند اندر گلستاں

تو چناں جلوه کنی گفتا که نے
بادیه نارفته چوں گویم منے

بانگِ طاؤساں کنی گفتا که لا
پس نه طاؤسی خواجه بوالعلا

خلعتِ طاؤس آید ز آسماں
کے رسی از رنگ و دعوی ها براں

ای شغالِ بے جمال و بے هنر
هیچ بر خود ظن طاؤسی مبر

زانکه طاؤساں کنندت امتحاں
خوار و بے رونق بمانی در جهاں

حکایت طاؤس و حکیم

پر خود می کند طاؤسے بدشت
یک حکیمے رفته بد آنجا بگشت

گفت طاؤسا چنیں پرِ سنی،
بے دریغ از بیخ چوں بر میکنی

ایں چه ناشکری و چه ناپاکی ست
تو همی دانی که نقاشت کیست

چون شنید این پند درویشی بگریست — بی جوابی شد پشیمان و گریست
چون ز گریه فارغ آمد گفت رو — که تو رنگ دیو را هستی گرو
آن نمی بینی که هر سو صد بلا — سوی من آید پی این بالها
ای بسا صیاد بی رحمت مدام — بهر این پرها نهد هر سو دام
چون ندارم زور و ضبط خویشتن — زین قضا و زین بلا و زین فتن
آن به آید که شوم زشت و کریه — تا بوم ایمن درین کهسار و تیه
برکنم پرهای خود را بیدرنگ — تا نبیند از دیدامم هر کلنگ
نزد من جان بهتر از بال و پرست — جان بماند باقی و تن ابترست
این سلاح عجب من شد ای فتا — عجب آرد معجبان را صد بلا

پس هنر آمد هلاکت خام را
کز پی دانه نبیند دام را

حکایت مردی که دعای رزق حلال می کرد

آن یکی در عهد داود نبی — نزد هر دانا و پیش هر غبی
این دعا می کرد دائم کای خدا — ثروتی بی رنج روزی کن مرا
مدتی بسیار می کرد این دعا — روز تا شب شب همه شب تا مسا
تا که شد معروف در شهر و شهیر — کو زبان تهی جوید پنیر
تا که روزی ناگهان در چاشتگاه — این دعا میکرد با زاری و آه
ناگهان در خانه اش گاوی دوید — شاخ زد بشکست در بند کلید

گاو گستاخ اندر آن خانه بجست   مرد بر جست و قوائمهاش بست

پس گلوی گاو ببرید آن زمان   بی توقف بی تأمل بی امان

صاحب گاوش بدید و گفت هین   ای بظلمت گاو من گشته رهین

هین چرا کشتی بگو گاو مرا   ابله طرار انصاف اندر آ

گفت من روزی ز حق میخواستم   قبله را از لابه می آراستم

آن دعای کهنه‌ام شد مستجاب   روزی من بود کشتم نک جواب

او ز خشم آمد گریبانش گرفت   چند مشتی زد برویش ناشکفت

میکشیدش تا بداود نبی   که بیا ای ظالم گیج غبی

چون که داود نبی آمد برون   گفت هین چیست این احوال چون

مدعی گفت ای نبی الله داد   گاو من در خانهٔ او اوفتاد

کشت گاوم را بپرسش که چرا   گاو من کشت او بیان کن ماجرا

گفت داودش بگو ای بوالکرم   چون تلف کردی تو ملک محترم

گفت ای داود بودم هفت سال   روز و شب اندر دعا اندر سؤال

این همی جستم ز یزدان کای خدا   روزیی خواهم حلال و بی عنا

بعد از این ناله دعا و این فغان   گاو اندر خانه دیدم ناگهان

کشتمش او را تا دهم در شکر آن   که دعای من شنید آن غیب دان

این بگفت و گریه در شد های های   تا دل داود بیرون شد ز جای

گفت هین امروز ای خواهان گاو   مهلتم ده این دعاوی را مکاو

تا روم من سوی خلوت در نماز   پرسم این احوال از دانای راز

در فرو بست و برفت آنگه شتاب ‏ ‏ سوی محراب و دعای مستجاب
حق نمودش آنچه بنمودش تمام ‏ ‏ گشت واقف بر سزای انتقام
روز دیگر جمله خلقان آمدند ‏ ‏ پیش داود پیمبر صف زدند
همچنین این ماجرا با زرفت ‏ ‏ زود زد آن مدعی تشنیع زفت
گفت داودش خمش کن رو بهل ‏ ‏ این مسلمان را ز گاوت کن بحل
گفت واویلا چه حکم ست این چه داد ‏ ‏ از پی من شرع نو خواهی نهاد
بعد از آن داودش گفت ای عنود ‏ ‏ جمله مال خویش او را بخش زود
خاک بر سر کرد و جامه بر درید ‏ ‏ که بهر دم می کنی ظلمی مزید
گفت چون بختت نبد ای بخت کور ‏ ‏ ظلمت آمد اندک اندک در ظهور
رو که فرزندان تو با جفت تو ‏ ‏ بندگان او شدند افزون مگو
سنگ بر سینه همی زد با دو دست ‏ ‏ می دوید از جهل بالا و پست
خلق هم اندر ملامت آمدند ‏ ‏ کز ضمیر کار او غافل بدند
گفت ای یاران زمان آن رسید ‏ ‏ کان سر مکتوم او گردد پدید
جمله برخیزید تا بیرون رویم ‏ ‏ تا بر آن سر نهان واقف شویم
چون برون رفتند سوی یک درخت ‏ ‏ گفت دستش را ز پس بندید سخت
گفت ای سگ جد این را کشته‌ای ‏ ‏ تو غلام خواجه زین رو گشته‌ای
خواجه را کشتی و بردی مال او ‏ ‏ کرد یزدان آشکارا حال او
آن زنت او را کنیزک بوده ست ‏ ‏ با همین خواجه جفا بنموده است
هرچه زو زایید ماده یا که نر ‏ ‏ ملک وارث باشد آنها سربسر

تو غلامی کسب و کارت ملک اوست — شرع جستی شرع بستان ور نکوست

کارد را از اشتاب کردی زیر خاک — از خیالے کہ بدیدی سہمناک

نک سرش با کارد در زیر زمیں — باز کاوید ایں زمیں را ہمچنیں

نام ایں سگ ہم نوشتہ کارد بر — کرد با خواجہ چنیں مکر و ضرر

ہمچنیں کردند چوں اشگافتند — در زمیں آں کارد با سر یافتند

ولولہ در خلق افتاد آں زماں — ہر یکے زنار ببرید از میاں

واں گہے سوے درخت آورد رو — گفت زیں حالت کہ میدانی بگو

در زماں از شاخ و برگ آں درخت — آمد از صنع خدا آواز سخت

کای رسول حق ہمی گفتی تو راست — صانع عالم بریں گفتت گواست

جملہ از داؤد گشتہ عذر خواہ — زانکہ بد ظن گشتہ بودند و تباہ

بعد ازاں گفتش بیا ای داد خواہ — داد خود بستاں تو از ایں رو سیاہ

ہم بداں تیغش بفرمود او قصاص — کے کند مکرش ز علم حق خلاص

علم حق گرچہ مواساہا کند — چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

کشتہ شد ظالم جہانے زندہ شد — ہر یکے زانہا خدا را بندہ شد

نفس خود را کش جہانے زندہ کن — خواجہ را کشتہ ست او را بندہ کن

مدعی گاو نفس تست ہیں — خویشتن را خواجہ کردست و مہیں

آں کشندہ گاو عقل تست رو

بر کشندہ گاو تن منکر مشو

حکایت مندیل در تنور انداختن انس بن مالک رضی اللہ عنہ

از انس فرزند مالک آمدست
کہ بمہمانیِ او شخصے شدست
او حکایت کرد کز بعدِ طعام
دید انس دستارخوانے ازردفام
چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ
اندر افگن در تنورش یکدمہ
در تنورِ پیر ز آتشش درفگند
آں زماں دستارخواں را ہوشمند
جملہ مہماناں درآں حیراں شدند
انتظار دود وگند وری بدند
بعد یکساعت برآورد از تنور
پاک و اسپید و ازاں اوساخ دور
قوم گفتند اے صحابیِ عزیز
چوں نسوزید و منقی گشت نیز
گفت ز انکہ مصطفیٰ دست و دہاں
بس بمالید اندریں دستارخواں
اے دل ترسندہ از نار و عذاب
با چناں دست و لبے کن اقتراب

چوں جمادے را چنیں تشریف داد
جانِ عاشق را چہا خواہد گشاد

حکایت دزد در عہدِ عمرؓ

عہدِ عمر آں امیرِ مومناں
داد دزدے را بجلاد و عواں
بانگ زد آں دزد کے میرِ دیار
اولیں بارست جرمم درگذار
گفت عمر حاش للہ کہ خدا
بار اول قہر نارد در جزا
بارہا پوشد پئے اظہارِ فضل
بار زگیرد از پئے اظہار عدل

تا که این هر دو صفت ظاهر شود
آن مبشر گردد این منذر شود

حکایت شخصی که زبان بهایم آموخت

گفت موسیٰ را یکی مرد جوان — که بیاموزم زبان جانوران
گفت موسی در گذر کن زین هوس — کین خطر دارد بسی در پیش و پس
گرم تر شد مرد زان منعش که کرد — گرم تر گردد همی از منع مرد
گفت باری نطق سگ کو بر درست — نطق مرغ خانگی کاهل پرست
گفت موسیٰ هین تو دانی رو رسید — نطق این هر دو شود بر تو پدید
بامدادان آن برای امتحان — ایستاده منتظر بر آستان
خادمه سفره بیفشاند و فتاد — پارهٔ نانی بیات آثار زاد
در ربود آن را خروسی چون گرو — گفت سگ کردی تو بر ما ظلم رو
دانه گندم توانی خورد و من — عاجزم در دانه خوردن در وطن
این لب نانی که قسم ماست آن — می ربائی این قدر را از سگان
پس خروسش گفت تن زن غم مخور — که عوض بدهد خدا زین بدگر
اسپ این خواجه سقط خواهد شدن — روز فردا سیر خور کم کن حزن
اسپ را بفروخت چون بشنید مرد — پیش سگ شد آن خروسک روی زرد
گفت سگ را آن خروس باخبر — که سقط شد اسپ او جای دگر
لیک فردا استرش گردد سقط — مر سگان را باشد این نعمت فقط

زود اشتر را فروشید آن حریص ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌— یافت از غم وز زیان آن دم محیص

روز ثالث گفت سگ با آن خروس — ای امیر کاذبان با طبل و کوس

تا بکی گوئی دروغ ای بی فروغ — دوغی ای نااہل دوغی دوغ دوغ

گفت او بفروخت اشتر را شتاب — لیک فردایش غلام آید مصاب

این شنید و آن غلامش را فروخت — رست از خسران و رخ را برفروخت

روز دیگر آن سگ محروم گفت — کای خروس ژاژخا کو طاق و جفت

چند چند آخر دروغ و مکر تو — خود نپرد جز دروغ از وکر تو

گفت حاشا از من و از جنس من — که بگردیم از دروغی ممتحن

او گریزانید مالش را ولیک — خون خود را ریخت اندر یاب نیک

یک زیان دفع زیانها می‌شدی — جسم و مال ماست جانها را فدی

لیک فردا خواهد او مردن یقین — گاو خواهد کشت وارث در حنین

گاو قربانی و نان‌هاے تنک — بر سگان و سائلان ریزد سبک

مرگ اسپ و اشتر و مرگ غلام — بد قضا گردان ای مغرور خام

گوش بنهاده بد آن مرد خبیث — می‌شنود او از خروسش این حدیث

چون شنید اینها روان شد تیز و تفت — بر در موسی کلیم الله رفت

رو همی مالید بر خاک او ز بیم — که مرا فریاد رس زین ای کلیم

گفت تیرے جست از شست ای پسر — نیست سنت کاید او واپس دگر

لیک درخواهم ز نیکو داوری — تا که ایمان آن زمان با خود بری

کرد اجابت آن دعا را کردگار
رحم فرمودش بعجز و افتقار

حکایت آن زن که فرزندش نمی زیست

یک زنی هر سال زائیدے پسر ‌‌ ‌ بیش از شش مه نبودے عمر در

یا سه مه یا چار مه گشتے تباه ‌ ‌ ناله کرد آن زن که افغان اے اله

نه مهم بارست و سه ماهم فرح ‌ ‌ نعمتم زوتر رواز قوس قزح

بست فرزندش چنین در گور رفت ‌ ‌ آتشے در جان او افتاد تفت

تا شبے بنمود او را جنتے ، ‌ ‌ باغکے سبزے خوشے بے زحمتے

دید بر قصرے نبشته نام خویش ‌ ‌ آن خود دانستش آن محبوس کیش

بعد از آن گفتند کاین نعمت ورست ‌ ‌ کو بجان بازی بجز صادق نخاست

خدمتے بسیار مے بایست کرد ‌ ‌ مر ترا تا برخوری زین چاشت خورد

چون تو کاهل بودی اندر التجا ‌ ‌ آن مصیبتها عوض دادت خدا

گفت یا رب تا بصد سال و فزون

آن چنینم ده بریز از من تو خون

حکایت فقیه با دستار بزرگ

یک فقیهے ژندها بر چیده بود ‌ ‌ در عمامه خویشتن پیچیده بود

تا شود زفت و نماید آن عظیم ‌ ‌ چون در آید سوئے محفل در حطیم

رو بسوے مدرسه کرده صبوح ‌ ‌ تا بدین ناموس یابد او فتوح

در ره تاریک مردے جامه کن ‌ ‌ منتظر استاده بود از بهر فن

در ربود او از سرش دستار را — پس دوان شد تا بسازد کار را

آن فقیهش بانگ بر زد کای پسر — باز کن دستار را آنگه ببر

چونکه بازش کرد آنکو میگریخت — صد هزاران ژنده اندر راه ریخت

زان عمامهٔ سخت و زفت و تو به تو — ماند یک گز کهنهٔ در دست او

بر زمین زد خرقه را کای بی عیار — زین دغل ما را بر آوردی ز کار

شرم نامد مر ترا زین ژنده‌ها — وین دغل بفگندیم ای پرده‌ها

گفت بنمودم دغل لیکن ترا — از نصیحت باز گفتم ماجرا

همچنین دنیا اگر چه خوش شگفت — عیب خود را بانگ زد با جمله گفت

اندرین کون و فساد ای اوستاد — آن دغل کون و نصیحت آن فساد

پس مگو دنیا بتزویرم فریفت
ورنه عقل من ز دامش می شکیفت

قصهٔ وکیل صدر جهان

در بخارا بندهٔ صدر جهان — متهم شد گشت از صدرش نهان

مدت ده سال سرگردان بگشت — گه خراسان گه قهستان گه دشت

از پس ده سال او از اشتیاق — گشت بی طاقت ز ایام فراق

گفت تاب فرقتم زین بیش نماند — صبر کی تاند خلاعت را نشاند

گفت ای یاران روان گشتم وداع — سوی آن صدری که میرست و مطاع

میدهم ار سوزیان می شوم — هرچه بادا باد آنجا می روم

مسکن یارست و شهر شاه من　　پیش عاشق این بود حب الوطن

گفت او را ناصحی کای بیخبر　　عاقبت اندیش اگر داری هنر

چون بخارا می روی دیوانهٔ　　لایق زنجیر و زندان خانهٔ

چون رهیدی و خدایت راه داد　　سوئے زندان میروی چونت فتاد

گفت ای ناصح خمش کن چند چند　　پند کم ده زانکه بس سختست بند

تو مکن تهدید از کشتن که من　　تشنهٔ زارم بخون خویشتن

گر بریزد خون من آن دوست رو　　پای کوبان جان برافشانم برو

رو نهاد آن عاشق خونابه ریز　　دل تپان سوے بخارا گرم و تیز

هر که دیدش در بخارا گفت خیز　　پیش ازین پیدا شدن منشین گریز

گفت من مستسقیم آبم کشد　　گرچه میدانم که هم آبم کشد

رفت آن بیدل سوی صدر جهان　　با رخ چون زعفران اشکے روان

جمله خلقان منتظر سر در هوا　　کش بسوزد یا برآویزد ورا

آه سوزانش سوے گردون شده　　در دل صدر جهان مهر آمده

گفت با خود در سحرگه کاے احد　　حال آن آوارهٔ ما چون بود

موج میزد در دلش عفو گنه　　که ز هر دل با دل آید روزنه

چون بدید او چهرهٔ صدر جهان　　گوئیا پریدش از تن مرغ جان

همچو چوب خشک افتاد آن تنش　　سرد شد از فرق سر تا ناخنش

شاه چون دیده مزعفر روے او　　پس فرود آمد ز مرکب سوے او

بر گرفتش سر نهاد اندر کنار　　بر رخش میکرد اشک زر نثار

می کشید از بی هوشی اش در بیان | اندک اندک از کرم صدر جهان
بانگ زد در گوش او شه کای گدا | زر نثار آوردمت دامن گشا
جان تو کاندر فراقم می طپید | چونکه زنهارش رسیدم چون رمید
بر جهید و بر طپید و شاد شد | در وصال از بند هجر آزاد شد
از ولش چندان برآمد هایهوی | حلقه کرد اهل بخارا گرد وی
خیره گویان خیره گریان خیره خند | مرد و زن خورد و کلان حیران شدند

عقل حیران که چه عشقست و چه حال
یا فراق او عجب تر یا وصال

خشم کردن پادشاه بر ندیم و شفاعت کردن عماد الملک

پادشاهی بر ندیمی خشم کرد | خواست تا از وی برآرد دود و گرد
هیچ کس را زهره نی تا دم زند | یا شفیعی بر شفاعت بر تند
جز عماد الملک نامی از خواص | در شفاعت مصطفاوار اند خاص
بر جهید و زود در سجده فتاد | در زمان شه تیغ قهر از کف نهاد
گفت اگر دیو است من بخشیدمش | ور بلیسی کرد من پوشیدمش
وان ندیم رسته از خوف و بلا | زین شفیع آزرد و برگشت از ولا
دوستی ببریده زان مخلص تمام | رو بگردانید ازو هنگام سلام
زین ملامت کرد او را ناصحی | کین جفا چون می کنی با مصلحی
گفت بهر شاه مبذول است جان | او چرا آید شفیع اندر میان

فخر آن سر کہ کفِ شاہش برد ‎ ‎ ‎ ننگ آن سر کو بغیرے سر برد

من خلیلِ وقتم و او جبرئیل
من نخواہم در بلا او را دلیل

حکایت آن عاشقِ خام کہ شبِ وعدہ آمد و خفت

عاشقے بودست در ایامِ پیش ‎ ‎ ‎ پاسبانِ عہد اندر عہدِ خویش

سالہا در بندِ وصلِ ماہِ خود ‎ ‎ ‎ شاہ مات و مات شاہنشاہ خود

گفت روزے یار او کامشب بیا ‎ ‎ ‎ کہ بپختم از پئے تو لوبیا

در فلان حجرہ نشین تا نیم شب ‎ ‎ ‎ تا بیایم نیم شبان بے طلب

مرد قربان کرد و نانہا بخش کرد ‎ ‎ ‎ چون پدید آمد مہش از زیر گرد

شب دران حجرہ نشستہ گرم‌دار ‎ ‎ ‎ بر امید وعدۂ آن یارِ غار

منتظر بنشستہ خوابش در ربود ‎ ‎ ‎ او فتاد و گشت بےخود آن عنود

بعد نصف اللیل آمد یارِ او ‎ ‎ ‎ صادق الوعدانہ آن دلدارجو

عاشقِ خود را فتادہ خفتہ دید ‎ ‎ ‎ اندکے از آستینِ او درید

گردگان چندش اندر جیب کرد ‎ ‎ ‎ کہ تو طفلی گیر این می باز گرد

چون سحر از خواب عاشق بر جہید ‎ ‎ ‎ آستین و گردگانہا را بدید

گفت شاہِ ما ہمہ صدق و وفاست ‎ ‎ ‎ آنچہ بر ما می رسد آن ہم ز ماست

خواب را بگذار امشب اے پدر
یک شبے در کوئے بےخوابان گذر

حکایت معلم و شاگردان

کودکان مکتبی از اوستاد — رنج دیدند از ملال و اجتهاد
مشورت کردند در تعویق کار — تا معلم در فتد در اضطرار
آن یکی زیرک‌ترین تدبیر کرد — که بگوید اوستا چونی تو زرد
اندکی اندر خیال افتد از این — تو برادر هم مدد کن این چنین
آن سوم وان چارم و پنجم چنین — در پی ما غم نمایند و حنین
هر یکی گفتش که شاباش ای ذکی — باد بختت بر عنایت متکی
متفق گشتند در عهد وثیق — که نگرداند سخن را یک رفیق
روز گشت و آمدند آن کودکان — بر همین فکرت ز خانه تا دکان
جمله استادند بیرون منتظر — تا در آید اول آن یار مصر
او در آمد گفت استا را سلام — خیر باشد رنگ رویت زرد فام
گفت استا نیست رنجی مر مرا — تو برو بنشین مگو یاوه هلا
نفی کرد اما غبار وهم بد — اندکی اندر دلش ناگاه زد
اندر آمد دیگری گفت این چنین — اندکی وان وهم افزون شد بدین
همچنین تا وهم او قوت گرفت — ماند اندر حال خود بس در شگفت
گشت استا سست از وهم و ز بیم — برجهید و می‌کشانید او گلیم
آمد و در را بتندی واگشاد — کودکان اندر پی آن اوستاد
گفت زن خیرست چون زود آمدی — که مبادا ذات نیکت را بدی

گفت کوری رنگ و حال من ببین | از غم بیگانگان اندر حنین
گفت زن ای خواجه عیبی نیستت | وهم و ظن لاشت بی معنیستت
گفت ای زن تو هنوزی در لجاج | می نبینی این تغیر و ارتجاج
جامهٔ خواب مرا زو گستران | تا بخسپم که سر من شد گران
جامهٔ خواب افگند استاد و فتاد | آه آه و ناله از وی می بزاد
کودکان آنجا نشستند و نهان | درس می خواندند با صد اندهان
کین همه کردیم و ما زندانی ایم | بد بنایی بود و ما بد بانی ایم
هین دگر اندیشه باید نمود | تا ازین محنت فرج یابیم زود
گفت آن زیرک که ای قوم پسند | درس خوانیدش با آواز بلند
چون همی خواندند گفت ای کودکان | بانگ ما استاد را دارد زیان
گفت استا راست می گوید روید | درد سر افزون شدم بیرون شوید
سجده کردند و بگفتند ای کریم | دور بادا از تو رنجوری و بیم
پس برون جستند سوی خانها | همچو مرغان در هوای دانها
هین برو کوتاه کن ای قیل و قال | وهم افگند اوستا را در وبال

عقل جزوی آفتش وهم است و ظن
زانکه در ظلمات شد او را وطن

حکایت مجنون و ناقهٔ او

بود مجنون در تنازع با شتر | گه شتر چربید گه مجنون حر

میل مجنوں پیش آں لیلیٰ رواں   میل ناقہ پس پے کرہ دواں

یک دم ار مجنوں ز خود غافل بدے   ناقہ گردیدے و واپس تر شدے

عشق و سودا چونکہ پر بودش بدن   می نبودش چارہ از بیخود شدن

آنکہ او باشد مراقب عقل بود   عقل را سودائے لیلیٰ در ربود

لیک ناقہ بس مراقب بود و چست   چوں بدیدے او مہار خویش سست

فہم کردے زو کہ غافل گشت و دنگ   رو سپس کردے بکرہ بے درنگ

چوں بخود باز آمدے دیدے ز جا   کو سپس رفتست بس فرسنگہا

در سہ روزہ رہ بدیں احوالہا   ماند مجنوں در تردد سالہا

گفت اے ناقہ چو ہر دو عاشقیم   ما دو ضد پس ہمرہ نالایقیم

نیست بر وفق من مہر و مہار   کرد باید از تو صحبت اختیار

ایں دو ہمرہ یکدگر را راہزن   گمرہ آں جاں کو فرو ناید ز تن

جاں ز ہجر عرش اندر فاقہ   تن ز عشق خاربن چوں ناقہ

جاں گشاید سوئے بالا بالہا   در زدہ تن در زمیں چنگالہا

تا تو باشی با من اے مردہ وطن   پس ز لیلیٰ دور ماند جان من

روزگارم رفت زیں گوں حالہا   ہمچو تیہ و قوم موسیٰ سالہا

راہ نزدیک و بماندہ سخت دیر   سیر گشتم زیں سواری سیر سیر

سرنگوں خود را ز اشتر درفگند   گفت سوزیدم ز غم تا چند چند

آنچناں افگند خود را سخت زیر   [illegible]

چوں چناں افگند خود [illegible]   [illegible]

پارۂ را بربست گفتا گو شوم — در خم چوگانش غلطاں می روم

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود — گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

گوئے شو می گرد بر پہلوئے صدق — غلط غلطاں در خم چوگانِ عشق

کیں سفر زیں لب بود جذبۂ خدا

واں سفر بر ناقہ باشد سیر ما

حکایت لیلیٰ و خلیفۂ بغداد

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی — کز تو مجنوں شد پریشان و غوی

از دگر خوباں تو افزوں نیستی — گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا — ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

باخودی تو لیک مجنوں بیخود است

در طریق عشق بیداری بد است

قصۂ مگس و تخیلِ خام

یک مگس بر برگ کاہ و بولِ خر — ہمچو کشتیباں ہمی افراخت سر

گفت من دریا و کشتی خواندہ ام — مدتے در فکر آں می ماندہ ام

اینک ایں دریا و ایں کشتی و من — مرد کشتیبان و اہل و رائے زن

بر سر دریا ہمی راند او عمد — می نمودش آں قدر بیروں ز حد

بود بے حد آں چمیں نسبت بدو — آں نظر کو بیند آں را راست کو

عالمش چندان بود کش بینش است / چشم چندین بحر هم چندینش است

صاحب تاویل باطل چون مگس / وهم او بول خر و تصویر خس

گر مگس تاویل بگذارد برائے
آن مگس را بخت گرداند همائے

حکایت مرغ گرفتار

آن یکی مرغی گرفت از مکر و دام / مرغ او را گفت ای خواجه همام

تو یکی مرغ ضعیفی ہمچو من / صید کرده خورده دیگر ای نیک ظن

تو بسی گاوان و میشان خورده / تو بسی اشتر بقربان کرده

تو نگشتی سیر زانها در زمن / هم نگردی سیر زاجزای من

هل مرا تا که سه پندت بر دهم / تا بدانی زیرکم یا ابلهم

اول آن پند هم بر دست تو / بدهمت ای جان و دل بر دست تو

بر سر دیوار بدهم ثانیش / تا شوی زان پند شاد و خوب و خوش

وان سوم پندت دهم من بر درخت / که ازین سه پند گردی نیکبخت

آنچه بر دست است آن است این سخن / که محالی را ز کس باور مکن

بر کفش چون گفت اول پند رفت / گشت آزاد و بران دیوار رفت

گفت دیگر بر گذشته غم مخور / چون ز تو بگذشت زان حسرت مبر

بعد از آن گفتش که در جسمم کتیم / ده درم سنگست یک دُر یتیم

فوت کردی ور که دولت نبود / که نباشد مثل آن دُر در وجود

آں چنانکہ وقت زادن حاملہ — نالہ دارد خواجہ شد در غلغلہ

گشت غمناک و ہمی گفت آہ آہ — ایں چرا کردم کہ شد کارم تباہ

مرغ گفتش نے نصیحت کردمت — کہ مبادا بر گذشتہ دی غمت

چوں گذشت و رفت چوں غم میخوری — یا نکردی فہم پندم یا کری

واں دوم پندت بگفتم کز ضلال — ہیچ تو باور مکن قول محال

من نیم خود سہ درم سنگ اے اسد — دہ درم سنگ اندرونم چوں بود

خواجہ باز آمد بخود گفتا کہ ہیں — باز گو پند سوم اے نازنیں

گفت آرے خوش عمل کردی بداں — تا بگویم پند ثالث رایگاں

ایں بگفت و بر پرید و باز رفت — سوئے صحرا سر خوش و آزاد رفت

پند گفتن با جہول خوابناک
تخم افگندن بود در شورہ خاک

حکایت صیاد و سہ ماہی عاقل و نیم عاقل و ابلہ

قصہ آں آبگیر است اے عنود — کاندرو سہ ماہی اشگرف بود

چند صیادے سوئے آں آبگیر — برگذشتند و بدیدند آں ضمیر

پس شتابیدند تا دام آورند — ماہیاں واقف شدند و ہوشمند

آنکہ عاقل بود عزم راہ کرد — عزم راہ مشکل ناخواہ کرد

سینہ را پا کرد و می رفت آں حذور — از مقام با خطر تا بحر نور

رنجہا بسیار دید و عاقبت — رفت آخر سوئے امن و عافیت

پس چو صیادان بیاوردند دام / نیم عاقل را از آن شد تلخ کام

گفت وه من فوت کردم وقت را / چون نگشتم همره آن ره نما

این زمان سودی ندارد حسرتم / چون کنم چون فوت گشت آن فرصتم

بر گذشته حسرت آوردن خطاست / باز ناید رفته یاد آن هباست

لیک زان نندیشم و بر خود زنم / خویشتن را این زمان مرده کنم

مرده گردم خویش بسپارم به آب / مرگ پیش از مرگ امنست از عذاب

همچنان مرد و شکم بالا فکند / آب گه می‌برد پشتش گه بلند

هر یکی زان قاصدان بس غصه خورد / کو دریغا ماهیی بهتر بمرد

پس گرفتش یک صیاد ارجمند / بر سرش تف کرد و بر خاکش فکند

غلط غلطان رفت پنهان اندر آب / ماند آن احمق همی کرد اضطراب

دام افکندند و اندر دام ماند / احمقی او را در آن آتش نشاند

او همی جوشید از تف سعیر / عقل می‌گفتش الم یاتک نذیر

او همی گفت از شکنجه وز بلا / همچو جان کافران قالوا بلی

همچنین می‌کرد با خود نذرها / کز چنین ورطه اگر یابم رها

دامن عاقل بگیرم روز و شب / تا نیفتم در چنین رنج و تعب

این ندامت از نتیجهٔ رنج بود / نه ز عقل روشن چون گنج بود

چونکه شد رنج آن ندامت شد عدم / می‌نیرزد خاک آن توبه ندم

این ندم از ظلمت غم بسته بار / پس کلام اللیل یمحوه النهار

می‌کند او توبه و پیر خرد / بانگ لو ردوا لعادوا می‌زند

حکایت شاهزادهٔ مسحور

پادشاهی داشت یک زیبا پسر — باطن و ظاهر مزین از هنر
بس عروسی خواست آن شهزاده را — تا بماند زین تزوج نسل‌ها
شاه چون با زاهدی خویشی گزید — این خبر در گوش خاتونان رسید
مادر شهزاده گفت از نقص عقل — شرط کفویت بود عقل و نقل
تو ز شیخ دخل خواهی دزدها — تا به بندی پور ما را بر گدا
گفت رو هر کو غم دین برگزید — باقی غمها خدا از وی برید
غالب آمد شاه و بستد دختری — از نژاد صالحی خوش گوهری
در ملاحت خود نظیری خود نداشت — چهره‌اش تابان تر از خورشید چاشت
از قضا کمپیرکی جادو که بود — عاشق شهزاده با حسن و جود
جادوی کرده بُدش سحر کابلی — که بدی زان رشک سحر بابلی
شه بچه شد عاشق کمپیر زشت — تا عروس و آن عروسی را بهشت
تا یکی سالی بود شهزاده اسیر — بوسه جایش نعل کفش گنده پیر
شاه پس بیچاره شد در بردوبات — روز و شب می‌کرد قربان و زکات
سجده می‌کرد او که فرمانت رواست — غیر حق بر ملک حق فرمان کراست
تا ز یارب یارب و افغان شاه — ساحری استاد پیش آمد ز راه
گفت شاهش کین پسر از دست رفت — گفت اینک آمدم درمان زفت
سوی گورستان بدی شبگه امید — پهلوی دیوار بین گور سپید

سوی قبله باز کاو آن گور را — تا ببینی قدرت و صنع خدا
سوی گورستان برفت آن شاه زود — گور را آن شاه آن دم بر گشود
جادوئیها دید پنهان اندرو — صد گره بر بسته بر یک تار مو
آن گره‌های گران را بر گشاد — پس ز محنت پور شه را راه داد
آن پسر با خویش آمد شد دوان — سوی تخت شاه با صد امتحان
شاهزاده در تعجب مانده بود — کز من او عقل و نظر را چون ربود
نو عروسی دید همچو ماه حسن — کو همی زد بر ملیحان راه حسن
گشت بیهوش و برو اندر فتاد — تا سه روز از صبر او گم شد فواد
از گلاب و از علاج آمد بخود — اندک اندک فهم گشتش نیک و بد
ای برادر دان که شهزاده توئی — بهر راه راست آماده توئی
کابلی ساحره دنیاست کو — بس مرا داده اسیر رنگ و بو
چون در افکندت درین آلوده رود — دم بدم می‌خوان و می‌دم قل اعوذ
تا رهی زین جادوئی و زین قلق
استعانت خواه از رب الفلق

حکایت کافر مهمان

کافران مهمان پیغمبر شدند — وقت شام ایشان بمسجد آمدند
رو بیاران کرد آن سلطان او — دستگیر جمله شاهان و عباد
گفت ای یاران من قسمت کنید — که شما پر از من و خوی من اید

هر یکی یاری یکی مهمان گزید — درمیان یک بود تنکم زفت عنید

جسم ضخمی داشت کس او را نبرد — ماند در مسجد چو اندر جام درد

مصطفی بردش چو وا ماند از همه — هفت بز بد شیرده اندر رمه

نان و آش و شیر آن هر هفت بز — خورد آن بوقحط عوج ابن غز

وقت خفتن رفت و در حجره نشست — پس کنیزک از غضب در را ببست

گبر را از نیم شب تا صبح دم — بس تقاضا آمد و درد شکم

از فراش خویش سوی در شتافت — دست بر در چون نهاد او بسته یافت

حیله کرد و بخواب اندر خزید — خویش را در خواب در ویرانه دید

زانکه ویرانه بد اندر خاطرش — شد بخواب اندر هم آنجا منظرش

خویش در ویرانهٔ خالی چو دید — او چنان محتاج هم در دم برید

گشت بیدار و بدید آن جامه خواب — پر حدث دیوانه شد از اضطراب

منتظر که کی شود این شب بسر — تا برآید از کشودن بانگ در

قصه بسیار است کوته می کنم — باز شد آن در رهید از درد و غم

چون که کافر باب را بگشاده دید — نرم نرمک از کمین بیرون دوید

جامه خواب پر حدث را یک فضول — قاصدا آورد نزدیک رسول

که چنین کردست مهمانت ببین — خنده زد رحمة للعالمین

که بیار آن مطهره اینجا به پیش — تا بشویم جمله را با دست خویش

کافرک را هیکلی بد یادگار — یاوه دید آن را و گشت او بیقرار

گفت آن حجره که شب جا داشتم — هیکل آن جا بی خبر بگذاشتم

از پی هیکل شتاب اندر دوید — در وثاق مصطفی وآن را بدید

کان ید الله آن حدث را هم بشود — چون همی شوید که دورش چشم بد

هیکلش از یاد رفت و شد پدید — اندرو شوری گریبان را درید

ساکنش کرد و بسی بنواختش — دیده اش بکشاد و داد اشناختش

این سخن پایان ندارد مصطفیٰ — عرضه کرد ایمان و پذرفت آن فتیٰ

گشت مومن گفت او را مصطفیٰ — کامشبی دیگر تو شو مهمان ما

گشت مهمان رسول آن شب عرب — شیر یک بز نیمه خورد و بست لب

کرد الحاحش بخور شیر و رقاق — گفت گشتم سیر والله بے نفاق

در عجب ماندند جمله اهل بیت — پر شده قندیل زین یک قطره زیت

حرص وهم و کافری سر زیر شد
اژدها از قوت موری سیر شد

حکایت صوفی بزدل

رفت یک صوفی بلشکر در غزا — ناگهان آمد سپاه و شد وغا

ماند صوفی با بنه خیمه و ضعاف — فارسان راندند تا صف مصاف

جنگها کرده مظفر آمدند — باز گشته با غنایم سود مند

ارمغان دادند کای صوفی تو نیز — او برون انداخت نستد هیچ چیز

پس بگفتندش که خشمینی چرا — گفت من محروم ماندم از غزا

پس بگفتندش که آوردیم اسیر — آن یکی را بهر کشتن تو بگیر

سر ببرش تا تو هم غازی شوی ‌‌ ‌ اندکی خوش گشت صوفی زان قوی

برد آن صوفی اسیر بسته را ‌ ‌ ‌ در پس خرگاه تا آرد وغا

ماند آن جا دیر صوفی با اسیر ‌ ‌ ‌ قوم گفتند ای عجب چون شد فقیر

دستها بسته همی خائید او ‌ ‌ ‌ از سر استیزه صوفی را گلو

نیم کشتش کرد از دندان اسیر ‌ ‌ ‌ ریش او پرخون ز حلق آن فقیر

غازیان کشته کافر را به تیغ ‌ ‌ ‌ اندر آن ساعت حمیت بیدریغ

بر رخ صوفی زدند آب و گلاب ‌ ‌ ‌ تا به هوش آمد ز بیهوشی و خواب

چون بهوش آمد بدید آن قوم را ‌ ‌ ‌ پس بپرسیدند چون بد ماجرا

گفت چون قصد سرش کردم بخشم ‌ ‌ ‌ طرفه در من بنگرید آن شوخ چشم

چشم را وا کرد پهن او سوی من ‌ ‌ ‌ چشم گردانید شد هوشم ز تن

گردش چشمش مرا لشکر نمود ‌ ‌ ‌ من نیارم گفت چون پرهول بود

قصه کوته کن کز آن چشم این چنین ‌ ‌ ‌ رفتم از خود اوفتادم بر زمین

قوم گفتندش به پیکار و ستیز ‌ ‌ ‌ با چنین زهره که تو داری مگرد

گرد مطبخ گرد اندر خانقاه ‌ ‌ ‌ تا دگر رسوا نگردی در سپاه

چون ز چشم آن اسیر بسته وست ‌ ‌ ‌ غرقه گشتی کشتی تو در شکست

پس میان حمله شیران نر ‌ ‌ ‌ که بود با تیغ شان چون گوی سر

کی توانی کرد در خون آشنا ‌ ‌ ‌ چون نه‌ای با جنگ مردان آشنا

این چنین هستی که از موشی بپرید ‌ ‌ ‌ اندر آن صف تیغ چون خواهی کشید

چالش است این خمر خوردن نیست این ‌ ‌ ‌ تا که بر تابی تو خوردن آستین

کار ہر نازک دلے نبود قتال
کہ گریزد از خیالے چوں خیال

حکایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ

تن فدائے خار می کرد آں بلال ۔۔۔ خواجہ اش می زد برائے گوشمال

می زد اندر آفتابش او بخار ۔۔۔ او احد می گفت بہر افتخار

تاکہ صدیق آں طرف بر می گذشت ۔۔۔ آں احد گفتن بگوشش او برفت

چشم او پر آب شد دل پر عنا ۔۔۔ زاں احد می یافت بوئے آشنا

بعد ازاں خلوت بدیدش پند داد ۔۔۔ کہ ز جہوداں خفیہ می دار اعتقاد

عالم السرست پنہاں دار کام ۔۔۔ گفت کردم توبہ پیشت اے ہمام

روز دیگر از پگہ صدیق تفت ۔۔۔ آں طرف از بہر کارے می برفت

باز احد بشنید و ضرب زخم خار ۔۔۔ بر فروزید از دلش سوز و شرار

باز پندش داد باز او توبہ کرد ۔۔۔ عشق آمد توبہ او را بخورد

تن بہ پیش زخم خار آں جہود ۔۔۔ جان او مست و خراب آں ودود

چونکہ صدیق از بلال دم درست ۔۔۔ ایں شنید از توبہ او دست شست

بعد ازاں صدیق پیش مصطفیٰ ۔۔۔ گفت حال آں بلال با وفا

مصطفیٰ فرمود کاکنوں چارہ چیست ۔۔۔ گفت ایں بندہ مرا و را مشتریست

مصطفیٰ گفتش کہ اے اقبال جو ۔۔۔ در خریدن می شوم انباز تو

گفت صد خدمت کنم رفتم بجاں ۔۔۔ سوئے خانہ آں جہود بے اماں

کاین ولی الله را چون می زنی / این چه حقدست ای عدوے روشنی

گفت رحمت گر همی آید بدو / زر بده بستانش اے اکرام خو

گفت صد خدمت کنم پانصد سجود / بنده دارم نکو لیکن یهود

تن سپید و دل سیاهستش بگیر / در عوض ده تن سیاه و دل منیر

پس فرستاد و بیاورد آن همام / بود الحق سخت زیبا آن غلام

آن چنان که ماند حیران آن جهود / آن دل چون سنگش از جا رفت زود

بیع کرد و داد لیکن بی غرض / داد گوهر سنگ بستد در عوض

منعقد چو گشت بیع اندر میان / یافت ایجاب و قبول هر دو آن

قهقهه زد آن جهود سنگ دل / از سر افسوس و طنز و غش و غل

گفت صدیقش که این خنده چه بود / در جواب پرسش او خنده فزود

گفت نزد من نیرزد نیم دانگ / تو گران کردی بهایش را ببانگ

پس جوابش داد صدیق اے غبی / گوهرے دادی به جوزے چون صبی

کو بنزد من همی ارزد دو کون / من به جانش ناظرستم تو بلون

زر سرخست او سیه تاب آمده / از برائے رشک این احمق کده

گر مکیسے کرده در بیع بیش / دادمے من جمله مال و ملک خویش

ور مکیس افزودۂ من ز اهتمام / دامن زر کردمے از غیر وام

بعد از آن بگرفت او دست بلال / او ز زخم خرس نحیفست چون خلال

آوریدش تا بنزد آن رسول / که جهان او کرده بد پیشش قبول

مصطفی‌اش در کنار خود کشید / کس چه داند لذتے کو را چشید

چوں بود مسے کہ بر اکسیر زد
مفلسے بے گنج بر گنجینہ زد

حکایت ترک گول و درزی

در سمر می خواند درزی نامۂ — گرد او جمع آمدہ ہنگامۂ
اندراں ہنگامہ ترکے از خطا — سخت تیرہ شد ز کشف آں غطا
گفت آں قصاص در شہر شما — کیست استاتر دریں کید و دغا
گفت خیاطیست نامش پور شش — اندریں چستی و دزدی خلق کش
گفت من ضامن کہ با صد اضطراب — او نیارد برد پیشم رشتہ تاب
پس بگفتندش کہ از تو چست تر — مات دی گشتند تو در دعوے مپر
گرم تر شد ترک بست آنجا گرو — کہ نیارد برد نہ کہنہ نہ نو
مطمعانش گرم تر کردند زود — او گرو بست و رہاں را برگشود
کہ گرو ایں مرکب تازیِ من — بدہم ار دزدد قماشم را بفن
بامداداں اطلسے زد در بغل — شد بہ بازار و دکانِ آں دغل
پس سلامش کرد گرم و اوستاد — جست از جا لب بہ پرسش برگشاد
چوں شنید از وے نوائے بلبلے — پیش افگند اطلس استنبلے
کہ ببر ایں را قبائے روز جنگ — زیر دامن واسع و بالاش تنگ
پس بہ پیمود و بدید او روئے کار — بعد ازاں بکشاد لب را در فشار
آں حکایتہائے میرانِ دگر — وز کرمہائے عطائے آں نفر

وز تجملان وز تخییلات شان　　از برای خنده هم داد او نشان

همچو آتش کرد مقراضی برون　　می برید و لب پر افسانه و فسون

چونکه خندیدن گرفت از داستان　　چشم تنگش گشت بسته آن زمان

پاره‌ای دزدید و کردش زیر ران　　غیر حق از جمله اغیار نهان

ترک را از لذت افسانه‌اش　　رفت از دل دعوی پیشانه‌اش

لابه کردش ترک کز بهر خدا　　لاغ می‌گو که مرا شد مقتدا

گفت لاغی خنده‌انگیز آن دغا　　که فتاد از قهقهه او بر قفا

پاره اطلس سبک بر نیفه زد　　ترک غافل خوشش مضاحک می‌زند

همچنین بار سوم ترک خطا　　گفت لاغی گوی از بهر خدا

گفت درزی ترک را زین درگذر　　وای بر تو گر کنم لاغی دگر

پس قبایت تنگ آید باز پس　　این کند با خویشتن خود هیچ کس

چون که بنهاد آن قبا درزی ز دست　　اسپ را بر باد داد آن ترک مست

مخلص این شنو تو ای آن ترک گول　　عالم غدار خیاط چو غول

اطلس عمر و مضاحک شهوت است　　روز و شب مقراض و خنده غفلت است

اطلس کز بهر تقوی و صلاح　　دوختن باید خرج کردی در مزاح

اسپ ایمانت و شیطان در کمین　　با خود آ افسانه را بگذار هین

اطلس عمرت بمقراض شهور　　برد پاره پاره خیاط غرور

می‌درد می‌دوزد این درزی عام
جامه صد سالگان طفل خام

حکایت شیخ ابوالحسن خرقانی رح

رفت درویشی ز شهر طالقان — بهر صیت بوالحسن تا خارقان

کوهها ببرید و وادیها دراز — بهر دید شیخ با صدق و نیاز

چون بمقصد آمد از ره آن جوان — خانهٔ آن شاه را جست او نشان

چون بصد حرمت بزد حلقهٔ درش — زن برون کرد از در خانه سرش

که چه می خواهی بگو ای ذوالکرم — گفت بر قصد زیارت آمدم

خنده‌ای زد زن که خه خه ریش بین — این سفرگیری و این تشویش بین

خود ترا کاری نبود آن جایگاه — که به بیهوده کنی این عزم راه

گفت نافرجام و فحش و دمدمه — من نتانم بازگفتن آن همه

بانگ زد بروی جوان وگفت بس — روز روشن از کجا آمد عسس

ترهات چون تو ابلیسی مرا — کی بگرداند ز خاک این سرا

من بباد ی نادم هیچ سحاب — تا بگردی باز گردم زین جناب

گر نبودی نسبت تو زین سرا — پاره پاره کردمی این دم ترا

لیک با خانهٔ شهنشاه زمن — این چنین گستاخی ناید ز من

بعد از آن پرسان شد او از هر کسی — شیخ را می جست او هر سو بسی

پس کسی گفتش که آن قطب دیار — رفت تا هیزم کشد از کوهسار

آن مرید ذوالفقار اندیش تفت — در هوای شیخ سوی بیشه رفت

دیو می آورد پیش هوش مرد — وسوسه تا خفیه گردد مه ز گرد

کین چنیں زن را چرا ایں شیخِ دیں / دارد اندر خانہ یار و ہمنشیں
اندریں بُد او کہ شیخِ نام دار / زود پیش افتاد بر شیرے سوار
شیرِ غرّاں ہیزمش وا می کشید / بر سرِ ہیزم نشستہ آں سعید
دیدیش از دور و بخندید آں خدیو / گفت آں را مشنوی مفتونِ دیو
گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن / کے کشیدے شیرِ نر بیگارِ من
من نیم در امر فرماں نیم خام / تا بیندیشم من از تشنیعِ عام
یار آں اہلِ کشیم و صد چو او / نے ز عشقِ رنگ و نے سودائے او
چونکہ باشم در خلائق اے جواں / عجب در من آید از تعظیمِ شاں

پس علاجِ عجب ایں زن می کند
عجب و کبر از نفس بیروں می رود

حکایت بادشاہ و دزدان

یک شبے می گشت شہ محمود فرد / با گروہِ قومِ دزداں باز خورد
پس بگفتندش کہ اے بو الوفا / گفت شہ من ہم یکے ام از شما
آں یکے گفت اے گروہِ فن فروش / ہست خاصیت مرا اندر دو گوش
کہ بدانم سگ چہ می گوید بہ بانگ / قوم گفتندش ز دینارے دو دانگ
آں یکے گفت اے گروہِ زر پرست / جملہ خاصیت مرا چشم اندر است
ہر کرا شب بینم اندر قیرواں / روز بشناسم من او را بے گماں
گفت یک خاصیتم در بازو است / کہ زنم من نقبہا با زورِ دست

گفت یک خاصیتم در بینی است — کار من در خاکها بو بینی است
که کدامین خاک همسایه زر است — یا کدامین خاک صفر و ابتر است
گفت این یک خاصیت در پنجه ام — که کمندے افگنم طول علم
پس بپرسیدند زاں شہ کاے سند — مر ترا خاصیت اندر چه بود
گفت در ریشم بود خاصیتم — که رهانم مجرماں را از نقم
مجرماں را چوں بجلاداں دهند — چوں بجنبد ریش من ایشاں رهند
قوم گفتندش که قطب ما توئی — که خلاص روز محنتها شوی
بعد ازاں جمله بهم بیروں شدند — سوے قصر آں شه میموں شدند
چوں سگے بانگے بزد از سوے راست — گفت می گوید که سلطاں با شماست
خاک بو کرد آں دگر از ربوه — گفت این هست از وثاق بیوه
جائے دیگر خاک را چوں بوے کرد — گفت خاک مخزن شاهیست فرد
پس کمند انداخت اوستاد کمند — تا شدند آں سوے دیوار بلند
نقب زن زد نقب در مخزن رسید — هر یکے از مخزن اسبابے کشید
پس ز سوے نقب گوهرهاے زفت — قوم بردند و نهاں کردند تفت
شه معین دید منزلگاهشاں — حلیه و نام و پناه و راهشاں
خویش را دزدید ز ایشاں بازگشت — روز در دیواں بگفت آں سرگذشت
پس بفرمود او سرهنگان مست — رفت هر سرهنگ دزدے را ببست
دست بسته جانب دیواں شدند — وز نهیب جان خود لرزاں شدند
چونکه استادند پیش تخت شاه — یار شبشاں بود آں شه همچو ماه

آں کہ شب بر ہر کہ چشم انداختے ‌ ‌ روز دیدے بے شکش بشناختے

رو بشاہ آورد چوں تشنہ بابر ‌ ‌ آنکہ بود اندر شب قدر آں چو بدر

گفت ما گشتیم چوں پابند طیں ‌ ‌ آفتاب جاں توئی در یوم دیں

وقت آں شد اے شہ مکتوم سیر ‌ ‌ کز کرم ریشے بجنبانی بسیر

شاہ را شرم از وے آمد روز بار ‌ ‌ زاں کہ شب بر روے شہ بودش نظار

ہر یکے خاصیتے خود وا نمود ‌ ‌ آں ہنرہا جملہ بدبختی فزود

جز ہماں خاصیتے آں خوش حواس ‌ ‌ کہ بشب بد چشم او سلطاں شناس

چشم عارف داں امان ہر دو کون
کہ بدو یابید ہر بہرام عون

دزدیدن مارگیر مارے را از مارگیر دیگر

دزدکے از مارگیرے مار برد ‌ ‌ ز ابلہی آں را غنیمت می شمرد

وارہید آں مارگیر از زخم مار ‌ ‌ مار کشت آں دزد را بس زار زار

مارگیرش دید پس بشناختش ‌ ‌ گفت از جاں مار من پرداختش

در دعا می خواستے جانم ازو ‌ ‌ کش بیابم مار بستانم ازو

شکر حق را کاں دعا مردود شد ‌ ‌ من زیاں پنداشتم آں سود شد

بس دعا ہا کاں زیانست و ہلاک ‌ ‌ از کرم می نشنود یزداں پاک

مصلحت ست و مصلحت را داند او ‌ ‌ کاں دعا را باز می گرداند او

واں دعا گوینده شاکی می شود ‌ ‌ می برد ظنِ بد و آں بہ بود

می نداند کو بلائے خویش خواست
وز کرم حق آں بد و نادر دراست

حکایت پیر و مرید

خانۂ نو ساخت روزے نو مرید
پیر آمد خانۂ او را بدید

گفت شیخ آں نو مرید خویش را
امتحاں کرد آں نکو اندیش را

روزن از بہر چہ کردی اے رفیق
گفت تا نور اندر آید از طریق

گفت آں فرعست ایں باید نیاز
تا ازیں رہ بشنوی بانگ نماز

نور خود اندر طبیع می آید ست
نیت آں را کن کہ آں می باید ست

منازعت چہار کس برائے انگور

چار کس را داد مردے یک درم
ہر یکے از شہرے افتادہ بہم

فارسی و ترک و رومی و عرب
جملہ با ہم در نزاع و در غضب

فارسی گفتا ازیں چوں وارہیم
ہم بیا کایں را بانگوری دہیم

آں عرب گفتا معاذاللہ لا
من عنب خواہم نہ انگور اے دغا

آں یکے کو ترک بد گفت اے کزم
من نمی خواہم عنب خواہم ازم

آں کہ رومی بود گفت ایں قیل را
ترک کن خواہم من استافیل را

در تنازع مشت بر ہم می زدند
کز سِر نامہا غافل بدند

صاحب سرے عزیزے صد زباں — گر بدے آں جا بدادے صلح شاں

یک درم تاں می شود چار المراد
چار دشمن می شود یک اتحاد

حکایت محمود و ایاز

گفت روزے شاہ محمود غنی — آں شہ غزنی و سلطان سنی
یک صباحے جانب دیواں شتافت — جملہ ارکاں را دراں دیواں بیافت
گوہرے بیروں کشید او مستنیر — پس نہادش زود در کف وزیر
گفت چونست و چہ ارزد ایں گہر — گفت بیش ارزد ز صد خروار زر
گفت بشکن گفت چونش بشکنم — نیک خواہ مخزن و مالت منم
گفت شاباش و بدادش خلعتے — گوہر از وے بستد آں شاہ فتے
بعد ازاں دادش بدست حاجبے — کہ چہ ارزد ایں بہ پیش طالبے
گفت ارزد ایں بہ نیمہ مملکت — حافظش بادا خدا از مہلکت
گفت بشکن گفت اے خورشید تیغ — بس دریغ ست ایں شکستن را دریغ
دست کے جنبد مرا در کسر او — کے خزینہ شاہ را باشم عدو
شاہ خلعت داد و ادرارش فزود — پس زباں در مدح عقل او کشود
ایں چنیں گفتند پنجہ شصت امیر — جملہ یک یک ہم مقلد وزیر
شاہ چوں کرد امتحانِ جملگاں — مال و خلعت برد ہر یک بیکراں
آخریں بنہاد در کف ایاز — گفت اورا کاے حریفِ دیدہ باز

یک بیک دیدند ایں گوہر تو ہم ‏ ‏ در شعاعش در نگر اے محترم

اے ایاز اکنوں بگو کیں گہر ‏ ‏ چند می ارزد بدیں تاب و ہنر

گفت بالا ز آنچہ تا نم گفت من ‏ ‏ گفت اکنوں زود خردش در شکن

زامتحانِ شاہ بود آگہ ایاز ‏ ‏ در فریب شہ نشد گمرہ ایاز

خلعت دادہ دار از راہش نبرد ‏ ‏ کرد او گوہر ز امر شاہ خرد

چوں شکست آں گوہر خاص آں نہاں ‏ ‏ زاں امیراں خاست صد بانگ و فغاں

کیں چہ بیباکیست واللہ کافر است ‏ ‏ ہر کہ ایں پر نور گوہر را شکست

گفت ایاز اے مہترانِ نامور ‏ ‏ امر شہ بہتر بقیمت یا گہر

اے نظرتاں بر گہر بر شاہ نے ‏ ‏ قبلہ تاں غول است و جادہ راہ نے

من ز شہ بر می نگردانم بصر ‏ ‏ من چو مشرک روئے نارم در حجر

گوہر امرِ شاہ بود اے ناکساں ‏ ‏ جملہ بشکستید گوہر را عیاں

چوں ایاز ایں راز بر صحرا فگند ‏ ‏ جملہ ارکاں خوار گشتند و نژند

حکایت بہلول دانا

آں یکے می گفت خواہم عاقلے ‏ ‏ مشورت آرم بدو در مشکلے

آں یکے گفتش کہ اندر شہر ما ‏ ‏ نیست عاقل غیر آں مجنوں نما

بر نئے گشتہ سوارہ نک فلاں ‏ ‏ می دواند در میانِ کودکاں

مشورت جوئیدہ آمد نزد او ‏ ‏ کاے ابا کودک شدہ رازے بگو

گفت رو زین حلقه کین در باز نیست — بازگرد امروز روز راز نیست

گفت آن طالب که آخر یک نفس — ای سواره بر نی این سو ران فرس

راند سوی او که هین زوتر بگو — کاسپ من بس توسن است و تندخو

تا لگد بر تو نکوبد دور باش — از چه می‌پرسی بیان کن فاش فاش

گفت می‌خواهم درین کوچه زنی — کیست لایق از برای چون منی

گفت سه گونه زنند اندر جهان — آن دو رنج و این یکی گنج روان

آن یکی را چون بخواهی کل تراست — وین دگر نیمی ترا نیمی جداست

وان سوم هیچ او ترا نبود بدان — این شنیدی دور شو رفتم روان

شیخ راند اندر میان کودکان — بانگ زد بار دگر او را جوان

که بیا آخر بگو تفسیر این — این زنان سه نوع گفتی برگزین

راند سوی او و گفتش بکر خاص — کل ترا باشد ز غم یابی خلاص

وانکه نیمی هست تو بیوه بود — وانکه هیچست آن عیال با ولد

چون ز شوی اولش کودک بود — مهر و کل خاطرش آنسو رود

دور شو تا اسپ نندازد لگد — سم اسپ توسنم بر تو رسد

گفت ای شه با چنین فضل و ادب — این چه شیوه‌ست این چه فعلست ای عجب

گفت این اوباش رایی می‌زنند — تا درین شهر خودم قاضی کنند

زین ضرورت گیج و دیوانه شدم — لیک در باطن همانم کین بدم

عقل من گنجست و من ویرانه‌ام
گنج اگر پیدا کنم دیوانه‌ام

حکایت مرد نحوی و کشتیبان

آن یکے نحوی بہ کشتی در نشست
رو بکشتی باں بنمود آن خود پرست

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا
گفت نیم عمر تو شد بر فنا

دل شکستہ گشت کشتیباں ز تاب
لیک آندم گشت خامش از جواب

باد کشتی را بگرد ابے فگند
گفت کشتیباں بداں نحوی بلند

ہیچ دانی آشنا کردن بگو
گفت نے ای خوش جواب خوبرو

گفت کل عمرت ای نحوی فناست
زانکہ کشتی غرق در گرداب ہاست

محو می باید نہ نحو اینجا بداں
گر تو محوی بیخطر در آب راں

آب دریا مردہ را بر سر نہد
ور بود زندہ ز دریا کے رہد

چوں بمردی تو زا وصاف بشر
بحر اسرارت نہد بر فرق سر

گر تو علامہ زمانی در جہاں
نک فنائے ایں جہاں بیں ایں زماں

مرد نحوی را ازاں در دوختیم
تا شما را نحو محو آموختیم

حکایت حضرت یوسف علیہ السلام

آمد از آفاق یارے مہرباں
یوسف صدیق را شد میہماں

کآشنا بودند وقت کودکی
بر وسادہ آشنائی متکی

یاد دادش جور اخوان و حسد
گفت آن زنجیر بود و ما اسد

عار نبود شیر را از سلسله ‌‌ ‌ ‌ ما نداریم از قضای حق گله

گرچه دردانه به هاون کوفتند ‌ ‌ ‌ ‌ نور چشم و دل شد و دفع گزند

گندمی را زیر خاک انداختند ‌ ‌ ‌ ‌ پس ز خاکش خوشه‌ها برساختند

بار دیگر کوفتندش ز آسیا ‌ ‌ ‌ ‌ قیمتش افزود و نان شد جانفزا

باز نان را زیر دندان کوفتند ‌ ‌ ‌ ‌ گشت عقل و جان و فهم سودمند

باز آن جان چونکه محو عشق گشت ‌ ‌ ‌ ‌ یعجب الزراع آمد بعد کشت

باز آن جان چون بحق او محو شد ‌ ‌ ‌ ‌ باز ماند از سکر و سوی صحو شد

این سخن پایان ندارد بازگرد ‌ ‌ ‌ ‌ تا که با یوسف چه گفت آن نیکمرد

بعد قصه گفتنش گفت ای فلان ‌ ‌ ‌ ‌ هین چه آوردی تو ما را ارمغان

بر در یاران تهی دست آمدن ‌ ‌ ‌ ‌ هست بی گندم سوی طاحون شدن

گفت من چند ارمغان جستم ترا ‌ ‌ ‌ ‌ ارمغانی در نظر نامد مرا

لائق آن دیدم که من آئینه‌ای ‌ ‌ ‌ ‌ پیش تو آرم چو نور سینه‌ای

تا ببینی روی خوب خود در آن ‌ ‌ ‌ ‌ ای تو چون خورشید شمع آسمان

آئینه آوردمت ای روشنی

تا چو بینی روی خود یادم کنی

مرتد شدن کاتب وحی

پیش از عثمان یکی نساخ بود ‌ ‌ ‌ ‌ کو بنسخ وحی جدی می‌نمود

چون نبی از وحی فرمودی سبق ‌ ‌ ‌ ‌ او همان را وانبشتی بر ورق

پرتو آں وحی بر وی تافتے — او درون خویش حکمت یافتے

عین آں حکمت بفرمودهٔ رسول — زینقدر گمراه شد آں بو الفضول

کانچه میگوید رسولِ مستنیر — مر مرا هست آں حقیقت در ضمیر

پرتو اندیشه اش زد بر رسول — قهر حق آورد بر جانش نزول

پرتو آں ناگهش بر دل بتافت — در درونِ خویشتن حرفے نیافت

هم ز گستاخی بر آمد از دین — شد عدوی مصطفیٰ از روی کین

مصطفیٰ فرمود کای گبر عنود — چوں سیه گشتی اگر نور از تو بود

اندروں می سوختش هم زین سبب — توبه کردن می نیارست ای عجب

آه میکرد و نبودش آه سود — چوں در آمد تیغ و سر را در ربود

عکس حکمت آں شقی را یاوه کرد — خود مبیں تا بر نیارد از تو گرد

ای برادر پرتو حکمت عاریه ست — آں ز ابدالست و بر تو عاریه ست

گرچه خود در خانه نوری تافتست — آں ز همسایه منور یافتست

شکر کن غره مشو بینی مکن — گوش وا ره هیچ خود بینی مکن

گرچه آهن سرخ شد او سرخ نیست — پرتو عاریت آتش زنیست

آں چنانکه پرتو جان بر تنست — پرتو ابدال بر جان منست

قلب پهلو میزند با زر بشب — انتظار روز میدارد ذهب

با زبانِ حال زر گوید که باش — ای مزور تا بر آید روز فاش

پنجه با مرداں مزن ای بو الهوس
بر تر از سلطاں چه میرانی فرس

حکایت حضرت ذوالنون مصری

اینچنین ذوالنون مصری را فتاد — کاندرو شور و جنونِ نو بزاد

شور چندان شد که تا فوقِ فلک — می‌رسید از وے جگرہا را نمک

خلق را تابِ جنونِ او نبود — آتش او ریشهاشان می‌ربود

چونکه در ریشِ عوام آتش فتاد — بند کردندش بزندان المراد

حکم چون بردست رندان اوفتاد — لاجرم ذوالنون بزندان اوفتاد

چونکه ذوالنون سوے زندان رفت شاد — بند بر پا دست بر سر زا فتاد

دوستان از ہر طرف بنهاده رو — بہر پرسش سوے زندان نزد او

دوستان در قصهٔ ذوالنون شدند — سوے زندان و در آن رایے زدند

کاین مگر قاصد کند یا حکمتیست — کو درین دین قبلهٔ و آیتیست

حاش لله از کمال جاه او — کابر بیماری بپوشد ماه او

او ز شرِ عامه اندر خانه شد — او ز ننگِ عاقلان دیوانه شد

چون رسیدند آن نفر نزدیک او — بانگ بر زد ہی کیانید اتقوا

با ادب گفتند ما از دوستان — بہر پرسش آمدیم اینجا بجان

چونی اے دریاے عقلِ ذوفنون — این چه بہتانست بر عقلت جنون

ما محب صادق و دلخسته ایم — در دو عالم دل بتو بربسته ایم

راز را از دوستان پنهان مکن — در میان نه راز و قصدِ جان مکن

چونکه ذوالنون این سخن ایشان شنید — جز طریق امتحان مخلص ندید

بر جهید و سنگ پران کرد و چوب / جملگان بگریختند از بیم کوب

قهقهه خندید و جنبانید سر / گفت باد ریش این یاران نگر

دوستان بین کو نشان دوستان / دوستان را رنج باشد همچو جان

کی کران گیرد ز رنج دوست دوست / رنج مغز و دوستی او را چو پوست

دوست همچون زر بلا چون آتش است
زر خالص در دل آتش خوش است

انکار فلسفی در آیت إن أصبح ماؤکم غورا

مقری می‌خواند از روی کتاب / ماؤکم غورا ز چشمه بندم آب

آب را در غورها پنهان کنم / چشمه‌ها را خشک و خشکستان کنم

آب را در چشمه که آرد دگر / جز من بی‌مثل با فضل و خطر

فلسفی منطقی مستهان / میگذشت از سوی مکتب آن زمان

چونکه بشنید آیه او را ناپسند / گفت آریم آب را ما با کلند

شب بخفت و دید او یک شیرمرد / زد طپانچه هر دو چشمش کور کرد

گفت زین دو چشمهٔ چشم ای شقی / با تبر نوری بیار ار صادقی

روز برجست و دو چشمش کور دید / نور فائض از دو چشمش ناپدید

گر بنالیدی و مستغفر شدی / نور رفته از کرم ظاهر شدی

لیک استغفار هم در دست نیست
ذوق توبه نقل هر سرمست نیست

حکایت سائل نابینا عاقل

آں یکے کورے ہمی گفت الاماں ‏ ‏ من دو کوری دارم از اہلِ جہاں
پس دو بارہ رحمتم آرید ہاں ‏ ‏ چوں دو کوری دارم اے اہلِ زباں
از تعجب مرداں گفتند لیک ‏ ‏ ایں دو کوری را بیاں کن نیک نیک
گفت زشت آوازم و ناخوش نوا ‏ ‏ زشت آوازی و کوری شد دوتا
بانگ زشتم مایۂ غم مے شود ‏ ‏ مہرِ خلق از بانگ من کم میشود
کرد نیکو چوں بگفت ایں راز را ‏ ‏ لطف آوازِ ولیکش آواز را
زشتی آواز کم شد زیں گلہ ‏ ‏ خلق شد با وے برحمت یکدلہ
وانکہ آوازِ ولیکش ہم بد بود ‏ ‏ آں سہ کوری زشتیِ سرمد بود
چونکہ آوازش خوش و مرحوم شد ‏ ‏ ز دو دل سنگیں دلاں چوں موم شد

لیک وہاباں کہ بے علت دہند
بوکہ دستے بر سرِ زشتش نہند

حکایت جالینوس

گفت جالینوس با اصحاب خود ‏ ‏ مر مرا تا آں فلاں دارو دہد
پس بدو گفتا آں یکے کای ذوفنون ‏ ‏ ایں دوا خواہند از بہرِ جنون
دور از عقلِ تو ایں دیگر مگو ‏ ‏ گفت در من کرد یک دیوانہ رو
ساعتے در روئے من خوش بنگرید ‏ ‏ چشمکم زد آستینے بر درید

گر نه جنسیت بدی در من ازو — کی رخ آوردی بمن آن زشت رو

کی پرد مرغی بجز با جنس خود — صحبت ناجنس گورست و لحد

آن حکیمی گفت دیدم در تکی — در بیابان زاغ را با لکلکی

در عجب ماندم بجستم حالشان — تا چه قدر مشترک یابم نشان

چون شدم نزدیک من حیران و دنگ — خود بدیدم هر دوان بودند لنگ

چون دو کس برهم زند بی هیچ شک
درمیانشان هست قدری مشترک

حی کردن حق تعالی بموسی علیه السلام که چرا بعیادت من نیامدی

آمد از حق سوی موسی این عتیب — کای طلوع ماه دیده تو ز جیب

مشرقت کردم ز نور ایزدی — من حقم رنجور گشتم نامدی

گفت سبحانا تو پاکی از زیان — این چه رمزست این بکن یا رب بیان

گفت آری بندهٔ خاص گزین — گشت رنجور او منم نیکو ببین

هست معذوریش معذوری من — هست رنجوریش رنجوری من

در عیادت رفتن تو فایده است — فایده آن باز با تو عائد است

فایده اول که آن شخص علیل — بو که قطبی باشد و شاه جلیل

چون تو چشم دل نداری ای عنود — که نمیدانی تو هیزم را ز عود

ور نباشد قطب یار ره بود — شه نباشد فارس اسپه بود

پس صله یاران ره لازم شمار — هر که باشد گر پیاده ور سوار

ور عدو باشد ہم این احسان نکوست — کہ باحسان بس عدو گشتست دوست
ور نگردد دوست کینش کم شود — زانکہ احسان کینہ را مرہم شود

پس فوائد ہست غیر این ولیک
از درازی خائفم اے یار نیک

رفتن رسول خدا صلعم بعیادت صحابی

از صحابہ خواجۂ بیمار شد — واندران بیماری او چون تار شد
مصطفی آمد عیادت سوے او — چون ہمہ لطف و کرم بد خوے او
چون عیادت رفت پیغمبر بدید — آن صحابی را کہ در نزعے رسید
چونکہ عاجز دید آن بیمار را — خوش نوازش کرد یار غار را
زندہ شد او چون پیمبر را بدید — گوئیا آندم مر او را آفرید
گفت بیماری مرا این بخت داد — کامد این سلطان بر من بامداد
ای خجستہ رنج و بیماری و تب — ای مبارک درد و بیداری شب
رنج گنج آمد کہ رحمتہا دروست — مغز تازہ شد چو بخراشید پوست
گفت پیغمبر مر آن بیمار را — چون عیادت کرد یار زار را
کہ مگر نوعے دعائے کردۂ — از جہالت زہر بائے خوردۂ
یاد آور چہ دعا مے گفتۂ — چون ز مکر نفس مے آشفتۂ
گفت یادم نیست الا ہمتے — دار با من یادم آید ساعتے
از حضور نوربخش مصطفی — پیش خاطر آمد او را آن دعا

تافت زان روزن که از دل تا دلست — روشنی کو فرق حق و باطلست
گفت اینک یادم آمد ای رسول — آن دعا که گفته ام من از فضول
چون گرفتار گنه می آمدم — همچو غرقه دست و پایی می زدم
مضطرب می گشتم و چاره نبود — بند محکم بود و قفل ناگشود
همچو هاروت و چو ماروت از حزن — آه میکردم که ای خلاق من
از خطر هاروت و ماروت آشکار — چاه بابل را نمودند اختیار
من همی گویم که یارب آن عذاب — هم درین عالم بران بر من شتاب
تا دران عالم فراغت باشدم — در چنین درخواست تا دم میزدم
اینچنین رنجوری پیدا ام شد — جان من از رنج بی آرام شد
مانده ام از ذکر و از اوراد خود — بیخبر گشتم ز خویش و نیک و بد
گفت هی هی این دعا دیگر مکن — بر مکن تو خویش را از بیخ و بن
تو چه طاقت داری ای مور سقیم — که نهد بر تو چنان کوه عظیم
این بگوی و سهل کن دشوار را — تا خدا گلشن کند آن خار را

آتنا فی دار دنیانا حسن
آتنا فی دار عقبانا حسن

حکایت قاضی و نایب او

قاضیی بنشاندند و می گریست — گفت نایب قاضیا گریه ز چیست
این نه وقت گریه و فریاد تست — وقت شادی و مبارک باد تست

گفت آه چون حکم راند بیدلی / در میان آن دو عالم جاهلی
آن دو خصم از واقعه خود واقفند / قاضی مسکین چه داند زین دو بند
گفت خصمان عالمند و علتی / جاهلی تو لیک شمع ملتی
زانکه تو علت نداری در میان / وان فراغت هست نور دیدگان
وان دو عالم را غرضشان کور کرد / علمشان را علت اندر گور کرد
جهل را بی‌علتی عالم کند / علم را علت زدوا بر کند
تا تو رشوت نستدی بیننده / چون طمع کردی ضریر و بنده

حکایت اعرابی و دانشمند فصیح

یک عرابی بار کرده اشتری / در جوال زفت از گندم پری
وان جوال دیگرش از ریگ پر / هر دو را او بار کرده بر شتر
او نشسته بر سر هر دو جوال / یک حدیث انداز کرد او را سؤال
از وطن پرسید و آوردش بگفت / واندر آن پرسش بسی درها بسفت
بعد از آن گفتش که آن هر دو جوال / چیست آگنده بگو مصدوق حال
گفت اندر یک جوالم گندم است / در دگر ریگی نه قوت مردم است
گفت تو چون بار کردی این مال / گفت تا تنها نماند آن جوال
گفت نیم گندم آن تنگ را / در دگر ریز از پی فرهنگ را
تا سبک گردد جوال و هم شتر / گفت شاباش ای حکیم اهل حر

این چنین فکر دقیق و رای خوب — تو چنین عریان پیاده در لغوب

رحمش آمد بر حکیم و عزم کرد — کش بر اشتر بر نشاند نیک مرد

باز گفتش ای حکیم خوش سخن — شمه‌ای از حال خود هم شرح کن

این چنین عقل و کفایت که تراست — تو وزیری یا شهی برگوی راست

گفت این هر دو نیم از عامه‌ام — بنگر اندر حال و اندر جامه‌ام

پا برهنه تن برهنه میدوم — هر که نانی میدهد آنجا روم

مر مرا زین حکمت و فضل و هنر — نیست حاصل جز خیال و درد سر

پس عرب گفتش که رو دور از برم — تا نبارد شومی تو بر سرم

دور بر آن حکمت شومت ز من — نطق تو شوم است بر اهل زمن

یک جوالم گندم و دیگر ز ریگ — به بود زین حیله‌های مرده ریگ

احمقی‌ام بس مبارک احمقیست — که دلم با برگ و جانم متقیست

گر تو خواهی کت شقاوت کم شود — جهد کن تا از تو حکمت کم شود

حکمتی کز طبع زاید وز خیال — حکمتی نی فیض نور ذوالجلال

حکمت دنیا فزاید ظن و شک — حکمت دینی برد فوق فلک

قصهٔ آن درخت که هر که میوهٔ او خورد هرگز نمرد

گفت دانایی برای داستان — که درختی هست در هندوستان

هر کسی کز میوهٔ او خورد و برد — نی شود او پیر و نه هرگز بمرد

پادشاهی این شنید از صادقی — بر درخت و میوه‌اش شد عاشقی

قاصدی دانا ز دیوان ادب　　سوی هندستان روان کرد از طلب

سالها میگشت آن قاصد از و　　گرد هندستان برای جستجو

هر کرا پرسید کردش ریشخند　　کاین بجوید جز مگر مجنون بند

بس سیاحت کرد آنجا سالها　　میفرستادش شهنشه مالها

چون بسی دید اندران غربت تعب　　عاجز آمد آخر الامر از طلب

کرد عزم بازگشتن پیش شاه　　اشک می بارید و می برید راه

بود شیخی عالمی قطبی کریم　　اندران منزل که آیس شد ندیم

رفت پیش شیخ با چشم پرآب　　اشک می بارید مانند سحاب

گفت شیخا وقت رحم و رأفتست　　ناامیدم وقت لطف این ساعتست

گفت واگو کز چه نومیدیستت　　چیست مطلوب تو رو با کیستت

گفت شاهنشاه کردم اختیار　　از برای جستن یک شاخسار

که درختی هست نادر در جهات　　میوهٔ او مایهٔ آب حیات

سالها جستم ندیدم زو نشان　　جز که طنز و تسخر این سرخوشان

شیخ خندید و بگفتش ای سلیم　　این درخت علم باشد ای علیم

بس بلند و بس شگرف و بس بسیط　　آب حیوانی ز دریای محیط

تو بصورت رفته گم گشته　　زان نمی یابی که معنی هشته

حکایت معجزهٔ عیسیٰ علیه السلام

بر در آن صومعهٔ عیسی صباح　　تا بدم ایشان رهاند از جناح

جمع گشتندے ز ہر اطراف خلق   از ضریر و شل و لنگ و اہلِ دلق
او چو فارغ گشتے از اورادِ خویش   چاشتگہ بیروں شدے آں خوب کیش
پس دعا کردے و گفتے ای خدا   حاجتِ این جملگاں باشد روا
گفتے اے اصحاب آفت از خدا   حاجت و مقصود جملہ شد روا
ہیں رواں گردید بے رنج و عنا   سوئے غفاری و اکرامِ خدا
جملہ بے درد و الم بے رنج و غم   تندرست و شادماں و محترم
سوئے خانہ خویش گشتندے رواں   از دمِ میمون آں صاحبقراں
صومعۂ عیسیٰ ست خوانِ اہلِ دل   ہاں و ہاں ای مبتلا ایں در مہل
آزمودی تو بسے آفاتِ خویش   یافتی صحت ازاں یارانِ کیش
ہم بداں در گرد از سگ کم مباش   با سگِ کہف آں شدستی خواجہ تاش
بر ہماں در ہیچو حلقہ بستہ باش   پاسبان و چابک و برجستہ باش

حق تعالیٰ فخر آورد از وفا
گفت من اوفیٰ بعہد غیرنا

قصۂ شہری و روستائی

ای برادر بود اندر ما مضیٰ   شہریئے با روستائی آشنا
روستائی چوں سوئے شہری شدے   خرگہ اندر کوئی آں شہری زدے
دو مہ و سہ ماہ مہمانش بدے   بر دکان او و بر خوانش شدے
رو بشہری کرد و گفت ای خواجہ تو   ہیچ می نائی سوئے دہ فرجہ جو

الله الله جمله فرزندان بیار
کاین زمان گلشن است و نوبهار

یا بتابستان بیا وقت ثمر
تا ببندم خدمتت را من کمر

در بهاران خطهٔ ده خوش بود
کشت زار و لالهٔ دلکش بود

وعده واشی خواجه او را فی حال
تا درآمد بعد وعده هشت سال

روستائی در تملق شیوه کرد
تا که حزم خواجه را کالیوه کرد

خواجه در کار آمد و تجهیز ساخت
مرغ عزمش سوی ده اشتاب تاخت

اهل و فرزندان سفر را ساختند
رخت را بر گاو عزم انداختند

شادمانه سوی صحرا راندند
سافروا کی تغنموا برخواندند

بعد ماهی چون رسیدند آن طرف
بینوا ایشان ستوران بی علف

روستائی بین که از بدنیتی
می کند بعد اللتیا و التی

رخ نهان میکند ز ایشان بروز
تا سوی باغش بنگشایند پوز

چون بپرسیدند خانه اش یافتند
همچو خویشان سوی در بشتافتند

در فرو بستند اهل خانه اش
خواجه شد زین کجروی دیوانه اش

لیک هنگام درشتی هم نبود
چون در افتادی بچه تیزی چه سود

بر درش ماندند ایشان پنج روز
شب بسرما روز خود خورشید سوز

او همی دیدش همی گفتش سلام
که فلانم من مرا اینست نام

گفت باشد من چه دانم تو کئی
یا پلیدی یا قرین پاکئی

گفت اینهم با قیامت شد شبیه
تا برادر شد یفر من اخیه

این سزای آنکه شد یار خسان
یا کسی کرد از برای ناکسان

این سزای آنکه اندر طمع خام — ترک گوید خدمت خاص کرام
شهریان خورده زنان نسبت بروح — روستائی کیست گیج بی فتوح
قول پیغمبر شنو ای مجتبی — گور عقل آمد وطن در روستا
هر که روزی باشد اندر روستا — تا بماهی عقل او ناید بجا
وانکه ماهی باشد اندر روستا — روزگاری باشدش جهل و عمی

ده مرو ده مرد را احمق کند
عقل را بی نور و بی رونق کند

قصه زاهد کوهی

بود درویشی بکهساری مقیم — خلوت او را بود هم خواب و ندیم
اندران که بود اشجار و ثمار — سیب و امرود و انار بی شمار
قوت آن درویش بود آن میوها — غیر آن چیزی نخوردی دائما
گفت آن درویش یا رب با تو من — عهد کردم که نچینم در زمن
خود نچینم میوه را در کل زمین — نیز غیری را نگویم که بچین
جز از آن میوه که باد اندازدش — من نچینم از درخت منتعش
مدتی بر نذر خود بودش وفا — تا در آمد امتحانات خدا
زین سبب فرمود استثنا کنید — گر خدا خواهد به پیمان بر زنید
زانکه حکم کار در دست منست — اختیار جملگان بیست من ست
هر زمان دل را دهم میلی دگر — هر زمان بر دل نهم داغ جگر

در حدیث آمد که دل همچو پریست
در بیابانے اسیر صرصریست

باد پر را هر طرف راند گزاف
گه چپ و گه راست با صد اختلاف

این سخن پایان ندارد آن فقیر
از مجاعت شد زبون و تن اسیر

پنج روز آن باد امرودے نریخت
ز آتش جوعش صبوری میگریخت

جوع و ضعف و قوت جذب قضا
کرد زاهد را ز نذرش بے وفا

چونکه از امرود بن میوه شکست
گشت اندر عهد و نذر خویش سست

هم در آندم گوشمال حق رسید
چشم او بگشاد و گوش او کشید

غیرت حق گوشمالش داد زود
زانکه فرمودست اوفوا بالعهود

اتفاقا دزد چندے تاختند
واندر آن کهسار منزل ساختند

شحنه را غماز آگه کرده بود
هر دم شحنه درافتادند زود

هم بدانجا پاے چپ و دست راست
جمله ببریدند و غوغائی بخواست

دست زاهد هم بریده شد غلط
پاش را میخواست هم کردن سقط

در زمان آمد سوارے بس گزین
بانگ برزد بر عوان کای سگ ببین

این فلان شیخ ست ابدال خدا
دست او را تو چرا کردی جدا

آن عوان بدرید جامه تیز رفت
پیش شحنه داد آگاهیش تفت

شحنه آمد پا برهنه عذرخواه
که ندانستم خدا بر من گواه

گفت میدانم سبب این نیش را
میشناسم من گناه خویش را

من شکستم حرمت ایمان او
پس یمینم برد دادستان او

دست ما و پاے ما و مغز و پوست
باد ای والی فدای حکم دوست

مخلصان هستند دائم در خطر　　امتحانها هست در راه اے پسر

یا مکن نذرے کہ نتوانی وفا

بر خطر منشیں و بیروں جہ ہلا

گویا شدن طفل شیرخوار بمعجزهٔ رسول ص

هم ازاں ده یک زنے از کافراں　　سوے پیغمبر دواں شد امتحاں

پیش پیغمبر درآمد با خمار　　کودکے دو ماهه زن را در کنار

گفت کودک سلم الله علیک　　یا رسول الله قد جئنا الیک

مادرش از خشم گفتش هیں خموش　　کیت افگند ایں شهادت را بگوش

ایں کیت آموخت اے طفل صغیر　　کہ زبانت گشت در طفلی جریر

گفت حق آموخت آنگہ جبرئیل　　در بیاں با جبرئیلم من رسیل

گفت می بینی تو گفتا کہ بلے　　بر سرت تاباں چو بدر کاملے

می بیاموزد مرا وصف رسول　　بر علوم میرساند زیں سفول

پس رسولش گفت اے طفل رضیع　　چیست نامت بازگو و شو مطیع

گفت نامم پیش حق عبد العزیز　　عبد عزی پیش ایں یکمشت حیز

من ز عزی پاک و بیزار و بری　　حق آنکہ داد ایں پیغمبری

کودک دو ماهه همچوں ماه بدر　　درس بالغ گفته چوں اصحاب صدر

حکایت حضرت حمزه رضی الله عنه

در جوانی حمزه عم مصطفی　　با زره می شد مدام اندر وغا

اندر آخر حمزه چون در صف شدی — بی زره سرمست در غزوه آمدی

خلق پرسیدند کای عمّ رسول — ای هزبر صف شکن شاه فحول

نی که لاتلقوا بایدیکم الی — تهلکه خواندی ز پیغام خدا

پس چرا تو خویش را در تهلکه — می در اندازی چنین در معرکه

چون جوان بودی و زفت و سخت زه — تو نمی رفتی سوی صف بی زره

چون شدی پیر و ضعیف و منحنی — پرده های لاابالی می زنی

گفت حمزه چونکه بودم من جوان — مرگ می دیدم وداع این جهان

لیک از نور محمدؐ من کنون — نیستم این شهر فانی را زبون

آنکه مردن پیش چشمش تهلکه ست — امر لاتلقوا بگیرد او بدست

آنکه مردن پیش او شد فتح باب
سارعوا آید مر او را در خطاب

مکالمه جهود با علی رضی الله عنه

مرتضی را گفت روزی یک عنود — کو ز تعظیم خدا آگه نبود

بر سر بامی و قصری بس بلند — حفظ حق را واقفی ای هوشمند

گفت آری او حفیظ است و غنی — هستی ما را ز طفلی و منی

گفت خود را اندر افکن هین ز بام — اعتمادی کن بحفظ حق تمام

تا یقین گردد مرا ایقان تو — و اعتقاد خوب با برهان تو

پس امیرش گفت خامش کن برو — تا نگردد جانت این جرأت گرو

گه رسد مر بنده را کو با خدا — آزمایش پیش آرد ز ابتلا

بنده را کی زهره باشد کز فضول — امتحان حق کند ای گیج گول

آن خدا را می رسد کو امتحان — پیش آرد هر دمی با بندگان

تا بما ما را نماید آشکار — که چه داریم از عقیده در سرار

گر بیاید ذره سنجد کوه را — بردرد زان که ترازوش ای فتا

کز قیاس خود ترازو می تند — مرد حق را در ترازو می کند

چون نگنجد او بمیزان خرد — پس ترازوی خرد را بر درد

وسوسه این امتحان چون آیدت — بخت بد دان کامد و گردن زدت

چون چنین وسواس دیدی زود زود — با خدا گرد و درا اندر سجود

سجده گه را تر کن از اشک روان

کای خدا تو وارهانم زین گمان

قصهٔ آن طفل که در ناودان رفته بود

یک زنی آمد به پیش مرتضی — گفت شد بر ناودان طفلی مرا

گرش می خوانم نمی آید بدست — ور هلم ترسم که افتد او به پست

هم اشارت را نمیداند بدست — ور بداند نشنود این هم بدست

پس نمودم شیر و پستان را باو — او همی گرداند از من چشم و رو

از برای حق شمایید ای مهان — دستگیر این جهان و آن جهان

زود درمان کن که می لرزد دلم — که بدرد از میوهٔ دل بگسلم

گفت طفلے را برآور ہم بہ بام
تا ببیند جنس خود را آں غلام

سوے جنس آید سبک زاں ناوداں
جنس بر جنس است عاشق جاوداں

زن چناں کرد و چو دید آں طفل او
جنس خود خوش خوش بدو آورد رو

سوے بام آمد ز متن ناوداں
جاذب ہر جنس را ہمجنس داں

زاں شدستند از بشر پیغمبراں
تا بجنسیت رہند از ناوداں

حکایت قبطی و سبطی

می شنیدم کہ در آمد قبطئے
از عطش اندر وثاق سبطئے

گفت ہستم یار و خویشاوند تو
گشتہ ام امروز حاجتمند تو

زانکہ موسیٰ جادوئی کرد و فسوں
تا کہ آب نیل ما را کرد خوں

سبطیاں زاں آب صافی میخورند
پیش قبطی خوں شد آب از چشم بند

بہر خود یک طاس را پر آب کن
تا خورد از آبت ایں یار کہن

طاس را از نیل او پر آب کرد
بر دہاں بنہاد نیمے را بخورد

طاس را کژ کرد سوے آب خواہ
کہ بخور تو ہم بشد خون سیاہ

باز ازیں سو کرد کژ خوں آب شد
قبطی اندر خشم و اندر تاب شد

ساعتے بنشست تا خشمش برفت
بعد ازاں گفتش کہ ای صمصام زفت

ای برادر ایں گرہ را چارہ چیست
گفت ایں را آں خورد کو متقی ست

قوم موسیٰ شو بخور ایں آب را
صلح کن با مہ ببیں مہتاب را

گفت قبطی تو دعاے کن کہ من
از سیاہی دل ندارم آں دہن

سبطی آن دم در سجود افتاد و گفت　　کای خدای عالم سر نهفت
سبطی و قبطی همه بنده تواند　　عاجز امر تواند و مستمند
جز تو پیش کی برآرد بنده دست　　هم دعا و هم اجابت از تو است
اینچنین می گفت تا افتاد طشت　　از سر بام و دلش بیهوش گشت
در دعا بود او که ناگه نعره　　از دل قبطی بجست و غره
که هلا بشتاب و ایمان عرضه کن　　تا ببرم زود زنار کهن
دوستی تو زحب ناشگفت　　حمد لله عاقبت دستم گرفت
من گمان بردم که ایمان آورم　　تا ازین طوفان خون آبی خورم
من چه دانستم که تبدیلی کند　　در نهاد من مرا نیلی کند
سوی چشم خود یکی نیلی روان　　بر قرارم پیش چشم دیگران
همچنانکه این جهان پیش نبی　　غرق تسبیحست و پیش ما ابی

پیش پیغمبر جهان پر عشق و داد
پیش چشم دیگران مرده جماد

حکایت آهو در آخور خران

آهویی را کرد صیادی شکار　　اندر آخور کردش آن بی زینهار
درمیان آخور پر از خران　　حبس آهو کرد چون استمگران
آهو از وحشت بهر سوی گریخت　　او بپیش آن خران شب کاه ریخت
وز مجاعت و اشتها هر گاو و خر　　کاه می خوردند همچون نیشکر

گاہ آہوی رمید از سو بسو ‏ ‏ کہ زدود و گرد و گرمی تافت رو

ہر کرا با ضدِ خود بگذاشتند ‏ ‏ آں عقوبت را چو مرگ انگاشتند

تا سلیماں گفت آں ہدہد اگر ‏ ‏ ہجر را عذرے نگوید معتبر

بکشمش یا خود دہم او را عذاب ‏ ‏ یک عذابِ سخت بیروں از حساب

ہاں کدامست آں عذاب اے معتمد ‏ ‏ در قفس بودن بغیرِ جنسِ خود

زیں بدن اندر عذابی ای بشر ‏ ‏ مرغِ روحت بستہ با جنسِ دگر

حکایت خرِ گرسنہ

بود سقاے مر او را یک خرے ‏ ‏ گشتہ از محنت دوتا چوں چنبرے

پشتش از بارِ گراں دہ جائے ریش ‏ ‏ عاشقِ جوتا بروزِ مرگ خویش

جو کجا از کاہِ خشک او سیر نے ‏ ‏ در عقب زخمے ز میخ آہنے

میر آخر دید او را رحم کرد ‏ ‏ کآشنائے صاحبِ خر بود مرد

پس سلامش کرد و پرسیدش ز حال ‏ ‏ کز چہ ایں خر شد دوتا ہمچوں ہلال

گفت کز درویشی و تقصیرِ من ‏ ‏ خود نمی یابد جو ایں بستہ دہن

گفت بسپارش بمن تو روز چند ‏ ‏ تا شود در آخرِ شہ زورمند

خر بدو بسپرد و آں رحمت پرست ‏ ‏ در میانِ آخرِ سلطانش بست

خر ز ہر سو مرکبِ تازی بدید ‏ ‏ با نوا و فربہ و خوب و جدید

خارش و مالش مر اسپاں را بدید ‏ ‏ پوز بالا کرد کاے ربِ مجید

نہ کہ مخلوقِ توام گیرم خرم ‏ ‏ از چہ زار و پشت ریش و لاغرم

ناگهان آوازهٔ پیکار شد / تازیان را وقت زین و کار شد
زخمهای تیر خوردند از عدو / رفت پیکانها درایشان سو بسو
از غزا باز آمدند آن تازیان / اندر آخر جمله افتاده ستان
پایهاشان بسته محکم با نوار / نعلبندان ایستاده در قطار
می شکافیدند تنهاشان به نیش / تا برون آرند پیکانها ز ریش
چون خر آن را دید پس گفت ای خدا / من بفقر و عافیت دادم رضا
زان نوا بیزارم و زین زخم زشت / هر که خواهد عاقبت دنیا بهشت

حکایت خر لاغر و روباه کیا و شیر خسته

گازری بود و مر او را یک خری / پشت ریش اشکم تهی چون لاغری
در میان سنگلاخی بی گیاه / روز تا شب بینوا و بی پناه
آنحوالی نیستان و بیشه بود / شیری آنجا بود و صیدش پیشه بود
شیر را با پیل نر جنگی فتاد / خسته شد آن شیر و ماند از اصطیاد
شیر یک روباه را فرمود رو / مر خری را بهر من صیاد شو
اندکی من میخورم باقی شما / من سبب باشم شما را در نوا
گفت روبه شیر را خدمت کنم / حیلها سازم ز عقلش بر کنم
از سر که جانب جو می شتافت / آن خر مسکین لاغر را بیافت
پس سلامی گرم کرد و پیش رفت / پیش آن ساده دل درویش رفت
گفت چونی اندرین صحرای خشک / در میان سنگلاخ و جای خشک

گفت خر گر در غمم ور در ارم   قسمتم حق کرد و من زان شاکرم
راضیم من قسمتِ قسام را   کو خداوندست خاص و عام را
گفت روبہ جستنِ رزقِ حلال   فرض باشد از برائے امتثال
بے کلید این در گشادن راہ نیست   بے طلب نان سنتِ اللہ نیست
گفت از ضعفِ توکل باشد آن   ورنہ بدہد نان کسے کو داد جان
گفت روبہ آن توکل نادرست   کم کسے اندر توکل ماہرست
گرد نان گشتن از نادانی ست   ہر کسے را کے رہِ سلطانیست
چون قناعت را پیمبر گنج گفت   ہر کسے را کے رسد گنجِ نہفت
خر دو سہ نوبت بہ روبہ حملہ کرد   چون مقلد بد فریب او بخورد
حرص خوردن آنچنان کردش ذلیل   کہ زبونش کرد با انصد دلیل
روبہ اندر چارہ پائے خود فشرد   ریش خر بگرفت و پیش شیر برد
دور بود از شیر و آن شیر از نبرد   تا بنزدیک آمدن صبرے نکرد
گنبدی کرد از بلندی شیر ہول   خود نبودش قوتِ امکانِ حول
خر ز دورش دید و برگشت و گریخت   تا بہ پائے کوہ تازان نعل ریخت
گفت روبہ شیر را اکاے شاہِ ما   چون نہ کردی صبر در وقتِ وغا
مکرِ شیطانست تعجیل و شتاب   لطفِ رحمانست صبر و احتساب
دور بود و حملہ دید و گریخت   ضعفِ تو ظاہر شد و آبِ تو ریخت
گفت من پنداشتم برجاست زور   خود بدم از ضعف خود نادان و کور
نیز جوع و حاجتم از حد گذشت   صبر و عقلم از تجوّع یاوہ گشت

گر توانی بار دیگر از خرد　　باز آوردن مر او را می سزد

پس بیامد زود روبہ نزد خر　　گفت خر از چون تو یارے الحذر

ناجوانمردا چہ کردم من ترا　　کہ بہ پیش شیر نر بردی مرا

گفت روبہ آں طلسم سحر بود　　کہ ترا در چشم آں شیرے نمود

ورنہ من از تو بتن مسکین‌ترم　　چوں شب و روز اندر آنجا میچرم

گفت رو رو ہین ز پیشم ای عدو　　تا نبینم روئے تو ای زشت رو

رفتہ در خون و جانم آشکار　　کہ ترا من رہبرم در مرغزار

تا بدیدم روئے عزرائیل را　　باز آوردی فن و تسویل را

گفت روبہ صاف ما را درد نیست　　لیک تخییلات وہمی خورد نیست

ایں ہمہ وہم تو است ای سادہ دل　　ورنہ با تو نہ غشے دارم نہ غل

خر بسے کوشید و او را دفع گفت　　لیک جوع الکلب با خر بود جفت

غالب آمد حرص و صبرش شد ضعیف　　بس گلوہا را ببرد عشق رغیف

حرص کور و احمق و نادان کند　　مرگ را بر احمقاں آساں کند

برد خر را روبہک تا پیش شیر　　پارہ پارہ کردش آں شیر دلیر

تشنہ شد از کوشش آں سلطان دد　　رفت سوے چشمہ تا آبے خورد

روبہک خورد آں جگر بند و دلش　　چوں زمانے فرصتے شد حاصلش

شیر چوں وا گشت از چشمہ بخور　　جست دل از خر نہ دل بد نے جگر

گفت روبہ را جگر کو دل چہ شد　　کہ نباشد جانور را زیں دو بد

گفت اگر بودے ورا دل یا جگر　　کے بدینجا آمدے بار دگر

چون ندارد نور دل دل نیست آن — چون نباشد روح جز گل نیست آن
آن زجاجی کو ندارد نور جان — بول و قاروره است قندیلش مخوان

حکایت درویش که غلامان عمید را آراسته دید

آن یکی گستاخ رو اندر هری — چون بدید او خود غلامی مهتری
جامهٔ اطلس کمر زرین روان — روی کرد او سوی قبلهٔ آسمان
کای خدا زین خواجهٔ صاحب منن — چون نیاموزی تو بنده داشتن
بنده پروردن بیاموز ای خدا — زین رئیس و اختیار شهر ما
بود محتاج و برهنه بینوا — در زمستان لرزه لرزه از هوا
انبساطی کرد آن از خود بری — جرأتی بنمود او از کمتری
اعتمادش بر هزاران موهبت — که ندیم حق شد اهل معرفت
گر ندیم شاه گستاخی کند — تو مکن چون تو نداری آن سند
تا یکی روزی که شاه آن خواجه را — متهم کرد و ببستش دست و پا
وان غلامان را شکنجه می نمود — که دفینهٔ خواجه بنمائید زود
سر او با من بگوئید ای خسان — ورنه برم از شما دست و لسان
مدت یکماه شان تعذیب کرد — روز و شب اشکنجه و افشار و درد
پاره پاره کردشان یک غلام — راز خواجه وا نگفت از اهتمام
گفتش اندر خواب هاتف کای کیا — بنده بودن هم بیاموز و بیا

تمام شد

کتاب ہذا کے ملنے کے پتے

(۱) مولانا حاجی ابوبکر محمد شیث صاحب ناظم دینیات مسلم یونیو

(۲) مولوی حاجی محمد مقتدیٰ خان صاحب شروانی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

(۳) مولوی محمد اکرام اللہ خان صاحب ندوی آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفر

(۴) مولوی ابوالمعازی علی اعلیٰ صاحب محلہ قضیانہ شہر